اندھیری رات کے مسافر

نسیم حجازی

حصہ دوئم

اندھیری رات کے مسافر

نسیم حجازی

حصہ دوئم

اغوا

عمیر اور اس کے ساتھی، سعید کے گھر سے کچھ دور رکے اور عمیر نے گھوڑے سے اتر کر عتبہ سے کہا۔ آپ یہیں ٹھہریں! میں ابھی اس کا پتہ لگا کر آپ کو اطلاع دوں گا۔

میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ عتبہ نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔ دو سواروں نے ان کے گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں اور تھوڑی دیر بعد وہ مکان کے صحن میں داخل ہوئے

سعید! سعید! عمیر نے آوازیں دیں

مکان کے دائیں طرف سے دو نوکر نمودار ہوئے اور ان میں سے ایک بھاگ کر آگے بڑھا اور اس نے کہا۔ وہ یہاں نہیں ہیں

اتنی دیر میں زبیدہ اور منصور بھی درمیانی کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ گئے اور اضطراب کی حالت میں عمیر اور اس کے ساتھی کی طرف دیکھنے لگے۔ عمیر نے آگے بڑھ کر کہا۔ مجھے معلوم ہے کہ سعید اندر ہے۔ میں اسے ایک ضروری پیغام پہنچانا چاہتا ہوں۔

زبیدہ نے جواب دیا۔ وہ اندر نہیں آپ دیکھ سکتے ہیں

عمیر کچھ کہے بغیر اندر داخل ہوا اور یکے بعد دیگرے نچلی منزل کے کمروں کی تلاشی لینے کے بعد زینے سے اوپر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں اس نے مکان کا کونہ کونہ چھان مارا۔ اس عرصہ میں عتبہ خاموشی سے صحن میں کھڑا زبیدہ کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھتا رہا۔ عمیر مکان کی تلاشی سے فارغ ہو کر زبیدہ کی طرف متوجہ ہوا۔

وہ کس طرف گیا ہے؟

زبیدہ نے کہا عمیر! میں جھوٹ نہیں کہتی۔ سعید اپنے والد کے ساتھ غرناطہ گیا تھا اور ابھی تک ان میں سے کوئی واپس نہیں آیا۔

لیکن عمیر کا چہرہ بتا رہا تھا کہ ابھی تک اس کی تسلی نہیں ہوئی بالآخر عتبہ نے کہا۔
عمیر! یہاں وقت ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ آؤ چلیں!
عمیر کچھ دیر تذبذب کی حالت میں زبیدہ کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے منصور سے پوچھا۔ منصور! تم نے بھی اپنے ماموں کو یہاں نہیں دیکھا؟
نہیں! اس نے جواب دیا
یہ سن کر عمیر جلدی سے عتبہ کی طرف بڑھا اور پھر وہ دونوں مکان سے باہر نکل گئے۔ تھوڑی دور جا کر وہ رک گئے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔
عتبہ نے کہا۔ نوکروں کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ سعید یہاں نہیں ہوسکتا۔ تمہیں مکان کی تلاشی لینے کی ضرورت نہ تھی۔ تاہم یہ واضح ہے کہ وہ عورت ہمیں دیکھتے ہی سہم گئی تھی۔
عمیر نے کہا اگر آپ مجھے ذرا سی سختی کرنے کی اجازت دیں تو وہ سب کچھ بتا دیگی۔
عتبہ نے جواب دیا۔ ابھی نہیں جب سختی کرنے کی ضرورت پیش آئے گی تو میں تمہیں منع نہیں کروں گا۔ اگر سعید یہاں آتا تو حامد بن زہرہ کے متعلق سننے کے بعد اس گھر کی فضا یقیناً مختلف ہوتی!
عمیر نے پوچھا آپ کے خیال میں اب ہمیں کیا کرنا چاہیے؟
میرے خیال میں اب ہمیں یہیں ٹھہرنا پڑے گا۔ اگر سعید غرناطہ نہیں پہنچ گیا تو ہوسکتا ہے کہ وہ کسی وقت بھی یہاں پہنچ جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ زخمی ہو اور اپنے گھر آنے کی بجائے کسی اور بستی میں پناہ لے چکا ہو۔ بہر حال مجھے یقین ہے کہ اس صورت میں بھی وہ کسی کو اپنے متعلق اطلاع دینے کے لئے یہاں ضرور بھیجے گا۔ جب تک اس کا بھانجا یہاں موجود ہے وہ اس علاقے سے کہیں دور نہیں جاسکتا۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اس گھر میں آنے جانے والوں کے متعلق باخبر رہیں۔

عمیر نے کہا۔ چلیے! آپ ہمارے گھر میں آرام کیجئے۔ میں وہاں سے اپنے نوکروں کو اس جگہ پہرہ دینے کے لئے بھیج دوں گا۔ ہاں! آپ کو یہ تو اطمینان ہے نا کہ وزیر اعظم ابا جان کو جلدی واپس نہیں آنے دیں گے۔ میں ابھی تک یہ خطرہ محسوس کر رہا ہوں کہ اگر وہ اچانک یہاں پہنچ گئے تو پھر مجھے سخت الجھن کا سامنا کرنا پڑے گا۔

عتبہ نے کہا میں کتنی بار یہ کہہ چکا ہوں کہ موجودہ حالات میں وہ وزیر اعظم کے گھر سے باہر نہیں نکل سکتے۔ اگر مجھے یہ اطمینان نہ ہوتا تو میں اس گاؤں میں پاؤں رکھنے کی کبھی جرأت نہ کرتا۔ تمہارے والد تمہیں تو معاف کر سکتے ہیں لیکن مجھ پر کبھی رحم نہ کریں گے۔ جب ہمیں سعید اور اس کے ساتھیوں کے متعلق اطمینان ہو جائے گا تو وزیر اعظم کے لئے تمہارے ابا جان کو یہ سمجھانا مشکل نہ ہوگا کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے وہ ملک اور قوم کی بہتری کے لئے تھا۔ اب یہاں سے چلو! جب تک تمہارے آدمی پہرہ دینے کے لئے یہاں نہیں پہنچ جاتے، ہمارا ایک آدمی اس مکان کی نگرانی کرتا رہے گا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر عمیر کے گھر کا رخ کر رہے تھے۔

☆☆☆

عمیر کو گھر پہنچتے ہی ایک غیر متوقع صورت حال کا سامنا کرنا پڑا۔ ڈیوڑھی کا دروازہ کھلا تھا لیکن آس پاس کوئی نوکر موجود نہ تھا۔ صرف گاؤں کے چند آدمی ڈیوڑھی سے باہر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھ کر آگے بڑھے لیکن عمیر نے گھوڑے سے اترتے ہی سوال کیا۔ ہمارے آدمی کہاں چلے گئے؟

ایک بوڑھے آدمی نے گھوڑے کی باگ پکڑتے ہوئے جواب دیا۔ معلوم نہیں وہ کہاں ہیں۔ صبح میں نے آپ کے دو نوکروں کو گھوڑوں پر سوار ہو کر باہر جاتے دیکھا تھا اس کے بعد شاید باقی نوکر بھی کہیں چلے گئیں ہیں۔ ابھی آپ کی خادمہ انہیں

تلاش کر رہی تھی۔

عمیر نے پریشان ہو کر عتبہ کی طرف دیکھا اور پھر جاگتا ہوا اندر چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد وہ واپس آیا اور گھوڑوں کو اصطبل میں بھجوانے کے بعد عتبہ کو مہمان خانے کے اندر لے گیا۔

عمیر! کیا بات ہے؟ عتبہ نے سوال کیا۔ تم بہت پریشان نظر آتے ہو۔

اس نے مغموم لہجے میں جواب دیا۔ عاتکہ گھر میں نہیں ہے۔ وہ صبح ہوتے ہی کہیں چلی گئی تھی۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ سعید زخمی ہے اور آس پاس کسی جگہ چھپا ہوا ہے

عاتکہ نصیر کی بیٹی؟

ہاں! مجھے پہلے ہی اس بات کا خدشہ تھا کہ اگر سعید اس طرف آیا ہے تو وہ عاتکہ کو ضرور اطلاع دے گا۔

عمیر نے چند بار سرسری طور پر عتبہ سے اپنی غم زدہ کا ذکر کیا تھا لیکن اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اسے سعید کے ساتھ بھی کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس نے اپنے ذہنی اضطراب کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ممکن ہے کہ گاؤں میں کسی سہیلی کے پاس گئی ہو؟

وہ صبح سواری کے بہانے گھر سے نکلی تھی اور ابھی تک واپس نہیں آئی باہر سے کوئی ایلچی اس کے پاس آیا تھا؟

نہیں! لیکن صبح جب وہ تھوڑی دیر کے لئے گھر سے باہر گئی تو یہ کہہ گئی تھی کہ میں سعید کے گھر جا رہی ہوں۔ اس کے بعد وہ واپس آتے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر پھر کہیں اور چلی گئی۔ گاؤں والوں سے صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ جنوب کا رخ کر رہی تھی۔ آپ یہیں ٹھہریں، میں جاتا ہوں!

تم کہاں جا رہے ہو؟

میں دوبارہ سعید کے گھر جا رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے وہاں سعید کے ساتھ اس کی ملاقات ہوئی ہو گی اور اس نے یہ بتا دیا ہو گا کہ میں فلاں جگہ پہنچ کر تمہارا انتظار کروں گا۔

اب تم وہاں جا کر کیا کرو گے؟

مجھے اس کی خادمہ اور بھانجے سے یہ معلوم کرنے میں دیر نہیں لگے گی کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ اگر مجھے ان کی کھال اتارنی پڑی تو بھی میں دریغ نہیں کروں گا۔

تم اطمینان سے یہاں بیٹھ جاؤ!

میں اطمینان سے بیٹھ جاؤں؟ عمیر حیرت زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

ہاں! تم اب باہر نہیں جا سکتے!

لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں!

عتبہ نے اطمینان سے جواب دیا۔ عقل کی کوئی بات بھی اس وقت تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ اس وقت تم یہ نہیں سوچ سکتے کہ تم حامد بن زہرہ کے نواسے کے گھر جا رہے ہو اور اس کی ہلکی سی چیخ پر بستی کے لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ تم یہ بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اگر وہاں جا کر تمہیں سعید کا ٹھکانا معلوم بھی ہو جائے تو بھی تمہیں اس کا پیچھا کرنے کے لئے اس بستی کے لوگوں کے تعاون کی ضرورت ہو گی۔ پھر اگر عاتکہ اس کے ساتھ ہے تو اس علاقے میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہو گا جو اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات کر سکے!

لیکن میں عاتکہ کو ہر قیمت پر واپس لانا چاہتا ہوں

اب تم اسے واپس نہیں لا سکتے لیکن میں اسے واپس لا سکتا ہوں۔ بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے میری بات سنو!

عمیر نڈھال سا ہو کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور عتبہ نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔ اب ہماری آخری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ سعید کے بھانجے کو پکڑ کر لے

جائیں۔ اس کے بعد سعید کو یہ پیغام بھیجا جاسکتا ہے کہ اگر عاتکہ کو ہمارے سپرد نہ کیا گیا تو تمہارے بھانجے کو سینہاف بھیج دیا جائے گا۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہ دونوں کس طرح ہمارے قابو میں آتے ہیں لیکن اس لڑکے کو پکڑنے کے لئے یہ وقت موزوں نہیں۔ ہم رات کے وقت ان کے گھر پر چھاپہ ماریں گے اور جب تک رات نہیں ہو جاتی تمہاری ذمہ داری صرف اتنی ہے کہ ایک دو قابل اعتماد آدمیوں کے ساتھ ان کے مکان پر پہرہ دیتے رہو۔ ورنہ میرے نوکر تمہارا ساتھ دیں گے۔ لیکن تمہیں گھر سے کافی دور رہنا چاہیے اور آس پاس گاؤں کے کسی آدمی کو یہ شک کرنے کا موقع نہیں دینا چاہیے کہ تم کسی مہم پر آئے ہو اب تم جاسکتے ہو۔ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ یاد رکھو کہ اگر تم نے میری ہدایات کی ذرہ بھر خلاف ورزی کی تو آج سے ہمارے راستے جدا ہوں گے۔

عمیر نے کہا آپ کی تجویز تو ٹھیک ہے لیکن میرے دل میں یہ خدشہ ابھی تک باقی ہے کہ اگر ابا جان اچانک یہاں پہنچ گئے تو ہمیں انتہائی خطرناک حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ان کی موجودگی میں منصور کے گھر پر حملہ کرنے کے لئے ایک لشکر کی ضرورت ہوگی اور گاؤں کا کوئی آدمی ہمارا ساتھ نہیں دے گا۔ مجھے صرف اپنی جان کا خطرہ نہیں بلکہ آپ کو بچانا بھی میرے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ اس لئے آپ میری بات مانیں۔ ہمیں منصور کو پکڑ کر یہاں سے بھاگنے میں چند منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔

عتبہ نے بگڑ کر کہا۔ مجھے کتنی بار تمہاری تسلی کرنی پڑے گی کہ تمہارے ابا جان یہاں نہیں آئیں گے۔ میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اب شاید تمہیں یہ بتانا ضروری ہو گیا ہے۔ کہ وہ قطعاً سفر کے قابل نہیں اور کئی دن تک ان سے تمہاری ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر تم مزید تسلی چاہتے ہو تو میں تمہیں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ انہیں کسی طبیب کے گھر پہنچا دیا گیا ہے اور طبیب کو یہ ہدایت کر دی گئی ہے

کہ وہ کسی سے اس کا تذکرہ نہ کرے۔ اس مہم سے فارغ ہونے کے بعد تم جی بھر کر ان کی تیمارداری کر سکو گے اور ممکن ہے کہ چند دن بعد ان کا غصہ دور کرنے میں کامیاب ہو جاؤ۔ لیکن مجھے جو اطلاع ملی تھی اس سے میرا اندازہ یہی ہے کہ آئندہ تمہارے درمیان تلخ کلامی کی نوبت نہیں آئے گی۔ قدرت نے ان کی قوت گویائی سلب کر لی ہے۔

عمیر کچھ دیر سکتے کے عالم میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا لیکن میں تمام وقت ان کے ساتھ تھا۔ آپ کو یہ اطلاع کب ملی تھی؟

علی الصبح محل سے ایک ایلچی آیا تھا۔ تم اس وقت سو رہے تھے اور میں نے اس مہم کی اہمیت کے پیش نظر تمہیں جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ تم اس بات سے خفا تو نہیں ہو؟

عمیر نے جواب دیا۔ آپ کو یہ خیال کیسے آیا کہ ایک بیمار آدمی کی گالیاں سننے کا شوق مجھے آپ کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ کر دے گا۔ آپ کا یہ خیال غلط ہے کہ میں ان سے ڈرتا ہوں۔ مجھے صرف یہ خدشہ تھا کہ وہ ہماری پریشانیوں میں اضافہ نہ کریں۔ ابھی میں اندر گیا تھا تو مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں باپ کی زندگی میں شاید دوبارہ یہاں نہیں آؤں گا اور شاید مرتے ہوئے بھی وہ میرے سوتیلے بھائیوں کے لئے یہ وصیت چھوڑ جائیں کہ ان کی وراثت میں میرا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن مجھے اس بات کا کوئی افسوس نہیں۔ میں یہ عہد کر چکا ہوں کہ میں ہر قیمت پر اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کروں گا۔

عتبہ نے کہا۔ تم اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد گھاٹے میں نہیں رہو گے۔ تمہارے سوتیلے بھائی تمہاری مرضی کے بغیر سینٹا فے سے واپس نہیں آئیں گے۔ میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ جب جنگ کے خطرات ختم ہو جائیں گے تو فرڈیننڈ تمہیں بڑی سے بڑی عزت کا مستحق سمجھے گا اور میری کوشش یہی ہو گی کہ میرا دوست اس علاقے کا سب سے بڑا سردار ہو۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تمہاری ایک

خواہش شاید کبھی پوری نہ ہو سکے۔ مجھے وہ لڑکی بہت ضدی معلوم ہوتی ہے اور اگر وہ سعید کے لئے اپنے جابر چچا سے بغاوت کر سکتی ہے اور اپنا گھر بار چھوڑنے کا خطرہ مول لے سکتی ہے تو اب وہ آسانی سے تمہارے قابو میں نہیں آئے گی۔

عمیر نے کہا۔ مجھ سے اس کی نفرت کی وجہ سعید ہے۔ جب ہم اس سے نپٹ لیں گے تو عاتکہ کو راہ راست پر لانا مشکل نہیں ہوگا۔

عتبہ نے کہا لیکن پہلے تم نے کبھی یہ نہیں بتایا کہ وہ لڑکی تمہارے لئے اتنی اہم ہے؟

میں ہمیشہ یہ سوچا کرتا تھا کہ کسی دن میں آپ سے اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش بیان کروں گا اور آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے

عتبہ نے کہا مجھے یقین ہے کہ سعید اور اس کے بھانجے کی خاطر وہ لڑکی بڑی سے بڑی قربانی دینے پر تیار ہو جائے گی لیکن اگر تم یہ چاہتے تو کہ کسی دن اس کی نفرت دور ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں کچھ عرصہ صبر اور حوصلے سے کام لینا پڑے اگر وہ بہت زیادہ بد دماغ ثابت ہوئی تو ممکن ہے کہ اسے راہ راست پر لانے کے لئے ہمیں کلیسا کے محکمہ احتساب کی خدمات حاصل کرنا پڑیں اور پھر کسی دن تمہیں ایک نجات دہندہ کی حیثیت سے اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اگر اس مسئلہ میں تم میرا تعاون چاہتے ہو تو میں تم سے یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ تم ہر بات میں میری ہدایات پر عمل کرو گے۔

عمیر نے جواب دیا میری طرف سے ذرہ بھر کوتاہی نہیں ہوگی۔ عاتکہ کو حاصل کرنا میری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے

عتبہ نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور پھر اچانک منہ پھیر لیا

☆☆☆

آدھی رات کے قریب زبیدہ کو گہری نیند کی حالت میں ایسا محسوس ہوا کہ کوئی

کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ وہ ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی۔ کمرے کے ایک کونے میں چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ منصور اس کے قریب دوسرے بستر پر گہری نیند سو رہا تھا۔ اس نے اٹھ کر اپنی انگلی سے بتی کی راکھ جھاڑ دی۔ چراغ میں تیل ڈالا اور دروازے کی کھٹکھاہٹ کو اپنا وہم سمجھ کر دوبارہ بستر پر لیٹ گئی۔

چند ثانیے بعد کسی نے دوبارہ دستک دی

کون ہے؟ اس نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا

جواب میں نوکر کی آواز سنائی دی۔ میں ہوں دروازہ کھولئے۔ جلدی کیجئے! ایک آدمی سعید کا پیغام لایا ہے

زبیدہ بھاگ کر دروازے کے قریب پہنچی لیکن زنجیر کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کچھ سوچ کر رک گئی

وہ کیا کہتا ہے؟ اس نے سوال کیا

نوکر نے جواب دیا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ سعید کی حالت خراب ہے اور اس نے منصور کو بلایا ہے۔

سعید کہاں ہے؟ زبیدہ نے جلدی سے دروازہ کھولتے ہوئے پوچھا

ایک آدمی نے اچانک اس کی گردن دبوچ کر پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا

تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ سعید کہاں ہے!

آنکھ جھپکنے میں نوکر کے علاوہ تین اور آدمی کمرے کے اندر آ چکے تھے۔ اور زبیدہ سکتے کے عالم میں عمیر اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھ رہی تھی۔

عمیر نے اپنی تلوار کی نوک اس کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ اگر تم نے شور مچانے کی ذرا بھی کوشش کی تو مجھے تمہارا سر قلم کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ اب بتاؤ! سعید اور عاتکہ کہاں ہیں؟

دوسرے آدمی نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا لیکن وہ عمیر کو جواب دینے

کی بجائے نفرت اور بے بسی کی حالت میں اپنے نوکر کی طرف دیکھ رہی تھی۔ نوکر کے چہرے پر تازہ ضربوں کے نشان تھے اور اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے زبیدہ کی طرف دیکھا اور سر جھکاتے ہوئے کہا

میں بے قصور ہوں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر میں نے دروازہ نہ کھلوایا تو ہم مکان کو آگ لگا دیں گے۔

عمیر نے گرج کر کہا۔ اسے اس کے ساتھی کے پاس لے جاؤ اور دونوں کو اچھی طرح باندھ دو۔ اگر کوئی شور مچانے کی کوشش کرے تو فوراً قتل کر دو ۔۔۔۔۔۔۔! اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ گھوڑے اندر لے آئیں اور جب تک ہم ان سے فارغ نہیں ہوتے ایک آدمی صحن سے باہر کھڑا رہے۔

دو آدمی نوکر کو پکڑ کر باہر لے گئے۔

زبیدہ نے کہا عمیر! خدا کا خوف کرو۔ یہ حامد بن زہرہ کی بیٹی کا گھر ہے۔ اپنے خاندان کی لاج رکھو!

عمیر چلایا۔ میرے خاندان کی رسوائی کا باعث تم ہو۔ بتاؤ عاتکہ کہاں ہے؟

عاتکہ؟

عمیر نے اس کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔ اب تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتیں۔ مجھے معلوم ہے کہ سعید یہاں آیا تھا اور عاتکہ اس کے ساتھ جا چکی ہے۔

نہیں خدا کی قسم! سعید یہاں نہیں آیا

عتبہ نے کہا۔ عمیر! تم وقت ضائع نہ کرو۔ اس لڑکے کو اٹھا کر باہر لے جاؤ۔ میں ان لوگوں سے نپٹنا جانتا ہوں۔

عمیر جلدی سے بستر کی طرف بڑھا اور منصور کو جھنجھوڑنے لگا۔ منصور نے خوفزدہ ہو کر چیخ ماری لیکن عمیر نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر دبا دیا۔ اگر شور مچاؤ گے تو میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔ بتاؤ تمہارا ماموں کہاں ہے؟

زبیدہ عمیر کا گریبان پکڑ کر چلائی۔ خدا کے لئے اسے کچھ نہ کہو۔ اسے سعید کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔

عمیر نے اسے پوری قوت سے تھپڑ مارا اور وہ ایک طرف گر پڑی۔ منصور غضبناک ہو کر اٹھا اور عمیر پر ٹوٹ پڑا لیکن عتبہ نے اس کی گردن پکڑ کر دھکا دے دیا۔ اور وہ دیوار کے ساتھ ٹکرا کر فرش پر گر پڑا۔ اس نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمیر نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر لات ماری اور وہ گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

عتبہ نے کہا اسے اٹھا کر باہر لے جاؤ!

عمیر منصور کو اٹھا کر کمرے سے باہر نکلنے لگا تو زبیدہ نے دہائی دینے کی کوشش کی لیکن عتبہ نے تلوار کی نوک اس کے سینے پر رکھتے ہوئے کہا

بڑھیا! اگر تمہیں اس لڑکے کی زندگی عزیز ہے تو خاموش رہو۔ اب اس کی جان بچانے کی ایک ہی صورت ہے۔ تم سعید کو یہ پیغام بھیج دو کہ عاتکہ کو اس کے گھر پہنچا دے اور اپنے آپ کو حکومت کے حوالے کر دے۔

زبیدہ نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ مجھے معلوم نہیں کہ سعید نے آپ کا کیا جرم کیا ہے لیکن وہ گھر نہیں آیا اور مجھے عاتکہ کے متعلق بھی کچھ معلوم نہیں۔

عتبہ نے کہا۔ ممکن ہے کہ ابھی تک تم ان کے متعلق بے خبر ہو لیکن ہمیں یقین ہے کہ سعید کہیں آس پاس چھپا ہوا ہے اور اگر وہ زندہ رہا تو اپنے بھانجے کے پاس ضرور آئے گا۔ تم اسے ہماری طرف سے یہ پیغام دے سکتی ہو کہ اگر اس نے لوگوں کے ہمارے خلاف مشتعل کرنے کی کوشش کی تو وہ اپنے بھانجے کی لاش بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ ہم اس کے دشمن نہیں ہیں۔ لیکن ہمارے نزدیک غرناطہ کو مزید تباہی سے بچانے کی آخری صورت یہی ہے کہ شرپسندوں کو از سر نو جنگ کی آگ بھڑکانے کا موقع نہ دیا جائے۔ اس سے زیادہ تمہیں کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں۔ تمہارے نوکر صبح تک

اپنی کوٹھری میں بند رہنے چاہئیں اور اس کے بعد انہیں آزاد کرتے ہوئے تمہیں یہ تسلی کر لینی چاہیے کہ وہ ہمارے متعلق اپنی زبانیں بند رکھیں گے۔ اگر ہمیں دوبارہ یہاں آنا پڑا تو ہم کسی کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

زبیدہ بے اختیار عتبہ کے پاؤں پر گر پڑی۔ خدا کے لئے ان کی جان بچاؤ! میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں گی۔ میں قسم کھاتی ہوں لیکن عتبہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆

تھوڑی دیر بعد وہ مکان سے کچھ دور کھڑے تھے اور عتبہ عمیر سے کہہ رہا تھا اب تم اطمینان سے گھر جاؤ۔ میں اس لڑکے کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ اگر عاتکہ کہیں آس پاس ہے تو وہ بہت جلد واپس آئے گی اور اگر وہ واپس نہ آئی تو بھی ہمیں یہ معلوم کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی کہ وہ کہاں ہے

پھر وہ اپنے ایک اور ساتھی سے مخاطب ہوا۔ ضحاک! میں تمہیں ایک نہایت اہم ذمہ داری سونپ رہا ہوں۔ یہ لوگ منصور کی جان بچانے کے لئے اس لڑکی کو فوراً واپس لانے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے تمہیں مکان کے قریب چھپ کر ساری رات پہرہ دینا ہوگا۔ اگر کوئی اس گھر سے باہر نکلے تو تم اس کا پیچھا کرو۔ وہ گاؤں کے جس مکان کا رخ کرے گا وہاں شاید عاتکہ کے علاوہ چند اور خطرناک باغی بھی موجود ہوں۔ تمہیں مکان سے ذرا دور رہ کر کچھ دیر انتظار کرنا چاہیے۔ اگر تم کسی لڑکی کو وہاں سے نکلتے ہوئے دیکھو تو اسے یہ شک نہیں ہونا چاہیے کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ یا تو بھاگتی ہوئی پہلے اس مکان کا رخ کرے گی اور اس کے بعد اپنے گھر جائے گی۔ ورنہ سیدھی اپنے گھر کا رخ کرے گی۔ دوسرے آدمیوں کو گرفتار کرنے کے لئے ہمیں کسی جلد بازی سے کام لینے کی ضرورت نہیں۔ ہم حالات کے مطابق سوچ سمجھ کر کوئی قدم اٹھائیں گے۔

عمیر نے کہا۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ گاؤں سے مزید چند نوکر بھی ان کے ساتھ رہیں اور جب عاتکہ کی جائے پناہ کا پتا چل جائے تو وہ باقی رات وہاں پہرہ دیتے رہیں۔

عتبہ نے جواب دیا تم صرف ایک آدمی کو ضحاک کی رہنمائی کے لئے بھیج سکتے ہو اور اس کا کام صرف اتنا ہوگا کہ وہ دبے پاؤں ضحاک کا پیچھا کرے اور بوقت ضرورت تمہیں خبردار کر دے۔ دوسرے آدمیوں کو صرف گاؤں سے باہر جانے والے راستوں کی دیکھ بھال کرنا چاہیے۔ میں اپنے تین آدمیوں کو تمہارے پاس چھوڑ کر جا رہا ہوں اور وہ گاؤں سے باہر جانے والے راستوں کی ناکہ بندی کے لئے تمہارے نوکروں کی مدد کریں گے لیکن تمہیں کسی حالت میں کسی گھر پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں ورنہ تمہیں گاؤں کی پوری آبادی کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ اس صورت میں شاید تمہیں عاتکہ سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں۔ اگر عاتکہ کی واپسی کے بعد کسی اور آدمی نے گاؤں سے بھاگنے کی کوشش نہ کی تو اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ وہ زخمی ہے اور ہم جب چاہیں انہیں پکڑ سکتے ہیں۔ وہ وقت زیادہ دور نہیں کہ تم اس گاؤں کی پوری آبادی پر ہاتھ ڈال سکو۔

میں سر دست اس لڑکے کو غرناطہ کی بجائے ویگا میں اپنے گھر رکھنا چاہتا ہوں اور فی الحال عاتکہ کو بھی اس گاؤں میں رکھنا مناسب نہیں ہوگا۔ اگر وہ منصور کی جان بچانے کے لئے گھر واپس آ سکتی ہے تو اس کو ساتھ لے کر وہاں پہنچ جانا بھی تمہارے لئے مشکل نہیں ہوگا۔ اس صورت میں ہم کئی الجھنوں سے بچ جائیں گے۔ اب اگر تم کچھ دیر خاموش رہ سکو تو میں ضحاک کو چند اور ہدایات دینا چاہتا ہوں۔

یہ کہہ کر وہ ضحاک کی طرف متوجہ ہوا۔ تم میری بات غور سے سنو۔ یہ ضروری نہیں کہ عاتکہ اور اس کے ساتھی اس گاؤں میں چھپے ہوئے ہوں۔ ایک آدمی احتیاطاً تمہارا گھوڑا پکڑ کر کھڈ کے پار موجود رہے گا۔ اگر اس گھر کا کوئی آدمی سوار ہو کر باہر

نکلے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ کہیں دور جا رہا ہے۔ اس لیے تمہیں تنہا اس کا پیچھا کرنا پڑے گا تاکہ اسے شک نہ ہو۔ اگر وہ اس علاقے کی کسی اور بستی میں چھپا ہوا ہو تو تم اس کی جائے پناہ دیکھتے ہی مجھے اطلاع دو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم اس گھر سے پیغام لے جانے والے سوار کی رہنمائی میں کسی اور جگہ کی بجائے غرناطہ پہنچ جاؤ اور وہ سب وہیں کہیں چھپے ہوئے ہوں۔ اس صورت میں تم ان کی جائے پناہ دیکھتے ہی سیدھے کوتوال کے پاس جاؤ!

یہ لو! اس نے اپنی انگلی سے ایک انگوٹھی اتار کر اسے دیتے ہوئے کہا۔ کوتوال بہت محتاط آدمی ہے۔ جب سے اس کے چند آدمی غرناطہ کے راستے میں مارے گئے ہیں وہ ہر آدمی کو حریت پسندوں کو جاسوس خیال کرتا ہے۔ اگر اسے اس بات کا یقین نہ آئے کہ تم میری طرف سے آئے ہو تو اسے یہ انگوٹھی دکھا دو پھر وہ تمہاری ہر ممکن مدد کرے گا۔

تھوڑی دیر بعد عتبہ اور تین سوار جنہیں اس نے اپنے ساتھ رہنے کے لیے منتخب کیا تھا وہاں سے روانہ ہو چکے تھے۔ ایک سوار نے منصور کو اپنے آگے ڈال رکھا تھا۔ اس نے نیم بے ہوشی کی حالت میں ان کی باتیں سنی تھیں اور کچھ دیر چلنے کے بعد جب وہ سڑک چھوڑ کر دائیں ہاتھ ایک تنگ پگڈنڈی پر سفر کر رہے تھے اسے پوری طرح ہوش آ چکا تھا۔ تاہم خوف کے باعث اسے سیدھا ہو کر بیٹھنے یا کسی سے ہمکلام ہونے کی جرأت نہ تھی۔

☆☆☆

جعفر کی آمد اور تیسرے آدمی کا پیغام

سعید کو نیم بے ہوشی کی حالت میں عاتکہ کی آواز سنائی دی تو وہ چند منٹ اسے ایک خواب سمجھ کر بے حس و حرکت پڑا رہا۔

عاتکہ بار بار بدریہ سے پوچھ رہی تھی۔ انہیں ابھی تک ہوش کیوں نہیں آیا؟ اور بدریہ اسے تسلی دے رہی تھی۔ آپ فکر نہ کریں انشاءاللہ یہ دوا اب بہت جلد اثر کرے گی لیکن ان سے گفتگو کرتے ہوئے ہمیں بہت محتاط رہنا چاہیے۔

عاتکہ نے کہا میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ یہ مجھے یہاں دیکھ کر خفا نہ ہو جائیں۔ جب یہ گھر کے حالات پوچھیں گے تو میں ان سے یہ بات کیسے چھپا سکوں گی کہ ہم نے حامد بن زہرہ کے قاتلوں کو راستے میں دیکھا تھا۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ گاؤں سے کسی آدمی کو منصور کے گھر بھیج کر وہاں کے حالات معلوم کریں مجھے یقین ہے کہ جب یہ ہوش میں آ کر مجھے دیکھیں گے تو ان کا پہلا سوال منصور ہی کے متعلق ہوگا۔

سلمان نے کہا اگر ولید نے جعفر کو یہ بتا دیا کہ سعید یہاں ہے تو وہ غرناطہ سے سیدھا یہیں لوٹے گا اور ہم اسے فوراً منصور کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیج دیں گے ورنہ میں خود چلا جاؤں گا۔

عاتکہ نے کہا اگر عمیر کسی برے ارادے سے گیا ہے تو اس سے نپٹنے کی یہی صورت ہے کہ گاؤں سے مدد لی جائے۔ اور یہ کام کسی اور کی بجائے میرے لیے زیادہ آسان ہے۔ عمیر ایک پاگل آدمی ہے اور منصور کو اس کے ظلم سے بچانے کے لیے میں اپنے چچا کے پاؤں پر گرنے کے لیے بھی تیار ہوں۔ مریم سے اس کا بال تک بیکا نہیں ہونا چاہیے۔ میں واپس جانے سے پہلے صرف یہ تسلی چاہتی ہوں کہ یہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

عاتکہ بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں ضبط کر رہی تھی اور بدریہ اسے تسلیاں دے

رہی تھی۔ میری بہن ہمت سے کام لو۔ اگر تم یہاں نہ آتیں تو بھی اس سے کوئی فرق نہ پڑتا۔ حامد بن زہرہ کے قاتلوں کے لیے سعید کو تلاش کرنا اب زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکا ہے۔ انشاء اللہ ہمیں بہت جلد یہ معلوم ہو جائے گا کہ انہوں نے وہاں جا کر کیا کیا ہے اور ان کے مقابلے میں ہماری جوابی کارروائی کیا ہونی چاہیے۔ اس وقت تم صرف دعا کر سکتی ہو۔

سعید پوری طرح ہوش میں آ چکا تھا لیکن چند منٹ اسے اپنے تیمارداروں کی طرف دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر اس نے ایک ہچکی لینے کے بعد اچانک آنکھیں کھول دیں تو وہ سب خاموش ہو گئے۔ سعید کی نگاہیں عاتکہ کے چہرے پر مرکوز ہو چکی تھیں اور اس کی آنکھوں میں ان گنت سوال رینگ رہے تھے۔

بدریہ نے جلدی سے اٹھ کر پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ بھائی! عاتکہ کے متعلق آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ آپ کی حالت خراب تھی اور اسے میں نے ہی پیغام بھیجا تھا۔ آپ کو اس کی ضرورت تھی۔

سعید نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے چکر آ گیا اور اس نے نڈھال ہو کر دوبارہ تکیے پر اپنا سر رکھ دیا۔

پھر جیسے وہ خواب کی حالت میں بڑبڑا رہا تھا۔ میں سمجھ رہا تھا کہ میں ایک خواب دیکھ رہا ہوں۔ کاش! آپ عاتکہ کو یہاں نہ بلاتیں۔ موجودہ حالت میں ہم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے۔ کچھ دیر اس کے منہ سے ناقابل فہم آوازیں نکلتی رہیں اور بالآخر اسے غش آ گیا۔

بدریہ اور سلمان نے اسے بڑی مشکل سے دوا پلائی۔ اس نے قدرے ہوش میں آ کر ایک منٹ کے لیے اپنے تیمارداروں کو دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں تھوڑی دیر بعد وہ گہری نیند سو رہا تھا۔

☆☆☆

دو گھنٹے بعد سلمان مہمان خانے میں جا چکا تھا اور بدریہ دوسرے کمرے میں عصر کی نماز پڑھ کر اٹھنے کو تھی کہ اسماء جو عاتکہ کے ساتھ سعید کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی، بھاگتی ہوئی بدریہ کے پاس آئی اور اس نے کہا۔ امی جان! انہیں پھر ہوش آ گیا ہے۔ وہ خالہ عاتکہ سے باتیں کر رہے ہیں۔ وہ ان سے ناراض معلوم ہوتے تھے۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ خالہ پہلے ہی بہت رو چکی ہیں۔ اب ان کا غصہ کچھ کم ہو گیا ہے۔ مہمان نماز پڑھ چکے ہوں گے انہیں بلا لاؤں؟

نہیں! بدریہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تم انہیں باتیں کرنے دو۔ مہمان کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں۔ انہیں جا کر صرف یہ بتا دو کہ اب زخمی کی حالت بہتر ہے۔

ایک گھنٹہ بعد بدریہ اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک ایک دردناک چیخ سنائی دی وہ بھاگتی ہوئی اسماء کے ساتھ سعید کے کمرے میں داخل ہوئی لیکن وہ دوبارہ بے ہوش ہو چکا تھا اور عاتکہ پاس بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

کیا ہوا؟ اس نے گھبراہٹ کی حالت میں سوال کیا

عاتکہ نے بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں ضبط کرتے ہوئے کہا یہ بالکل ٹھیک نظر آتے تھے، لیکن اچانک عمیر اور عتبہ کا ذکر آ گیا، انہوں نے شاید دوپہر کے وقت نیم بے ہوشی کی حالت میں ہماری گفتگو سن لی تھی اور اب ان کے بارے میں پے در پے سوالات کر رہے تھے۔ انہیں ٹالنا میرے بس کی بات نہ رہی تو میں نے انہیں تمام واقعات بتا دیئے اور جب چچا ہاشم کی غداری کا بھی میں نے ذکر کیا تو وہ تڑپ کر اٹھ کھڑے ہوئے لیکن پھر اچانک بے ہوش ہو گئے۔!

بدریہ نے کہا میرا خیال تھا کہ آپ سے اطمینان کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد ان کی طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔ لیکن آپ کو فی الحال عمیر اور عتبہ کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اب یہ ہوش میں آ کر زیادہ بے چینی کا مظاہرہ کریں گے۔ اس لیے مجھے

پھر نیند کی دوا دینا پڑے گی۔ اسماء بیٹی! تم جلدی سے مہمان کو بلا لاؤ!

☆☆☆

سعید کو باقی رات ہوش نہ آیا۔ اس کے تیماردار عشاء کی نماز کے قریب کمرے کے ایک کونے میں بیٹھے آہستہ آہستہ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ مسعود کمرے میں داخل ہوا۔ اور اس نے کہا غرناطہ سے ایک آدمی آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں سعید کا نوکر ہوں اور مجھے ولید نے بھیجا ہے

عاتکہ نے جلدی سے سوال کیا تم نے اس کا نام نہیں پوچھا؟

اس کا نام جعفر ہے

وہ اکیلا ہے؟

ہاں

سلمان اٹھ کر نوکر سے مخاطب ہوا میں دیکھتا ہوں

عاتکہ مضطرب ہو کر بولی۔ ٹھہریئے! آپ خالی ہاتھ باہر نہ جائیں ممکن ہے وہ کوئی اور ہو۔

آپ میری فکر نہ کریں۔ اگر وہ جعفر نہیں تو اسے یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ میں کون ہوں؟ سلمان نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے نوکر کو اشارہ کیا اور وہ اس کے پیچھے ہو لیا۔ عاتکہ اور بدریہ کچھ دیر خاموش رہیں۔ پھر جعفر سلمان کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ سعید کو بستر پر لیٹا ہوا دیکھ کر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔

بدریہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ سعید کی حالت بہتر ہے۔ اور انشاءاللہ یہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔ اس وقت انہیں جگانا ٹھیک نہیں۔

جعفر چند ثانیے حیرت اور اضطراب کی حالت میں عاتکہ کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ لیکن آپ۔۔۔۔۔۔؟

عاتکہ جواب دینے کی بجائے بدریہ کی طرف دیکھنے لگی اور اس نے کہا انہیں میں نے بلایا ہے۔

سلمان نے پوچھا تمہیں ولید نے یہاں بھیجا ہے؟

ہاں! صبح ہوتے ہی ان کا نوکر سرائے کے مالک کے پاس آیا تھا اور اس نے یہ پیغام دیا تھا کہ وہ صبح سے کسی جگہ ہمارا انتظار کر رہے ہیں اور کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے سرائے کے مالک کو بھی بلایا تھا۔ وہ اپنے گھر کی بجائے کسی دوست کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور مجھے تمام واقعات سنانے کے بعد انہوں نے یہ حکم دیا تھا کہ وہ آپ کو کوئی ضروری پیغام دینا چاہتے ہیں اس لیے میں کچھ دیر غرناطہ رک جاؤں۔ پھر انہوں نے ایک خط دے کر یہ کہا کہ تم عبدالمنان کے ساتھ میرے والد کے پاس جاؤ اور سعید کے لیے دوا لے کر سرائے واپس چلے جاؤ اور وہاں میرا انتظار کرو۔

میں ابونصر کے پاس پہنچا۔ انہوں نے خط پڑھ کر چند ادویات میرے حوالے کر دیں اور یہ تاکید کی کہ اگر کل تک سعید کی حالت بہتر نہ ہو تو مجھے اطلاع دیں۔ اگر حالات نے اجازت دی تو میں بذات خود پہنچ جاؤں گا یا اپنے شاگردوں میں سے کسی کو بھیج دوں گا۔ یہ لیجئے اس تھیلی میں ادویات کے ساتھ انہوں نے ایک خط بھی رکھ دیا ہے۔

سلمان نے تھیلی پکڑ کر بدریہ کو پیش کر دی اور وہ جلدی سے خط نکال کر پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔

جعفر نے جیب سے دوسرا خط نکال کر سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا

لیجیے! یہ وہ خط ہے جس کے لیے مجھے سارا دن انتظار کرنا پڑا۔ سلمان نے جلدی سے خط کھولا اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ خط کا مضمون یہ تھا

عزیز بھائی!

میں وہ تیسرا آدمی ہوں جو اندھیری رات میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا تھا۔ آپ سے ملاقات اشد ضروری ہے۔ اس لیے آپ میرا انتظار کریں۔ میں ایک اہم کام سے فارغ ہوتے ہی آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔ یہ ممکن ہے کہ آپ کو غرناطہ آنا پڑے۔ وہ نوجوان کی وساطت سے ہمارا غائبانہ تعارف ہوا ہے کسی مہم پر روانہ ہو چکا ہے اور چند دن تک آپ کے پاس نہیں آ سکے گا۔ لیکن آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ میں یہاں آپ کے ایک اور دوست کو جانتا ہوں اور اس کے ذریعے آپ سے رابطہ رکھنے کی کوشش کروں گا۔ فی الحال آپ اپنی قیام گاہ سے باہر نہ نکلیں۔ اگر آپ کو غرناطہ میں اپنے دوستوں کو کوئی بھی ضروری پیغام بھیجنا ہو تو انشاء اللہ بہت جلد آپ کے پاس انتہائی قابل اعتماد قاصد پہنچ جائیں گے۔

-------------تیسرا آدمی

سلمان نے جعفر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تم جانتے ہو یہ قاصد کون ہیں؟

نہیں

تم جانتے ہو یہ خط لکھنے والا کون ہے؟

نہیں میں نے اسے نہیں دیکھا اور ولید سے بھی دوبارہ میری ملاقات نہیں ہوئی۔ سرائے میں واپس آ کر مجھے شام تک انتظار کرنا پڑا۔ اس عرصہ میں عبدالمنان دو مرتبہ ولید کی تلاش میں گیا۔ اور اس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ مجھے جس شخص کا خط لے جانے کے لیے روکا گیا ہے وہ کہیں گیا ہوا ہے اور ولید اس کا انتظار کر رہا ہے اور مجھے ہر حالت میں اس کا انتظار کرنا چاہیے۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد ایک نوکر

یہ خط لے کر آیا اور اس نے یہ بتایا کہ ولید کسی ضروری کام سے باہر جا رہا ہے اس لیے یہاں نہیں آ سکتا عبدالمنان کہتا تھا کہ شہر کے کئی نوجوان کی طرح شاید ولید کو بھی پہاڑی قبائل کے اکابر کے پاس بھیجا گیا ہو۔

سلمان نے کہا ولید نے تمہاری حامد کی شہادت کے واقعات بتا دیئے ہوں گے؟

ہاں! جعفر نے آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے جواب دیا

اور اس نے تمہیں یہ بھی بتا دیا ہوگا کہ ابھی عام لوگوں کو ان واقعات کا علم نہیں ہونا چاہیے

ہاں! اگر وہ مجھے خاموش رہنے کا حکم نہ دیتے۔ تو میں غرناطہ کی گلیوں میں دہائی دیتا پھرتا۔

سلمان نے کہا۔ تمہیں ولید کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔ اب تم بلا تاخیر اپنے گھر پہنچنے کی کوشش کرو اور منصور کا خیال رکھو۔ اسے کسی صورت میں گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے۔

جعفر نے مضطرب ہو کر پوچھا اسے کوئی خطرہ ہے؟

ہاں عمیر اور اس کے ساتھی گاؤں پہنچ چکے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ سعید کا پتا لگانے کے لیے اس پر کوئی سختی نہ کریں۔ تمہیں گھر میں داخل ہونے سے پہلے کسی کو بھیج کر یہ اطمینان کر لینا چاہیے کہ وہ کہیں اندر چھپ کر تمہارا انتظار تو نہیں کر رہے؟

جعفر نے تلملا کر کہا۔ ہاشم کا بیٹا ہمارے گھر میں قدم نہیں رکھ سکتا۔ میں اس کی بوٹیاں نوچ لوں گا۔ لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ عمیر گاؤں پہنچ چکا ہے؟

سلمان نے مختصر واقعات بیان کر دیے

جعفر کچھ دیر خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ ان حالات میں مجھے بلاتاخیر گھر پہنچنا چاہیے۔

بدریہ نے کہا اگر تم گاؤں میں کوئی خطرہ محسوس کرو تو منصور کو یہاں پہنچا دو۔

جعفر نے جواب دیا مجھے یقین ہے کہ اگر عمیر نے کوئی زیادتی کی تو گاؤں کے لوگ اپنی جانوں پر کھیل جائیں گے۔

عاتکہ نے کہا پھر بھی تمہیں سخت احتیاط سے کام لینا چاہیے

آپ فکر نہ کریں۔ میں گاؤں پہنچتے ہی ایسے حالات پیدا کردوں گا کہ عمیر کے لیے وہاں ٹھہرنا ناممکن ہو جائے

سلمان نے کہا۔ جب اسے یہ معلوم ہوگا کہ عاتکہ گھر سے کہیں جا چکی ہیں تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اوچھے ہتھیاروں پر اتر آئیں لیکن تمہیں کسی حالت میں بھی مشتعل نہیں ہونا چاہیے۔ اور اس پر یہ ظاہر نہیں کرنا چاہیے کہ تم حامد بن زہرہ کی شہادت کے واقعات سن چکے ہو اور اس پر کوئی شک کرتے ہو اب جاؤ اگر میرا سعید کے پاس رہنا ضروری نہ ہوتا تو میں تمہارے ساتھ چلتا۔

جعفر نے کہا نہیں ولید مجھے باربار تاکید کرتا تھا کہ آپ کو یہیں رہنا چاہیے۔ اگر خدانخواستہ کسی وقت آپ کی مدد کی ضرورت پڑی تو میں آپ کو پیغام بھیج دوں گا۔

سلمان نے کہا چلو میں تمہیں باہر چھوڑ آتا ہوں۔

جعفر چند ثانیے بے بسی کی حالت میں سعید کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اپنے آنسو پونچھتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ مکان سے باہر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سلمان سے کہہ رہا تھا اگر مجھے منصور کی فکر نہ ہوتی تو میں ایک لمحہ کے لیے بھی سعید سے دور رہنا پسند نہ کرتا۔ میں آپ سے یہ وعدہ لینا چاہتا ہوں کہ جب تک سعید کے متعلق اطمینان نہ ہو جائے آپ اس کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے۔ اور اگر آپ نے یہ محسوس کیا کہ اس کی حالت تشویشناک ہے تو مجھے پیغام بھیج دیں گے۔

سلمان نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ لیکن تمہیں اس قدر

پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ انشاءاللہ سعید بہت جلد ٹھیک ہو جائے گا۔

لیکن وہ بے ہوش ہے

یہ دوا کا اثر ہے۔ موجودہ حالات میں اس کے لیے نیند بہت ضروری ہے۔ پھر بھی میرا خیال ہے کہ آپ کو ابو نصر کی ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔ مجھے یقین ہے جو ادویات انہوں نے بھیجی ہیں وہ زیادہ سودمند ثابت ہوں گی

تم فکر نہ کرو۔ سلمان نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ جعفر نے اس پر ایک نظر ڈالی اور پھر گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

اگلی صبح عاتکہ سعید کے بستر کے قریب کرسی پر بیٹھی اونگھ رہی تھی۔ بدریہ کمرے میں داخل ہوئی اور وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ بدریہ نے آگے بڑھ کر سعید کی نبض دیکھنے کے بعد اس نے کہا میں نے کہا تھا کہ آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ اب آپ اٹھیں اور ساتھ والے کمرے میں جا کر لیٹ جائیں۔ آپ انہیں دوا پلاتی رہی ہیں؟

ہاں

لیکن میں حیران ہوں کہ انہیں اتنی دیر تک ہوش کیوں نہیں آیا؟

عاتکہ نے جواب دیا۔ انہیں دوسری بار دوا پیتے ہی ہوش آ گیا تھا اور اس کے بعد یہ کافی دیر تک مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ پھر رات کے تیسرے پہر انہوں نے کانپنا شروع کر دیا۔ میں آپ کو جگانا چاہتی تھی لیکن انہوں نے مجھے منع کر دیا۔

بدریہ نے فکر مند ہو کر کہا آپ کو مجھے جگا لینا چاہیے تھا۔ ابھی تک بخار کم نہیں ہوا اب آپ اٹھیں اور دوسرے کمرے میں جا کرے سو جائیں

عاتکہ نے جواب دیا اب مجھے نیند نہیں آئے گی

میری بہن! آپ کو آرام کی ضرورت ہے جائیں! بدریہ نے بڑی محبت سے کہا عاتکہ اٹھ کر برابر کے کمرے میں چلی گئی اور بدریہ دوبارہ سعید کی نبض دیکھنے کے بعد

کرسی پر بیٹھ گئی۔ چند منٹ بعد بوڑھا نوکر آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹانے کے بعد اندر داخل ہوا اور اس نے کہا مہمان کہتا ہے کہ اگر اجازت ہو تو میں سعید کو دیکھنا چاہتا ہوں

انہیں لے آؤ۔ بدریہ نے جلدی سے اپنا دوپٹہ درست کرتے ہوئے کہا۔ نوکر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد سلمان کمرے میں داخل ہوا۔

تشریف رکھیے! بدریہ نے کہا۔ سعید کو رات کے وقت پھر ہوش آ گیا تھا۔ اور بظاہر ان کی حالت بہتر معلوم ہوتی ہے لیکن میں ان کے بخار کی وجہ سے بہت ہی پریشان ہوں۔

سلمان نے سعید کی نبض دیکھنے کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں غرناطہ جا کر طبیب کو لے آؤں؟

نہیں! اگر اس کی ضرورت پڑی تو میں آپ کی بجائے کسی اور کو بھیج دوں گی۔

وہ بات کر ہی رہے تھے کہ مسعود بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔ جناب! جعفر واپس آ گیا ہے اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا

سلمان نے مضطرب ہو کر بدریہ کی طرف دیکھا اور اس نے مسعود سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ کہاں ہے؟ اسے یہاں لے کر آؤ

مسعود باہر نکل گیا اور عاتکہ نے برابر کے کمرے سے نکل کر پوچھا۔ جعفر آ گیا ہے؟

ہاں! بدریہ نے جواب دیا۔ لیکن تمہیں آرام کرنا چاہیے

میں منصور کے متعلق پوچھنا چاہتی ہوں۔ خدا کرے جعفر کوئی اچھی خبر لایا ہو۔

عاتکہ نڈھال ہو کر بدریہ کے قریب بیٹھ گئی

☆☆☆

تھوڑی دیر بعد جعفر مسعود کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اور اس کی صورت یہ بتا

رہی تھی کہ وہ کوئی اچھی خبر نہیں لایا۔ اس نے بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں ضبط کرتے ہوئے کہا۔ جناب! وہ میرے گھر پہنچنے سے پہلے منصور کو پکڑ کر کہیں لے جا چکے تھے۔

کون؟ سلمان نے اٹھ کر کھڑا ہو گیا

عمیر اور اس کے ساتھی وہ میری بیوی کو یہ دھمکیاں بھی دے گئے ہیں کہ اگر عاتکہ فوراً اپنے گھر نہ پہنچی تو اس کا انتقام منصور سے لیا جائے گا۔

سلمان کے استفسار پر جعفر نے جلدی جلدی تمام واقعات سنا دیے۔

سلمان نے پوچھا۔ وہ کس طرف گئے ہیں؟

مجھے معلوم نہیں۔ میں نے انہیں سڑک پر نہیں دیکھا

تم نے عمیر کے گھر سے معلوم کیا تھا؟

نہیں! ممکن ہے کہ وہ وہاں سے چلے گئے ہوں میں ان کا پیچھا کرنے کی بجائے آپ کو اطلاع دینا ضروری سمجھتا تھا۔

عاتکہ یہ سن کر سر پکڑ کر بیٹھ گئی، پھر وہ کہنے لگی۔ اس ساری مصیبت کا باعث میں ہی ہوں۔ لیکن میں یہ گوارا نہیں کرواں گی کہ میری وجہ سے سعید کے بھانجے کو کوئی تکلیف پہنچے۔ میں ابھی واپس جانے کے لیے تیار ہوں۔

اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ سلمان نے کہا۔ ------ یہ باتیں ہم بعد میں سوچیں گے۔ پہلے مجھے جعفر سے باقی معلومات حاصل کر لینے دیجیے۔

مسعود! تم فوراً میرا گھوڑا تیار کرو

مسعود کمرے سے نکل گیا اور سلمان نے جعفر سے پوچھا تم سیدھے یہاں آئے ہو؟

ہاں!

راستے میں تم نے کسی کو اپنا پیچھا کرتے نہیں دیکھا

جعفر نے جواب دیا۔ جب میں گھر سے نکلا تھا تو ایک سوار گھر کے دوسرے کنارے سے میرے پیچھے ہولیا تھا۔

سلمان نے تلملا کر کہا۔ تمہیں منصور کے متعلق سن کر بھی یہ خیال نہ آیا کہ اب وہ تمہاری نقل وحرکت پر نگاہ رکھیں گے۔ اگر ان کا کوئی جاسوس تمہارے پیچھے آ رہا ہے تو تم اس گاؤں اور اس گھر کی طرف اس کی رہنمائی کر رہے ہو۔

جعفر نے کہا۔ رات کے پچھلے پہر میں یہ نہیں دیکھ سکا کہ وہ کون ہے۔ ہمارے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ پھر میں اس بستی کے قریب پہنچا تو مجھے شک ہوا اور میں گھوڑا روک کر سوچ میں پڑ گیا۔

سلمان نے کہا وہ اس بستی تک تمہارے ساتھ آیا ہے اور تم اتنے بے وقوف ہو، کہ سیدھے یہاں آ گئے ہو۔

جعفر نے جواب دیا۔ جناب! مجھ سے غلطی ضرور ہوئی ہے۔ لیکن آپ ذرا اطمینان سے میری بات سن تو لیجئے! ہو سکتا ہے کہ آپ مجھے اتنا بے وقوف خیال نہ کریں۔

بستی کے قریب پہنچ کر مجھے یقین ہو چکا تھا کہ وہ میرا پیچھا کر رہا ہے۔ اس لیے میں مسجد کے قریب پہنچ کر گھوڑے سے اتر پڑا اور اسے درخت سے باندھ کر سیدھا مسجد کے اندر چلا گیا۔ خوش قسمتی سے صبح کی اذان ہو چکی تھی اور چند نمازی جمع ہو چکے تھے۔ میں نے صحن کی دیوار کے ساتھ لگ کر سڑک کی طرف دیکھا تو میرا پیچھا کرنے والا آدمی چند قدم دور کھڑا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اس نے مسجد میں داخل ہوتے وقت دیکھ لیا تھا اور جب تک میرا گھوڑا سڑک پر موجود ہے اسے یہ اطمینان رہے گا کہ میں مسجد کے اندر موجود ہوں۔ اس لیے میں پچھلی طرف سے صحن کی دیوار پھاند کر مسجد سے باہر نکلا اور ایک طویل چکر کاٹنے کے بعد یہاں پہنچا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ

جب تک لوگ نماز سے فارغ ہو کر باہر نہیں نکل جاتے اسے یہ شک نہیں ہوگا کہ میں وہاں سے نکل کر کسی اور جگہ چلا گیا ہوں۔

سلمان نے قدرے مطمئن ہو کر کہا اب تم جاؤ اور اسی طرح سے مسجد میں داخل ہونے کے بعد دروازے سے باہر نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور سیدھے غرناطہ کا رخ کرو۔ میں تم سے راستے میں آملوں گا۔ تمہاری کسی حرکت سے یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ تمہیں اس پہ شک ہو گیا ہے۔

جعفر نے کہا اگر آپ کو دیر ہو جائے تو میں غرناطہ پہنچ کر اسی سرائے میں آپ کا انتظار کروں گا۔

تم معمول رفتار سے چلتے رہو۔ مجھے دیر نہیں ہوگی۔ جاؤ اب جلدی کرو۔ جعفر بھاگتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

بدریہ نے پوچھا آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟

سلمان نے جواب دیا میں آپ کو اس بات کا موقع دینا چاہتا ہوں کہ آپ سعید کو یہاں سے نکال کر کسی اور جگہ پہنچا دیں۔ اس گاؤں کے قریب کوئی اور جگہ ہے جو اس کے لیے زیادہ محفوظ ہو؟

بدریہ نے جواب دیا۔ شیخ ابو یعقوب کی بستی یہاں سے صرف ڈیڑھ کوس دور ہے۔ وہ ہم سے چار دن پہلے اپنے گھر واپس آئے تھے۔ اگر میں انہیں اطلاع دوں تو وہ خوشی سے سعید کو پناہ دینے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ لیکن سعید کو اس حالت میں لے جانا خطرناک ہوگا۔

اگر وہ جاسوس تنہا ہے تو سعید کے لیے فوری کوئی خطرہ نہیں۔ میں راستے میں اس سے نپٹ لوں گا۔ تاہم سعید اور عاتکہ کو ہر وقت یہاں سے نکلنے کے لیے تیار رہنا چاہیے وہ بستی کس طرف ہے؟

بدریہ نے جواب دیا۔ مشرق کی طرف ہمارے مکان کے قریب سے ایک راستہ

جاتا ہے۔ لیکن یہ راستہ کافی دشوار گزار ہے۔ ایک لمبا آسان راستہ ہماری بستی سے دو میل آگے سڑک سے نکلتا ہے اور تنگ وادی میں سے ابو یعقوب کے گاؤں تک چلا جاتا ہے۔ لیکن اس راستے پر لوگوں کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ اس لیے اگر ضرورت پیش آئی تو سعید کو سیدھا پہاڑی راستے سے وہاں لے جانا پڑے گا۔

سلمان نے کہا اگر آپ شیخ ابو یعقوب پر اعتماد کر سکتی ہیں تو انہیں یہاں پر بلا لیں۔

بدریہ نے جواب دیا۔ وہ میرے شوہر کے بہترین دوست ہیں اور ہر دوسرے تیسرے دن ہمارا حال پوچھنے آتے ہیں۔

عاتکہ نے کہا اگر میرے گھر واپس جانے سے سعید اور منصور کی جان بچ سکتی ہے تو میں تیار ہوں۔ سعید بھی اس بات سے بہت بے چین تھا کہ میں یہاں کیوں آ گئی ہوں۔

سلمان نے جواب دیا۔ سعید آپ کو ان بھیڑیوں کے حوالے کرنا پسند نہیں کرے گا۔ ان کے ہاتھ حامد بن زہرہ کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ آپ اپنی قربانی دے کر بھی منصور کو نہیں چھڑا سکتیں۔ اب باتوں کا وقت نہیں۔ ورنہ میرے لیے آپ کو یہ سمجھانا مشکل نہیں کہ آپ ان کے قابو میں آ جائیں گی تو ان کے ہاتھ سعید کی شہ رگ پر ہوں گے۔

سلمان دروازے کی طرف بڑھا اور مڑ کر بدریہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا آپ ان کا خیال رکھیں۔

آپ ان کی فکر نہ کریں لیکن ------------

سلمان جلدی سے باہر نکل گیا اور بدریہ اپنا فقرہ پورا نہ کر سکی۔

☆☆☆

گاؤں سے کوئی دو میل کے فاصلے پر جعفر کے ساتھ دوسرا سوار دکھائی دیا۔ وہ

معمولی رفتار سے ایک ساتھ سفر کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد سلمان نے ان کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑے کی باگ کھینچ لی اور وہ مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اجنبی ایک نوجوان تھا اور ابلق گھوڑے پر سوار تھا۔ سلمان نے اس کے ساتھ اپنا گھوڑا ملاتے ہوئے پوچھا یہ سڑک غرناطہ کی طرف جاتی ہے؟

ہاں! اس نے بے پروائی سے جواب دیا اور گھوڑے کی رفتار ذرا تیز کر دی۔

سلمان نے دوبارہ سوال کیا۔ غرناطہ یہاں سے کتنی دور ہے؟

اجنبی نے جواب دیا۔ غرناطہ وہ سامنے نظر آ رہا ہے۔ آپ کہاں سے آئے ہیں؟

سلمان نے جواب دیا میں بہت دور سے آیا ہوں آپ بھی غرناطہ جا رہے ہیں؟

نوجوان نے جواب دینے کی بجائے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور چند قدم آگے نکل گیا۔

جعفر نے دبی زبان میں کہا یہ وہی ہے

مجھے معلوم ہے۔ لیکن یہ جگہ اس پر حملہ کرنے کے لیے موزوں نہیں۔ چند آدمی اس طرف آ رہے ہیں اور شاید ان کے پیچھے ایک گاڑی بھی ہے۔ جب تک وہ آگے نہیں نکل جاتے تم اطمینان سے میرے ساتھ چلتے رہو۔ ہماری گفتگو سے یہ ظاہر نہیں ہونا چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔

وہ آگے چل دیے۔ ابلق گھوڑے کا سوار پریشانی کی حالت میں بار بار مڑ کر ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کچھ دیر ان کے درمیان کوئی تیس چالیس قدم کا فاصلہ قائم رہا۔ پھر اجنبی نے اپنی رفتار کم کر دی اور سلمان نے اس کے قریب پہنچ کر اچانک بلند آواز میں کہا میں جعفر سے کہا۔ میں بہت دور سے آیا ہوں۔ اس سے پہلے جب میں نے غرناطہ دیکھا تھا۔ اس وقت میں بہت چھوٹا تھا۔ دوسری بار مجھے چند گھنٹوں سے زیادہ وہاں پر ٹھہرنے کا موقع نہیں ملا۔ غرناطہ کے حالات اتنے مخدوش تھے کہ میرے چچا نے مجھے فوراً واپس جانے کا حکم دیا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس حال میں ہیں؟

جنگ کے بعد انہوں نے کوئی اطلاع نہیں بھیجی۔

اگلا سوار ان کی طرف دیکھے بغیر یہ گفتگو سن رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سامنے سے آنے والے تین مسافر جن میں سے ایک خچر پر سوار تھا، آگے نکل گئے۔ اس کے بعد سلمان کو چند منٹ ان کے پیچھے آنے والی گاڑی کا انتظار کرنا پڑا۔ گاڑی بان نے پندرہ بیس قدم کے فاصلے پر اچانک گاڑی روک کر اپنے دونوں ہاتھ بلند کر دیے۔ یہ عثمان تھا لیکن سلمان نے اس کی طرف توجہ دینے کی بجائے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔ ابلق گھوڑے کے سوار نے جلدی سے ایک طرف ہٹنے کی کوشش کی لیکن سلمان نے اچانک جھک کر ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا اور اسے زین سے گھسیٹ کر نیچے پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی سلمان نے دوسرے ہاتھ سے اپنے گھوڑے کی باگ کھینچنے کی کوشش کی لیکن تیز رفتار گھوڑا چند قدم آگے نکل گیا۔ گرنے والا نوجوان چند ثانیے بے حس و حرکت پڑا رہا۔ پھر اس نے تیزی سے اٹھ کر اپنی تلوار سونت لی۔ سلمان واپس مڑا اور گھوڑے سے کود کر اس کے سامنے آ گیا۔ اتنی دیر میں جعفر بھی اپنے گھوڑے سے اتر کر تلوار نکال چکا تھا۔ لیکن سلمان نے کہا جعفر! تم پیچھے ہٹ جاؤ اور ہمارے گھوڑے پکڑ لو۔

اجنبی نے نہایت پھرتی سے حملہ کر دیا لیکن سلمان نے اپنی تلوار پر اس کا وار روک لیا۔ اس کے بعد ان کی تلواریں آپس میں ٹکرانے لگیں۔ سلمان نے چند ثانیے اپنی مدافعت پر اکتفا کیا۔ پھر اس نے یکے بعد دیگرے چند وار کیے اور اس کا مد مقابل الٹے پاؤں پیچھے ہٹنے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ سڑک سے نیچے اتر چکے تھے۔ اجنبی نے اچانک پینترا بدل کر جوابی حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن سلمان کے سامنے اس کی پیش نہ گئی اور وہ پھر ایک بار مغلوب ہو کر پیچھے ہٹا اور پانی کے ایک چھوٹے سے گڑھے میں جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی سلمان کی تلوار کی نوک اس کے پیٹ کو چھو رہی تھی۔

اس نے کہا، اٹھو! میں تمہیں ایک اور موقع دینا چاہتا ہوں

تم کون ہو؟ اجنبی نے سوال کیا

تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا۔ اٹھو!

اجنبی نوجوان نے اپنی تلوار ایک طرف پھینک دی اور گڑھے سے باہر نکل کر دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔ میں ہار مانتا ہوں۔

تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟ سلمان نے سوال کیا

میرے ساتھی؟

ہاں تمہارے ساتھی؟ سلمان نے گرج کر کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اپنی تلوار کی نوک اس کی گردن پر رکھ دی۔

اس نے سہمی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ جناب میرے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ میں تنہا غرناطہ جا رہا تھا اور یہ آدمی مجھے راستے میں ملا تھا۔

سلمان نے کہا تم یہ پسند کرو گے کہ اس چھوٹے سے گڑھے سے کو تمہاری قبر بنایا جائے۔ لیکن میرا جرم کیا ہے؟

تمہارا جرم یہ ہے کہ تم حامد بن زہرہ کے قاتلوں میں سے ہو۔ تم نے ایک معصوم لڑکے کو اغوا کیا ہے۔ اور اب تم عتبہ اور عمیر کے حکم پر ان کے نوکر کا پیچھا کر رہے ہو۔ تمہاری کوئی بات مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تمہارے ساتھیوں نے منصور کو اغواء کرنے کے بعد تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ گھر کے پاس چھپ کر اس کے گھر کی نگرانی کرو اور اگر رات کے وقت کوئی باہر نکلے تو اس کا پیچھا کرو۔ اور یہ معلوم کرو کہ وہ کہاں جاتا ہے؟ کیوں کہ ایک شریف زادی کہیں چھپی ہوئی ہے اور دشمن کے جاسوس اسے گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔

اجنبی جواب دینے کی بجائے سکتے کے عالم میں سلمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

سلمان نے مڑ کر جعفر اور عثمان کی طرف دیکھا جو اس عرصہ میں گھوڑے پکڑ کر ان

کے قریب آ چکے تھے اس نے کہا جعفر! مجھے اس آدمی کی زبان کھلوانے کے لیے تنہائی کی ضرورت ہے۔ تم جلدی سے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ لو۔ پھر اس نے قیدی کو گاڑی پر سوار ہونے حکم دیا اور اس نے کسی مزاحمت کے بغیر حکم کی تعمیل کی۔ جعفر نے گاڑی سے ایک رسا کھول کر اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ دیئے اور اس کے منہ میں ایک کپڑا ٹھونس دیا۔

سلمان اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا اور عثمان نے باقی دو گھوڑے گاڑی کے پیچھے باندھ دیئے اور پھر سلمان سے مخاطب ہوکر کہا

جناب! میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں

کہو!

عثمان نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور گاڑی سے چند قدم دور لے جا کر کہا۔ مجھے عبدالمنان نے تاکید کی تھی کہ میں آپ سے زخمی کا حال پوچھتے ہی واپس آ جاؤں انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ولید ایک مہم پر روانہ ہو چکا ہے لیکن وہ آدمی جس نے آپ کو خط بھیجا تھا، بہت جلد آپ سے ملاقات کی کوشش کرے گا۔ طبیب کے متعلق وہ یہ کہتے تھے کہ فی الحال غرناطہ سے باہر جانا خطرناک ہے۔ حکومت کے جاسوس بہت چوکس ہیں لیکن اگر آپ سے بلانا ضروری سمجھیں تو ہم آج یا کل رات اسے پہنچادیں گے۔

سلمان نے کہا بہت اچھا اب تم جلدی گاؤں پہنچنے کی کوشش کرو۔ ہم گاڑی پر گھاس لادتے ہی تمہیں واپس روانہ کردیں گے۔ اور ممکن ہے کہ گھاس کے علاوہ ایک یا دو آدمی بھی لادنے پڑیں۔

تمہیں یہ اطمینان ہے کہ دروازے پر تمہاری تلاشی نہیں لی جائے گی؟

اگر کوئی گھاس کے اندر چھپا ہوا ہو تو پہریدار تلاشی نہیں لیں گے۔ لیکن اگر آپ کوئی خطرہ محسوس کرتے ہیں تو اس بات کا انتظام ہوسکتا ہے کہ دروازہ پر انتہائی قابل

اعتماد آدمی ہمارا استقبال کرنے کے لیے موجود ہوں اور کوئی پہریدار گاڑی کی طرف دیکھنے کی جرأت نہ کرے۔

تمہارا مطلب ہے کہ تم روانہ ہونے سے پہلے عبدالمنان کو یہ پیغام بھیج سکتے ہو کہ دروازے پر پہریداروں سے بچنے کے لیے ہمیں اس کی اعانت کی ضرورت ہے؟

عثمان مسکرایا۔ ہم ایک ایسے آدمی کو پیغام بھیج سکتے ہیں جو ضرورت کے وقت غرناطہ کے ہر دروازے پر آپ کے استقبال کے لیے سینکڑوں آدمی بھیج سکتا ہے۔

وہ کون ہے؟

آقا کہتے تھے کہ وہ تیسرا آدمی ہے جس کے قاصد ہر وقت اسے آپ کا پیغام پہنچا سکتے ہیں

لیکن وہ قاصد کون ہیں؟

جناب! وہ قاصد ہوا میں اڑ کر جاتے ہیں۔ آپ نے میری گاڑی پر قاصد کبوتروں کا ایک پنجرہ نہیں دیکھا۔ میں آپ کے لیے چار پرندے لایا ہوں اور آقا نے یہ پنجرہ میرے حوالے کرتے ہوئے یہ کہا تھا۔ یہ تیسرے آدمی کا تحفہ ہے اور آپ انتہائی ضرورت کے وقت ان سے کام لے سکتے ہیں۔ اگر سعید کو کوئی خطرہ ہو تو آپ صرف ایک کبوتر اڑا دیجئے۔ وہ پیغام کے بغیر بھی یہ سمجھ جائیں گے کہ سعید کو مدد کی ضرورت ہے۔ باقی تین کبوتر بعد میں کام آسکتے ہیں۔ آپ کو آدمی بھیجنے کی ضرورت پیش ہی نہیں آئے گی۔

اچھا اب جلدی گاؤں پہنچنے کی کوشش کرو اور وہاں سے اپنی گاؤں پر گھاس لادتے ہی ہمیں واپس آنا پڑے گا۔ راستے میں جعفر کوئی موزوں جگہ دیکھ کر اس آدمی کو گاڑی سے اتارے گا اور ہمارا انتظار کرے گا۔

عثمان بولا میں بھی سوچ رہا تھا کہ اسے گاؤں میں لے جانا خطرناک ہے۔

گاؤں کے لوگ اسے دیکھتے ہی ہمارے گرد جمع ہو جائیں گے۔ یہاں سے تھوڑی دور ایک جگہ کسانوں کے چند جھونپڑے ابھی تک غیر آباد ہیں۔ آپ اسے وہاں چھپا سکتے ہیں۔ اس طرف لوگوں کی آمد و رفت بھی زیادہ نہیں۔

عثمان یہ کہہ کر گاڑی پر بیٹھ گیا۔

قریباً نصف میل طے کرنے کے بعد عثمان نے گاڑی بائیں طرف موڑلی اور پھر کوئی نصف میل ایک ناہموار راستے پر چلنے کے بعد وہ پندرہ بیس کچے مکانوں کی ایک بستی میں داخل ہوئے۔

عثمان نے راستے سے کوئی پچاس قدم دور بستی کے آخری مکان پر بگھی روک لی۔

جعفر جلدی سے نیچے اترا قیدی کو کندھے پر ڈال کر اندر لے گیا۔ عثمان نے دونوں گھوڑے بگھی سے کھول کر صحن کے اندر باندھ دیئے۔

تھوڑی دیر بعد عثمان اور سلمان واپس جا چکے تھے اور جعفر ایک کمرے میں قیدی کے پاس کھڑا پہرا دے رہا تھا۔

عاتکہ کا فیصلہ

مسعود نے سلمان کو حویلی کے اندر داخل ہوتے دیکھا تو بھاگ کر اس کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن سلمان نے اسے گفتگو کا موقع نہ دیا اور گھوڑے سے اترتے ہی کہا

مجھے فوراً واپس جانا ہے۔ اس لئے گھوڑے کی زین اتارنے کی ضرورت نہیں۔ تم گھوڑے کو باندھ کر باہر سڑک پر کھڑے رہو۔ تھوڑی دیر تک وہ لڑکا جو گاؤں میں گھاس لینے آیا کرتا ہے یہاں پہنچ جائے گا۔ تم اس کی گاڑی اندر لے آؤ اور اس کے لئے فوراً گھاس کا انتظام کرو۔ میں ایک ضروری کام سے اس کے ساتھ واپس جا رہا ہوں۔

مسعود نے سوال کیا۔ آپ جس آدمی کے پیچھے گئے تھے اس کا کیا بنا؟ تمہیں اس کے متعلق فکر نہیں کرنا چاہیے۔ وہ ہمارے قبضے میں ہے۔ اب زخمی کی حالت کیسی ہے؟

مسعود نے جواب دیا۔ کچھ دیر پہلے تو وہ بہت بے چین تھے لیکن اب وہ سو رہے ہیں

سلمان تیزی سے چلتا ہوا سکونتی مکان کے اندر داخل ہوا۔ اسماء صحن میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر آوازیں دینے لگی۔ امی جان! امی جان! چچا جان آ گئے ہیں۔

بدریہ درمیانی کمرے سے باہر نکلی اور سلمان کو اپنے ساتھ اندر لے گئی۔ کشادہ کمرے میں ایک معمر آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جو سفید ریش ہونے کے باوجود انتہائی تندرست اور توانا معلوم ہوتا تھا۔

بدریہ نے کہا یہ شیخ ابو یعقوب ہیں

ابو یعقوب اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور سلمان نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔

بدریہ نے کہا میں آپ کے روانہ ہوتے ہی انہیں یہاں بلانے کا ارادہ کر رہی تھی لیکن یہ اچانک تشریف لے آئے۔ آپ بہت جلد آ گئے ہیں۔ اس آدمی کے متعلق کچھ معلوم ہوا؟

سلمان نے جواب دیا۔ وہ واقعی قاتلوں کا جاسوس تھا لیکن اب وہ ہمارے لئے کسی خطرے کا باعث نہیں رہا۔ وہ زخمی ہے اور میں اسے یہاں سے تھوڑی دور باندھ کر جعفر کی حفاظت میں چھوڑ آیا ہوں۔

بدریہ اور ابو یعقوب کے سوالات کے جواب میں سلمان نے تفصیلات سنا دیں۔

بدریہ نے کہا چچا ابو یعقوب کی رائے یہی ہے کہ موجودہ حالات میں سعید کے لئے ان کا گاؤں زیادہ محفوظ رہے گا۔ انہوں نے اپنے گاؤں پیغام بھیج دیا ہے۔ وہاں سے چند آدمی آ جائیں گے اور انشاء اللہ شام ہوتے ہی پہاڑی راستے سے انہیں وہاں پہنچا دیں گے لیکن میں اس وقت ایک اور پریشانی کا سامنا کر رہی ہوں۔ عاتکہ اپنے گھر جا چکی ہے۔

کب؟ سلمان حیرت زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہے! آپ کے جانے سے کوئی نصف گھنٹہ بعد سعید کو اچانک ہوش آیا تھا۔

آنکھیں کھولتے ہی اس کا پہلا سوال یہ تھا کہ ابھی تک جعفر نے منصور کے متعلق کوئی پیغام نہیں بھیجا؟ ہم نے اسے ٹالنے کی کوشش کی تھی لیکن عاتکہ کے لئے آنسو روکنا ممکن نہ تھا۔ وہ چند ثانیے بے قراری کی حالت میں ہماری طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے چلانا شروع کر دیا۔

تم مجھ سے کوئی بات چھپا رہی ہو۔ میں نے پہلے اسے یہ تسلی دینے کی کوشش کی کہ آپ بھی منصور کا پتا لگانے کے لئے جا چکے ہیں اور ہمیں بہت جلد کوئی تسلی بخش

اطاع مل جائے گی۔ اور پھر جب ہمارے لئے کوئی بات چھپانا ممکن نہ رہا تو میں نے ڈرتے ڈرتے ان کے گھر پر حملے اور منصور کے اغواء کا واقعہ بیان کر دیا۔ وہ کچھ دیر بے بسی کی حالت میں ہماری طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اچانک اٹھ کر کمرے سے نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ گر پڑا۔ مسعود نے اسے اٹھا کر بستر پہ ڈال دیا۔ ہم نے بڑی مشکل سے اسے خواب آور دوا پلائی اور کچھ دیر ہاتھ پاؤں مارنے اور بڑبڑانے کے بعد اسے نیند آ گئی۔

پھر کیا ہوا؟ سلمان سوالیہ نظروں سے بدریہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عاتکہ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر اچانک واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ پہلے بھی مجھے کئی بار یہ کہہ چکی تھی کہ ان ظالموں نے منصور کو کوئی تکلیف دی تو سعید مجھے معاف نہیں کرے گا اور میں اسے قید سے چھڑانے کے لئے اپنی جان تک قربان کر دوں گی۔

میں نے اسے روکنے کے لئے ہزار جتن کئے لیکن اس کا ارادہ اٹل تھا۔ وہ کہتی تھی کہ اگر میں گھر واپس نہ گئی تو منصور اور سعید دونوں خطرے میں ہیں۔ مجھے عمیر سے کسی بھلائی کی توقع نہیں لیکن اپنے چچا سے اب بھی مجھے یہ امید ہے کہ وہ حامد بن زہرہ کے بیٹے اور نواسے کی جان بچانے کے لئے میری درخواست رد نہیں کریں گے۔ بصورت دیگر میں گاؤں میں ایک طوفان کھڑا کر دوں گا۔

سلمان نے کہا۔ وہ ایک بہادر لڑکی ہے اور میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ منصور کے اغواء کے باعث اس کے ضمیر پر جو بوجھ تھا اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنی قربانی پیش کر دی ہے لیکن اسے یہ خیال کیوں نہ آیا کہ گھر پہنچتے ہی اس سے یہ پوچھا جائے گا کہ تم گئی کہاں تھیں؟ اور پھر وہ سیدھے یہاں آ جائیں گے۔

بدریہ نے جواب دیا۔ اس کو اس خطرے کا احساس تھا لیکن وہ یہ کہتی تھی کہ میں آگ میں کود جاؤں گی لیکن سعید کا پتا نہیں دوں گی۔ انہیں غلط رستے پر ڈالنے کے

لئے اس کے ذہن میں کئی تدبیریں تھیں۔ اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ میں فوراً گھر جانے کی بجائے شام کے قریب جنوب کی سمت سے گاؤں میں داخل ہوں گی۔ اور جب وہ پوچھیں گے تو میں انہیں یہ بتاؤں گی کہ مجھے سعید کے کسی ساتھی کے ذریعے یہ پیغام ملا تھا کہ اس کے باپ کو قتل کر دیا گیا ہے اور وہ اپنی جان بچانے کے لئے کہیں دور جا رہا ہے۔ اپنے ایک ساتھی کے زخمی ہونے کے باعث پہاڑ کے کسی غار میں رک گیا ہے۔ اسے چچا ہاشم اور عمیر پر شبہ تھا۔ اس لئے وہ اپنے گھر نہیں آیا۔ میں اس کا پتا لگانے گئی تھی۔ وہاں علاقے کے چند اور مجاہد اس کی مدد کے لئے پہنچ گئے تھے۔ اب میں اس اطمینان کے بعد واپس آئی ہوں کہ وہ چند کوس آگے جا چکا ہے اور ہر خطرے سے محفوظ ہے۔

سلمان نے کہا خدا کرے کہ اس کی یہ تجویز کامیاب ہو لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اس نے وہاں جا کر غلطی کی ہے۔ وہ عمیر کو بے وقوف بنا سکتی ہے اور شاید اپنے چچا کو بھی دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائے لیکن عتبہ مجھے خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اگر اسے ذرا سا بھی شک ہو گیا تو وہ منصور پر سختی کرنے کی دھمکی دے کر اسے سچ کہنے پر مجبور کر سکتا ہے۔

ابو یعقوب جواب تک خاموشی سے یہ گفتگو سن رہا تھا بولا۔ آپ اطمینان رکھیں میں ہاشم کو اچھی طرح جانتا ہوں اور قبائل کے سرداروں کی طرف سے اسے یہ پیغام پہنچانے کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ انہیں اس سازش کا علم ہو چکا ہے اور وہ حامد کے نواسے پر کوئی سختی برداشت نہیں کریں گے۔ لیکن اب فوری مسئلہ یہ ہے کہ سعید کو جلد سے جلد یہاں سے نکالا جائے۔

سلمان نے کہا پہلے میرا بھی یہی خیال تھا کہ اسے فوراً آپ کے پاس پہنچا دیا جائے لیکن اب قدرت نے ایک اور سبب پیدا کر دیا ہے۔ تھوڑی دیر تک یہاں سے ایک گھاس لے جانے والی گاڑی روانہ ہو گی۔ ہم سعید کو اس پر ڈال کر غرناطہ پہنچا

سکتے ہیں۔ اسے تکلیف تو ضرور ہوگی لیکن یہ سفر آپ کے گاؤں کے پہاڑی راستوں کی نسبت زیادہ آسان ہوگا۔ ہمارا اصل مقصد اس کے لئے علاج کا بندوبست کرنا ہے اور یہ غرناطہ میں زیادہ آسان ہوگا۔ میں سعید کے نوکر کا پیچھا کرنے والے جاسوس کو بھی اس گاڑی میں چھپا کر غرناطہ لے جانا چاہتا تھا لیکن اب وہ آپ کی قید میں ہوگا۔ اور اس کا گھوڑا بھی آپ کو کہیں چھپا کر رکھنا پڑے گا۔

بدریہ نے کہا اگر سعید ایک بار غرناطہ پہنچ جائے تو وہاں اسے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ وہاں ہزاروں حریت پسند اس پر جان دینے کے لئے تیار ہوں گے لیکن اگر دروازے پر گاڑی کی تلاشی لی گئی تو کیا ہوگا؟

سلمان نے جواب دیا اس بات کا انتظام ہو چکا ہے۔ حریت پسندوں کو تھوڑی دیر تک ان کی روانگی کی اطلاع مل جائے گی اور وہ لوگ دروازے پر ہمارے استقبال کے لئے موجود ہوں گے جن کے سامنے کوئی پہرے دار گاڑی کے قریب آنے کی جرأت نہیں کرے گا۔

بدریہ نے پوچھا لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟

سلمان نے جواب دیا تیسرے آدمی نے گاڑی والے کے ہاتھ پر چار قاصد کبوتر بھیج دیئے ہیں۔ مجھے صرف ایک رقعہ لکھنے کی ضرورت ہے لیکن عاتکہ کے متعلق میں اب بھی بہت پریشان ہوں۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ شام تک وہ کہاں رہے گی تو میں اب بھی جعفر کو بھیج کر یہ پیغام دینے کی کوشش کرتا کہ اس کا گھر جانا خطرناک ہے۔

بدریہ نے کہا نہیں اس نے بڑی سختی سے اس بات کی تاکید کی تھی کہ جب تک اس کی طرف سے کوئی پیغام نہ ملے یہاں سے کوئی اس کا پیچھا کرنے کی کوشش نہ کرے اور آپ کے متعلق وہ یہ کہتی تھی کہ میں سعید اور منصور کے علاوہ آپ کی اعانت بھی اپنا فرض سمجھتی ہوں۔ میں غداروں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کروں گی کہ

ایک مجاہد جو کہیں باہر سے حامد بن زہرہ کے ساتھ آیا تھا وہ بھی سعید کے ساتھ جنوب کا رخ کر رہا ہے تاکہ غداروں کی توجہ اس طرف مبذول نہ ہو۔

ابو یعقوب نے کہا ابھی بدریہ مجھے آپ کے متعلق بتا رہی تھی اور موجودہ حالات کے پیش نظر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ عاتکہ کے گھر پہنچ جانے کے بعد ان لوگوں کو سعید سے زیادہ آپ کی فکر ہو گی۔ اس لئے آپ کو بہت محتاط رہنا چاہیے۔ میرے چند آدمی شہر کے دروازے تک آپ کے آگے اور پیچھے رہیں گے اور خطرے کے وقت آپ کی حفاظت کریں گے۔ انشاء اللہ غرناطہ میں بہت جلد ہماری ملاقات ہو گی۔

بدریہ نے کہا میں کسی ذریعے سے عاتکہ کے حالات معلوم کروں گی اور اگر کوئی ضروری بات ہوئی تو بونصر کی وساطت سے آپ کو میرا پیغام مل جائے گا۔ ممکن ہے کہ مجھے بذات خود غرناطہ جانا پڑے۔ میں سعید کو جو دوا دے چکی ہوں اس سے سعید کو کافی دیر ہوش نہیں آئے گا۔ تاہم آپ احتیاطاً کچھ اور دوائیں ساتھ لیتے جائیں۔

بوڑھا نوکر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کبوتروں کا پنجرہ سلمان کے سامنے رکھتے ہوئے کہا گاڑی بان آ گیا ہے اور مسعود اس کے لئے گھاس جمع کر رہا ہے۔

سلمان نے اسماء کو قلم اور کاغذ لانے کے لئے کہا۔ پھر کرسی پر بیٹھ کر جلدی جلدی چند سطور لکھیں۔ اس کے بعد پنجرے سے ایک کبوتر نکالا اور ایک باریک دھاگے سے کاغذ کا پرزہ اس کی ٹانگ سے باندھتے ہوئے بدریہ سے مخاطب ہوا۔

باقی کبوتر آپ کے پاس رہیں گے۔ میں جعفر کو واپس بھیج دوں گا لیکن اسے فوراً اپنے گھر جانے کی بجائے ایک دن بعد جانا چاہیے۔ بظاہر اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ منصور کو اغواء کرنے کے بعد عمیر اپنے گھر ٹھہرانے کی جرأت کرے گا۔ تاہم کچھ دیر جعفر کا یہاں رکنا ضروری ہے۔ پھر اگر ان میں سے کوئی وہاں موجود بھی ہو تو وہ اسے یہ بتا سکتا ہے کہ میں غرناطہ سے آیا ہوں۔ وہاں سعید کے جن دوستوں کو میں

جانتا تھا ان میں سے کسی کو یہ اطلاع نہیں کہ وہ کہاں ہے۔ آپ ان کبوتروں میں سے ایک اسے دے دیں اور میری طرف سے یہ ہدایت کر دیں کہ وہ عاتکہ کے حالات معلوم کرتے ہی ہمیں پیغام بھیج دے۔ میں تیسرے آدمی سے معلوم کرتا رہوں گا۔

سلمان نے باہر صحن میں جا کر نامہ بر کبوتر اڑا دیا۔ کبوتر نے فضا سے مکان کے گرد ایک چکر لگایا اور پھر سعید غرناطہ کی طرف پرواز کرنے لگا۔

سلمان نے واپس آ کر یعقوب کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا جعفر یہاں واپس آنے سے پہلے آپ کے ایک آدمی کے ساتھ قیدی کو آپ کے گاؤں پہنچائے گا۔ میں اس سے کئی باتیں معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن وہ آسانی سے زبان کھولنے پر آمادہ نہیں ہوگا۔ اس لئے میں اسے جعفر کے سپرد کر آیا ہوں۔ وہ کہتا تھا میں ایسے آدمیوں کا علاج کرنا جانتا ہوں۔ مجھے راستے میں اس کی کارگزاری کے نتائج معلوم ہو جائیں گے۔ ورنہ اس کے بعد وہ آپ کے رحم و کرم پر ہوگا۔

بوڑھا نوکر دوبارہ کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ابو یعقوب کو اطلاع دی کہ آپ کے گاؤں سے چھ سوار پہنچ گئے اور دس ان کے پیچھے پیدل آ رہے ہیں۔

ابو یعقوب اپنے آدمیوں کو ہدایات دینے کے لئے باہر نکل گیا اور سلمان نے چند منٹ بدریہ سے باتیں کرنے کے بعد اٹھ کر کہا۔ میں بھی ذرا گاڑی بان کو دیکھ آؤں۔

ایک گھنٹہ بعد گھاس سے لدی ہوئی گاڑی سکونتی مکان کے دروازے پر کھڑی تھی۔ اور سعید کو گہری نیند کی حالت میں اس پر لٹا کر ڈھانپا جا چکا تھا۔

بدریہ اور اسماء دروازے میں کھڑی تھیں۔ جب گاڑی روانہ ہوئی تو سلمان نے ان کے قریب آ کر دونوں ہاتھ اسماء کے سر پر رکھ دیئے اور وہ سر جھکا کر سسکیاں لینے لگی۔ پھر اس نے قدرے سنبھل کر کہا

آپ واپس آئیں گے نا؟ اب ہمارے کتے رات کے وقت بھی آپ پر نہیں بھونکیں گے۔

بدریہ نے کہا بیٹی! تمہیں رونے کی بجائے ان کے لئے دعا کرنی چاہیے۔ سلمان نے بدریہ کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں بھی آنسو مچل رہے تھے۔ اس نے اپنے دل پر ایک ناقابل برداشت بوجھ محسوس کرتے ہوئے جلدی سے اسماء کی طرف متوجہ ہو کر کہا

اسماء! اس ملک کے ہر آدمی کو سلامتی کے راستے پر چلنے کے لئے اپنی معصوم بہنوں اور بیٹیوں کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ تمہارے گھر کے کتے ایک اجنبی مہمان سے مانوس ہو سکتے ہیں لیکن کاش ان بد بخت انسانوں کا علاج میرے بس میں ہوتا جو پوری قوم کو باہر کے بھیڑیوں کے آگے ڈال رہے ہیں۔

پھر وہ بڑی مشکل سے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے دوبارہ بدریہ کی طرف متوجہ ہوا مجھے معلوم نہیں کہ میں کب اور کن حالات میں دوبارہ آپ کو دیکھوں گا۔ لیکن اگر اللہ نے مجھے اپنے حصے کا ادھورا کام پورا کرنے کے لئے زندہ رکھا تو میں ہمیشہ اس بات پر فخر کیا کروں گا کہ مجھے کبھی آپ کو دیکھنے اور جاننے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ مجھے الحمراء دیکھنے کا بہت شوق تھا لیکن اب یہ گھر مجھے اس سے زیادہ پر شکوہ معلوم ہوتا ہے۔ میں ہر وقت یہ دعا کیا کروں گا کہ اندلس کے آسمان سے موت کے اندھیرے چھٹ جائیں۔ لیکن اگر خدانخواستہ غلامی ہماری مقدر بن چکی ہے تو پھر یہ تصور میرے لئے بہت تکلیف دہ ہوگا کہ وہ خاتون جس کے چہرے پر قوم کے ماضی کی عظمتوں کی داستانیں لکھی ہوئی ہیں موت کے اندھیروں میں بھٹک رہی ہے۔

بدریہ نے مغموم لہجے میں جواب دیا۔ قوم کی بیٹیوں کی عزت اور ذلت کا انحصار ہمیشہ فرزندان قوم کی غیرت اور حمیت پر ہوتا ہے۔ تاہم اگر آپ ہلاکت اور تباہی کا راستہ اختیار کرنے والی قوم کی ایک بے بس عورت کو بھی کسی عزت کا مستحق سمجھتے ہیں

تو میں آپ کی شکر گزار ہوں اور مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہماری آخری ملاقات نہیں ہے۔

سلمان نے نوکر کے ہاتھ سے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور خدا حافظ کہہ کر اس پر سوار ہو گیا۔ مکان سے نکلنے کے بعد اس سادہ، خوبصورت اور باوقار خاتون کی کئی تصویریں اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم رہی تھیں۔ اور اسے ہر تصویر دوسری تصویر سے زیادہ دلکش محسوس ہوتی تھی۔

اس سے سلمان کی پہلی ملاقات جن حالات میں ہوئی تھی وہ ایسے تھے کہ اگر وہ کسی غیر معمولی شخصیت کی مالک نہ ہوتی تو بھی ایک عورت کا ایثار و خلوص، ایک نوجوان بیوہ کا صبر و حوصلہ، ایک زخمی کی تیمارداری، ہمدردی اور سب سے زیادہ ایک اجنبی کے سامنے اس کی خود اعتمادی اسے متاثر کرنے کے لئے کافی تھی۔

پھر اس کے ساتھ پہلی بار اس نے جس اطمینان سے گفتگو کی تھی اس سے صرف وہ متاثر ہی نہیں ہوا تھا بلکہ بہت حد تک مرعوب بھی ہوا تھا۔ تاہم بدریہ نے اپنے نسوانی حسن و جمال اور اپنی بے نیازی کے باعث اس کی روح کی گہرائیوں میں بتدریج زندگی کی ایک کھلتی ہوئی کتاب کی حیثیت سے جو اثرات چھوڑے تھے، ان کا صحیح احساس اسے اس وقت ہوا جب وہ اس سے رخصت ہو رہا تھا۔

جب وہ اپنے حزن و ملال کے باوجود نسوانی حسن و وقار کا ایک پیکر مجسم معلوم ہوتی تھی اور سلمان کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ اسے کیا کہنا چاہتا تھا اور کیا کہہ رہا ہے۔

☆☆☆

گاؤں سے تھوڑی دور جا کر وہ عثمان سے جا ملا۔ پھر اچانک اسے ایسا محسوس ہونے لگا کہ وہ بدریہ سے منزلوں دور آ چکا ہے اور آگے ہر قدم پر حامد بن زہرہ کی روح اسے نئی منازل کی طرف آوازیں دیتی رہے گی۔ اسے مرتے دم تک عاتکہ جیسی ہزاروں لڑکیوں اور منصور جیسے ہزاروں بچوں کی چیخیں سنائی دیتی رہیں گی۔ وہ

ایک دلکش خواب سے بیدار ہو کر زندگی کے بھیانک حقائق کا سامنا کر رہا تھا۔

شیخ ابو یعقوب کے آدمی تھوڑے فاصلہ پر گاڑی کے آگے اور پیچھے جا رہے تھے۔ وہ کبھی کبھی گاڑی بان سے بگھی روکنے کے لئے کہتے اور کان لگا کر گھاس میں چھپے ہوئے زخمی کے متعلق اطمینان کر لیتے۔

سڑک کے جس دوراہے سے کچھ فاصلے پر وہ جعفر اور قیدی کو چھوڑ آیا تھا، وہاں شیخ ابو یعقوب اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے کہا میں نے قیدی کو آپ کے نوکر کے ساتھ روانہ کر دیا تھا اور خود بھی بہت جلد ان سے جا ملوں گا۔ یہ راستہ ہمارے گاؤں کی طرف جاتا ہے۔ اس لئے آپ اچھی طرح دیکھ لیں۔ میں آپ کو یہ بتانا بھی ضروری سمجھتا تھا کہ اس اجنبی نوجوان کا نام ضحاک ہے اور اس کے بھائی کا نام یونس ہے۔

جعفر کہتا تھا کہ اسے یہ معلوم کرنے کے لئے کافی محنت کرنی پڑی تھی اور اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ لیکن میں بہتر طریقے جانتا ہوں۔ انشاء اللہ کل تک غرناطہ میں ساری معلومات پہنچ جائیں گی۔

ابو نصر سے ملاقات

باقی راستہ انہیں کوئی حادثہ پیش نہ آیا۔

دروازے سے ایک میل ادھر انہیں عبد المنان کا ایک اور ملازم ملا۔ وہ گدھے پر سوار تھا۔ اس نے قریب پہنچ کر بگھی رکوالی۔ عثمان اس سے چند باتیں کرنے کے بعد مڑا اور سلمان کو جو تھوڑی دور پیچھے آ رہا تھا، آواز دی وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر آن کی آن میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ ملازم نے ادب سے سلام کرتے ہوئے کہا

جناب! مجھے آقا نے آپ کے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ تیسرے آدمی کو آپ کا پیغام مل گیا ہے لیکن بعض اہم کاموں کی وجہ سے ابھی آپ سے ان کی ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ غرناطہ کے دروازے پر آپ کو پہرے دار روکنے کی کوشش نہیں کریں گے اور آپ اطمینان سے شہر میں داخل ہو سکیں گے۔ آپ ڈیوڑھی سے آگے بائیں ہاتھ دوسری گلی میں مڑ جائیں۔ وہاں جمیل بذات خود آپ کی راہنمائی کے لیے موجود ہو گا۔ آقا کہتے تھے کہ آپ اسے بخوبی جانتے ہیں گاڑی آپ کے پیچھے پیچھے آئے گی اور میں بھی اس کے ساتھ رہوں گا۔

سلمان نے کہا تمہیں یہ اطمینان ہے کہ پہرے دار گاڑی کی تلاشی لینے کی کوشش نہیں کریں گے؟

آپ مطمئن رہیں، پہرے داروں کی اکثریت ہمارے ساتھ ہے۔ جن آدمیوں کو ان کا افسر نا قابل اعتماد سمجھتا ہے، انہیں گاڑی کے قریب پھٹکنے کا موقع بھی نہیں دیا جائے گا اور بوقت ضرورت وہ آپس میں الجھ پڑیں گے۔ آس پاس ہمارے رضا کار بھی موجود ہوں گے لیکن یہ محض احتیاط ہے ورنہ وہاں فی الحال کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے عثمان کو بتا دیا ہے کہ اس کو گاڑی کہاں لے جانا ہے۔ آقا کو یہ معلوم نہیں تھا کہ بعض اور آدمی بھی آپ کے ساتھ آ رہے ہیں لیکن اب آپ کو انہیں آگے لے جانے کی ضرورت نہیں۔

سلمان نے جواب دیا وہ تھوڑی دور آگے جا کر واپس ہو جائیں گے میں فی الحال تمہارے پیچھے رہوں گا اور دروازے کے قریب پہنچ کر آگے نکل جاؤں گا۔

ملازم نے کہا آقا نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ گلی کے سامنے جمیل کو دیکھ کر یہ ظاہر نہ کریں کہ آپ اسے جانتے ہیں وہ خاموشی سے آپ کو آگے آگے چلتا رہے گا۔

☆☆☆

تھوڑی دیر بعد شہر میں داخل ہوتے وقت سلمان کو یہ محسوس ہوا کہ اس کے ساتھیوں کی بیشتر تدبیریں غیر ضروری تھیں۔ ڈیوڑھی سے آگے سڑک کے آس پاس کئی آدمی مکانوں سے باہر کھڑے حکومت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ گلی کے سامنے جمیل اسے دیکھتے ہی آگے چل پڑا۔ تاہم گاڑی کے متعلق اسے سخت تشویش تھی اور وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھ رہا تھا۔ کوئی دو سو گز چلنے کے بعد اس نے جمیل کے قریب گھوڑا روکتے ہوئے آہستہ سے پوچھا بھائی! وہ گاڑی کہاں غائب ہوگئی؟

اس نے اطمینان سے جواب دیا جناب! آپ فکر نہ کریں۔ ہمارا ایک راستے سے سفر کرنا مناسب نہ تھا۔ گاڑی بان کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ گاڑی کو پہلی گلی سے موڑ لے وہ ابھی ہمارے سامنے پہنچ جائے گی۔ زخمی کی حالت کیسی ہے؟

اسے بے ہوشی کی حالت میں لایا گیا ہے سلمان نے جواب دیا۔

تھوڑی دور آگے دو نوجوان اور ایک نوعمر لڑکا کھڑے تھے۔ جمیل نے چلتے چلتے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ ان کے ساتھ ہو لیا۔ چند منٹ بعد سلمان نے مڑ کر دیکھا تو آٹھ دس اور آدمی آس پاس کے مکانوں سے نکل کر ان کے پیچھے آ رہے تھے۔ آگے ایک چوک سے جمیل نے دائیں گلی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا۔ اب آپ گاڑی دیکھ سکتے ہیں لیکن ہم اس کے ساتھ نہیں جائیں گے میں صرف آپ کی تسلی کرنا چاہتا تھا اب آپ گھوڑے سے اتر جائیں۔

سلمان گھوڑے سے کود پڑا۔ جمیل نے کمسن لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم ان کا

گھوڑا لے جاؤ۔ مہمان میرے ساتھ پیدل آئے گا۔

لڑکے نے گھوڑے پر سوار ہو کر اسے ایڑ لگا دی۔ اتنی دیر میں گھاس کی گاڑی چوک میں پہنچ چکی تھی۔ سرائے کا دوسرا ملازم جو عثمان کے ساتھ آ رہا تھا، سلمان کو دیکھ کر رک گیا۔ جمیل نے جلدی سے کہا۔ اب تمہیں عثمان کے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں۔ تم واپس اپنی سرائے میں پہنچ جاؤ اور اگر کوئی باہر کا آدمی عثمان کے متعلق پوچھے تو اسے یہ کہہ دو کہ گھاس کی پوری گاڑی کی قیمت ایک سوار نے دروازے سے باہر ہی ادا کر دی تھی اور عثمان اس کے گھر پہنچانے چلا گیا ہے۔ پہرے داروں میں سے کسی کو تم پر شک تو نہیں ہوا؟

ملازم نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد کہا کہ ہمارے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آ چکا ہے۔ اگر میرے آقا عثمان کو پہلے ہی یہ ہدایت نہ دے چکے ہوتے تو سارا معاملہ خراب ہو چکا ہوتا۔ ایک پہرے دار عثمان سے مفت میں گھاس لینے کا عادی تھا۔ ڈیوڑھی میں اس نے گھاس کا گٹھا اتارنے کی کوشش کی اور عثمان اتنے زور سے چلایا کہ وہ بدحواس ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ افسر نے آگے بڑھ کر عثمان کی چیخ پکار کی وجہ پوچھی تو مجھے یہ خطرہ پیدا ہوا کہ وہاں غداروں کے کسی جاسوس کو گاڑی کی تلاشی لینے کا بہانہ مل جائے لیکن عثمان نے ایک ہوشیاری کی، اس نے فوراً اپنا لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔ کچھ نہیں جناب! یہ ہمارا پرانا مہربان ہے۔ میں نے گھاس کا ایک گٹھا اس کے لیے بھی لانے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن جو سوار ابھی آگے گیا ہے، اس نے راستے میں ہی مجھے پوری گاڑی کی قیمت ادا کر دی تھی اور مجھ سے یہ کہا تھا کہ اگر تم نے کسی کو ایک تنکا بھی دیا تو میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔ اس پر افسر نے پہرے دار کو بہت ڈانٹا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم بچ کر نکل آئے ورنہ میری حالت یہ تھی کہ میں گلی عبور کرنے کے بعد بھی اس خوف سے کانپ رہا تھا کہ اگر وہ گھاس کا گٹھا اتار کر پھینک دیتا تو وہ سب کچھ دیکھ لیتے۔ خدا کی قسم وہ لڑکا بہت ہوشیار ہے اور سارا راستہ قہقہے لگاتا آیا ہے۔

اچھا تم جاؤ!

اتنی دیر میں گاڑی آگے جا چکی تھی۔ جمیل تھوڑی دور اس کے پیچھے چلنے کے بعد دائیں ہاتھ ایک تنگ گلی میں داخل ہوا۔ سلمان خاموشی سے اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ چند اور گلیاں عبور کرنے کے بعد وہ ایک کشادہ گلی میں ایک مکان کے قریب پہنچے تو انہیں عثمان خالی گاڑی پر باہر آتا دکھائی دیا۔ وہ کوئی بات کرنے کی بجائے ہاتھ سے اشارہ کر کے آگے نکل گیا اور سلمان اپنے رہنما کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

وسیع صحن میں عبدالمنان کے علاوہ ایک عمر رسیدہ آدمی اور وہ لڑکا جو سلمان کا گھوڑا لے کر آ رہا تھا، کھڑے تھے۔ ایک کونے میں گھاس کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور چار نوکر گھاس اٹھا اٹھا کر اصطبل کے قریب ایک گودام کے اندر رکھ رہے تھے۔ سامنے ایک دو منزلہ پرانی عمارت تھی اور بائیں ہاتھ ایک اونچے اور کشادہ چبوترے سے آگے چند علیحدہ کمرے تھے۔

عمر رسیدہ آدمی نے آگے بڑھ کر سلمان سے مصافحہ کیا اور عبدالمنان نے اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ یہ قاضی عبیداللہ ہیں اور یہ ان کا بیٹا ابوالحسن ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے فی الحال آپ کی میزبانی کے فرائض انہیں سونپ دیے ہیں اور سعید بھی ان ہی کے پاس رہے گا۔ ان کے متعلق صرف یہ کہہ دینا کافی ہے کہ ان کا دوسرا بیٹا جو ابوالحسن سے دس سال بڑا تھا، حامد بن زہرہ کے آخری سفر میں ان کے ساتھ تھا۔ حملے سے اگلے روز ہم دریا کے قریب صرف تین لاشیں تلاش کرنے میں کامیاب ہوئے تھے، ان میں سے ایک لاش ان کے بیٹے اور دوسری اولیس کی تھی تیسری لاش اجنبی کی تھی، وہ غالباً قاتلوں کا ساتھی تھا۔

چونکہ فی الحال اس واقعے کو عام لوگوں سے پوشیدہ رکھنے کا فیصلہ ہو چکا تھا، اس لیے رضا کاروں نے انہیں غرناطہ لانے کی بجائے نالے کے پاس ہی کسی جگہ چھپا دیا تھا اور اپنے راہنماؤں سے مشورہ کرنے کے بعد اگلی رات ایک اجڑی ہوئی بستی

کے قبرستان میں دفن کر دیا تھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا تھا اور واپس آ کر اپنے چند عزیزوں اور دوستوں کے سوا محلے کے کسی آدمی سے اس بات کا ذکر تک نہیں کیا کہ ان پر کتنا بڑا حادثہ گزر چکا ہے۔ رضا کار باقی لاشیں تلاش نہیں کر سکتے۔ ان کے متعلق یہی خیال ہے کہ وہ بہہ کر دریا میں پہنچ گئی ہوں گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غداروں کی اطلاع پر نصرانیوں نے انہیں دریا سے نکال لیا ہو۔

سلمان سر جھکائے خاموش کھڑا رہا۔ بالآخر اس نے بوڑھے آدمی کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔ اللہ آپ کو ہمت دے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔ پھر چند ثانیے اس نے جمیل کی طرف متوجہ ہو کر بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ولید نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ اویس ان کے ساتھ تھا۔

جمیل نے کہا۔ یہ سعادت میرے حصے میں آنی چاہیے تھی لیکن وہ مجھ سے زیادہ خوش نصیب نکلا۔ مجھے آخری وقت یہ حکم دیا گیا کہ ولید کی غیر حاضری میں مجھے یہاں رہنا چاہیے۔ حامد بن زہرہ کا خیال تھا کہ انہیں قبائل میں کام کرنے کے لیے ایک اچھے خطیب کی ضرورت ہے اور اویس نوجوانوں میں سب سے بہترین خطیب تھا، اس لیے مجھے حکماً روک دیا گیا تھا۔

سلمان نے عبدالمنان سے پوچھا۔ طبیب کا انتظام ہو چکا ہے؟

ہاں! ابونصر اندر سے دیکھ رہے ہیں

ولید کی وجہ سے آپ کو یہ خطرہ تو نہیں کہ جاسوس ان کا پیچھا کریں گے؟

عبدالمنان نے جواب دیا۔ صرف یہ گھر ایسا ہے جہاں ابونصر بے دھڑک آ سکتے ہیں اور کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے گھر میں ہیں یا اس گھر میں ان کے مکان کی چھت اس مکان کی چھت سے ملتی ہے۔

عبید اللہ نے کہا اب آپ اندر تشریف لے چلیں۔ ابونصر کہتے تھے کہ وہ کافی دیر مصروف رہیں گے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سکونتی مکان کے کونے میں ایک کمرے کے اندر بیٹھے ہوئے تھے اور عبید اللہ سلمان سے کہہ رہا تھا۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ یہاں تشریف لائے ہیں۔ میرے گھر میں کسی کو یہ معلوم نہیں کہ آپ کون ہیں۔ نوکروں کو یہ بتا دیا جائے گا کہ آپ الحجارہ سے آئے ہیں اور مجھے اس زمانے سے جانتے ہیں جب میں گھوڑوں کی تجارت کے سلسلے میں وہاں جایا کرتا تھا اور کبھی کبھی آپ کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ کل آپ میرے حالات معلوم کرنے کے لیے غرناطہ آئے تھے اور میں نے آپ کو چند دن کے لیے یہاں ٹھہرا لیا ہے۔ موجودہ حالات میں حکومت کا کوئی جاسوس الحجارہ جا کر آپ کے متعلق تحقیقات نہیں کرے گا۔ آپ کے جاننے والوں نے مجھے سخت تاکید کی ہے کہ آپ فی الحال کسی اجنبی سے بات نہ کریں۔ یہاں جو لوگ آتے ہیں، ان میں سے کوئی حکومت کا جاسوس بھی ہو سکتا ہے، اس لیے میں نے آپ کے قیام کا انتظام مہمان خانے کی بجائے اپنے رہائشی مکان میں کر دیا ہے۔

سلمان کچھ دیر پریشانی کی حالت میں جمیل اور عبد المنان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا ولید ابھی تک نہیں آیا؟

عثمان نے جواب دیا۔ نہیں! اسے شاید ابھی دو دن اور باہر رہنا پڑے۔ سلمان نے پوچھا آپ کے جس ساتھی نے عثمان کو خط دے کر بھیجا تھا، اس سے میری ملاقات کب ہوگی؟

عبد المنان نے جواب دیا۔ آپ کو وقتاً فوقتاً ان کے پیغامات کسی نہ کسی ذریعے سے ملتے رہیں گے۔ جوں ہی حالات اجازت دیں گے، ملاقات بھی ہو جائے گی۔

لیکن حالات ایسے ہیں کہ میں فوراً ان سے ملنا چاہتا ہوں!

عبد المنان نے جمیل کی طرف دیکھا اور اس نے کہا۔ انہیں اور ان کے کئی اور ساتھیوں کو آپ کی پریشانی کا پورا پورا علم ہے عام حالات میں مجھے بھی اس وقت

یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا اور عبدالمنان کو بھی کئی اور کام تھے لیکن انہوں نے مجھے یہ پیغام دیا تھا کہ ہمارے سوا شاید کوئی اور آپ کو تسلی نہ دے سکے۔ وہ حامد بن زہرہ کے نواسے کے متعلق کم پریشان نہیں ہیں۔ عمیر اور اس کے ساتھیوں کی تلاش ہو رہی ہے۔ اگر وہ غرناطہ پہنچ گئے تو ہمیں اسی وقت معلوم ہو جائے گا۔ تاہم وہ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے جس سے ایک کمسن بچے کی زندگی خطرے میں پڑ جائے۔ آپ کا پیغام ملنے پر وہ اس لڑکی کے متعلق بھی بہت پریشان ہوئے تھے۔ اس لیے یہ اور بھی ضروری ہو گیا ہے کہ آئندہ ہر قدم بہت سوچ سمجھ کر اٹھایا جائے۔ ہماری کامیابی کا سارا انحصار اس بات پر ہے کہ جن قبائل کے سرداروں کو ہم نے یہاں آنے کی دعوت بھیجی ہے وہ کس حد تک ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔ اہل غرناطہ اپنے انفرادی اور اجتماعی خطرات کا سامنا کرنے کے لیے کتنی جلدی بیدار ہوتے ہیں اور پھر حکومت کس حد تک عوام کی قوت احتساب سے خوفزدہ ہوتی ہے۔

اگر ہم اس بات کا عملی ثبوت پیش کر سکے کہ قوم اپنے بیرونی دشمنوں کے خلاف جان کی بازی لگانے کے لیے تیار ہے تو اندرونی غداروں کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی کہ ان کا آخری وقت آ چکا ہے اور وہ فرڈیننڈ سے اپنی غداری کا صلہ وصول کرنے کی بجائے غرناطہ کے ہر چوراہے میں پھانسیوں پر لٹک رہے ہوں گے۔ انہیں قوم کے کسی ادنیٰ فرد کی طرف بھی آنکھ اٹھانے کی جرأت نہیں ہو گی۔ اپنی آزادی اور بقا کے لیے ایک فیصلہ کن جنگ میں کودنے سے پہلے ہمارا سب سے بڑا اور سب سے اہم مسئلہ یہ ہو گا کہ ہمارے ترک بھائی کتنی دیر میں ہماری مدد کے لیے پہنچ جائیں گے اور آپ کو چند دن اس لیے رکنا پڑے گا کہ شاید ہم اپنے راہنماؤں کا ایک وفد آپ کے ساتھ بھیجنے کی ضرورت محسوس کریں۔

کچھ دیر اور باتیں کرنے کے بعد وہ مغرب کی نماز کے لیے اٹھے تو طبیب کمرے میں داخل ہوا اور ان کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہونے

کے بعد اس نے سلمان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ میرا نام ابو نصر ہے۔ انشاء اللہ آپ کے دوست کی جان بچ جائے گی۔ میں آپ سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ لیکن آج رات شاید ہمیں باتیں کرنے کا موقع نہ ملے۔ جب تک مریض کو ہوش نہیں آتا، مجھے اس کے پاس رہنا پڑے گا۔ انشاء اللہ صبح ہماری ملاقات ہوگی۔ پھر اس نے عبید اللہ سے کہا آپ کھانے کے لیے میرا انتظار کریں۔ میں نے دن کے وقت دیر سے کھایا تھا اور اب مجھے بھوک نہیں۔

☆☆☆

ابو نصر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ سلمان نے قدرے توقف کے بعد عبد المنان سے سوال کیا۔ آپ کو ہاشم کے متعلق کچھ پتا چلا؟

نہیں! ہمیں اس کے متعلق پوری چھان بین کرنے کا موقع نہیں ملا۔ آج بعض ذرائع سے صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اسے حامد بن زہرہ کی آمد سے قبل ابو القاسم کے محل میں داخل ہوتے دیکھا گیا تھا۔ حکومت کا ایک کار اس کو دروازے تک پہنچا کر چلا گیا تھا۔ اس کے بعد اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ اس دن اور اگلی رات ابو القاسم کے محل میں چند غداروں نے اس سے ملاقات کی تھی۔ یہ ہوسکتا ہے کہ ہاشم کسی گروہ کے ساتھ باہر نکل گیا ہو۔ اس روز کوتوال بھی بہت مصروف تھا اور اس نے رات کے وقت بھی وزیر اعظم کے محل میں حاضری دی تھی۔

سلمان نے کچھ سوچ کر کہا۔ مجھے یقین ہے کہ اگر میں ایک منٹ کے لیے بھی وزیر اعظم سے بات کرسکوں تو یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ ہاشم کہاں ہے؟

جمیل نے کہا وزیر اعظم سے بات کرنے کے لیے اور لوگ موجود ہیں۔ آپ کے ساتھی آپ کو کوئی خطرہ مول لینے کی اجازت نہیں دیں گے۔

سلمان نے کہا دوسرا آدمی کوتوال ہے جس کے متعلق میرے پاس اس بات کا پورا پورا ثبوت ہے کہ وہ ابو القاسم کی ہر سازش میں شریک ہے۔

جمیل نے کہا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ ابو القاسم ہر ذلیل کام اس سے لیتا ہے لیکن ابھی اس کے سامنے بھی کسی جرم کے ثبوت پیش کرنے کا وقت نہیں آیا۔

سلمان نے کہا۔ میں آپ سے دو کام لینا چاہتا ہوں۔ پہلا تو یہ ہے کہ آپ پولیس کے ایک آدمی کے گھر کا پتا معلوم کریں جس کا نام یحییٰ تھا۔ اس کے بعد آپ کے لیے حامد بن زہرہ کے قاتلوں پر ہاتھ ڈالنا زیادہ آسان ہو جائے گا۔ میں غرناطہ چھوڑنے سے پہلے اپنے حصے کی ایک اہم ذمہ داری پوری کرنا چاہتا ہوں۔

جمیل نے کہا ہمارے لیے اس کا پتا لگانا مشکل نہیں ہوگا۔ پولیس میں ہمارے کئی ساتھی موجود ہیں اور ان میں سے کسی کو یہ کام سونپا جا سکتا ہے۔

سلمان نے کہا منصور کو تلاش کرنے کے لیے ہمارے لیے عمیر اور عتبہ کی نقل و حرکت سے باخبر رہنا ضروری ہے۔ انشاء اللہ میں آپ کو بہت جلد یہ بتا سکوں گا کہ وہ کہاں ہے۔ صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ میرے لیے جو پیغام آئے وہ مجھے فوراً مل جائے۔ اگر ابو یعقوب گرفتار ہونے والے آدمی سے ضروری باتیں اگلوانے میں کامیاب ہو گیا تو ممکن ہے کہ وہ بذات خود یہاں آئے وہ سرائے سے میرا پتا معلوم کرے گا اور آپ اسے بلا تاخیر میرے پاس لے آئیں یا مجھے وہاں بلا لیں۔

عبدالمنان نے کہا میں ان سب باتوں کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ اگر کسی وجہ سے میں خود نہ آ سکا تو عثمان آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ اب مجھے اجازت دیجیے۔

جمیل نے کہا میں بھی واپس جانا چاہتا ہوں ہمارے ساتھی یہ سننے کے لیے بے قرار ہوں گے کہ آپ غرناطہ پہنچ گئے ہیں۔

عبید اللہ نے انہیں کھانے کے لیے روکنے کی کوشش کی لیکن عبدالمنان نے اٹھتے ہوئے کہا۔ نہیں! آپ ہمیں اجازت دیں۔ اب تک سرائے میں میرے لیے کئی پیغامات آ چکے ہوں گے اور جمیل بہت مصروف ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہمارے معزز مہمان دسترخوان پر ہماری غیر حاضری محسوس نہیں کریں گے۔

عبیداللہ نے انھیں رخصت کرنے کے لیے باہر نکلنے کی کوشش کی لیکن عبدالمنان کے اصرار پر اسے رکنا پڑا۔

تھوڑی دیر بعد سلمان اپنے میزبان اور اس کے بیٹے کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھا کھانا کھاتے ہوئے غرناطہ کے تازہ حالات سن رہا تھا اور اس کے اضطراب میں ہر آن اضافہ ہو رہا تھا۔

☆☆☆

آدھی رات سے ایک ساعت قبل وہ بستر پر لیٹا بے چینی کی حالت میں کروٹیں بدل رہا تھا۔طبیب دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا اور وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

ابو نصر نے کہا۔آپ لیٹے رہیں۔ میں صرف اس خیال سے آیا تھا کہ اگر آپ جاگ رہے ہوں تو آپ کو یہ بتا دوں کہ اب میں زخمی کے متعلق آپ کو پورا پورا اطمینان دلا سکتا ہوں۔ انشاءاللہ آپ صبح ہوتے ہی مجھ کو یہاں موجود پائیں گے۔ میرا ایک آدمی زخمی کی دیکھ بھال کے لیے یہاں موجود رہے گا اور ضروری پڑی تو مجھے بھی ہر وقت یہاں بلایا جا سکتا ہے۔

سلمان نے کہا آپ بہت زیادہ تھک نہ گئے ہوں تو تھوڑی دیر تشریف رکھیں ابھی میں نے غرناطہ کے متعلق جو باتیں سنی ہیں وہ انتہائی پریشان کن ہیں۔ جو آدمی مجھے تسلی دے سکتا تھا، اس سے مجھے فوری ملاقات کی توقع نہیں۔ اگر مجھے یہ اطمینان ہوتا کہ اہل غرناطہ آنے والے مصائب کو کچھ عرصہ کے لیے ٹال سکتے ہیں تو مجھے اس قدر پریشانی نہ ہوتی۔

ابو نصر نے بستر کے قریب صندلی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔آپ کی دلجوئی کے لیے میں ساری رات آپ سے باتیں کر سکتا ہوں۔ ولید آپ کے متعلق بہت کچھ بتا چکا ہے لیکن مجھے ڈر ہے کہ میری باتوں سے آپ کی پریشانی کم نہیں ہوگی۔ غرناطہ کے حالات بڑی تیزی سے بگڑ رہے ہیں۔ حامد بن زہرہ کی آمد پر جو اجتماعی ولولہ بیدار

ہوا تھا وہ اب سرد پڑ چکا ہے۔ حریت پسندوں نے جس قدر ان کے قتل کو دبانے کی کوشش کی ہے اسی قدر حکومت عوام کے دلوں میں اس قسم کے شکوک پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہے کہ وہ موجودہ حالات سے مایوس اور بددل ہو کر ہیں روپوش ہو گئے ہیں۔ وہ غرناطہ کے جن با اثر لوگوں سے تائید و حمایت کی امید لے کر واپس آئے تھے ان میں سے اکثر قوم کی مزید تباہی کے لیے ان کا ساتھ دینے پر آمادہ نہیں ہوتے۔

سلمان نے کہا میں یہ باتیں سن چکا ہوں اور یہ سمجھ سکتا ہوں کہ جو غدار فرڈیننڈ کے ساتھ اپنا مستقبل وابستہ کر چکے ہیں وہ قوم میں مایوسی اور بددلی پیدا کرنے کے لیے ہر حربہ استعمال کریں گے۔ لیکن میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ غرناطہ کے عوام حامد بن زہرہ کے متعلق ایسی باتیں کیسے سن سکتے ہیں

ابو نصر نے کہا جن لوگوں نے حامد بن زہرہ کی تقریر پر عوام کا جوش و خروش دیکھا تھا، وہ دو دن قبل یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اب کوئی غدار اپنے گھر سے باہر نکلنے کی جرأت کرے گا۔ لیکن غرناطہ کے تازہ ترین حالات کے پیش نظر ہمیں اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ دشمن ہماری نسبت کہیں زیادہ مستعد تھے۔ انہیں اپنے راستے کی تمام مشکلات کا احساس تھا اور وہ کئی دنوں سے ان مشکلات کا مقابلہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ غرناطہ اور سینٹافے کے درمیان آمد و رفت اور تجارت کا راستہ کھول دینا ہمارے لیے فرڈیننڈ کی تمام جنگی تدابیر سے زیادہ خطرناک ثابت ہوا ہے۔

میں اس اجتماع میں موجود تھا جس کے سامنے ابو القاسم نے یہ اعلان کیا تھا کہ یہ دن غرناطہ کے لیے قحط کا آخری دن ہے۔ آئندہ غرناطہ سے قحط کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ فرڈیننڈ نے میری یہ درخواست مان لی ہے کہ اہل غرناطہ کی مشکلات آسان کرنے کے لیے سینٹافے کے ساتھ تجارت کا راستہ کھول دیا جائے۔ چنانچہ کل سے طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک تمہارے تاجر فرڈیننڈ کے پڑاو

سے سامان رسد خرید کرا سکیں گے۔

چند ثانیے یہ غیر متوقع اعلان سننے والوں کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا اور مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں خواب کی حالت میں یہ اعلان سن رہا ہوں۔

پھر جب ابو القاسم نے یہ مژدہ سنایا کہ کل سے تم سینٹا فے کو ایک دشمن کے مستقر کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک فیاض ہمسایہ کی تجارتی منڈی کی حیثیت سے دیکھو گے اور غرناطہ میں جن لوگوں نے کئی مہینوں سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا، وہ انتہائی سستے داموں یہ ضروریات زندگی حاصل کر سکیں گے۔ تو لوگ مسرت کے نعرے بلند کر رہے تھے۔

پھر اس سلسلے میں اس نے اپنی کارگزاری کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ میں فرڈیننڈ سے یہ مطالبہ منوانے کے لیے تین بار ملاقات کر چکا ہوں اور اسے رضا مند کرنا معمولی بات نہ تھی۔

ان باتوں کا یہ اثر ہوا کہ اس کے بدترین دشمن بھی اس کی حکمت عملی اور ہوشیاری کی تعریف کر رہے تھے۔ میں بذات خود ان لوگوں میں سے ایک تھا۔ جنہوں نے اگلے روز اس کے گھر جا کر اسے مبارکباد دی تھی اور مجھے ہمیشہ اس بات کی ندامت رہے گی لیکن اس وقت یہ کون کہہ سکتا تھا کہ ابو القاسم اہل غرناطہ کو اناج کی جس منڈی کا راستہ دکھا رہا ہے وہ چند دن بعد ہمارے لیے فرڈیننڈ کے اسلحہ خانوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگی۔ غرناطہ کے جو خریدار وہاں سے غلے کی گاڑیاں بھر کر لائیں گے ان میں سے کئی ایسے ہوں گے جو اپنے ضمیر کا سودا چکا کر واپس آئیں گے اور ان کے ساتھ دشمن کے جاسوسوں کو بھی غرناطہ میں داخل ہونے کا موقع مل جائے گا۔

ہمارا اندازہ ہے کہ حامد بن زہرہ کی آمد سے قبل دشمن کے سینکڑوں جاسوس یہاں پہنچ چکے تھے۔ ان میں سے اکثر یہودی جنہیں مسلمانوں کے بھیس میں کام کرنے کی تربیت دی گئی تھی۔ وہ اپنے ساتھ بے پناہ دولت لائے تھے اور بے ضمیر لوگوں

نے ان کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے تھے۔ حامد بن زہرہ کی آمد تک ان کی سرگرمیاں خفیہ تھیں لیکن اب وہ اچانک اپنی پناہ گاہوں سے باہر نکل آئے ہیں۔

غرناطہ سے حامد بن زہرہ کی روانگی کے اگلے روز حکومت چند گھنٹوں کے لیے سینٹا فے کا راستہ بند کرنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ صرف وہ لوگ وہاں جاسکتے تھے جو پولیس کی مدد حاصل کرسکتے تھے لیکن دوپہر کے وقت دروازہ کھول دیا گیا تھا اور جگہ جگہ پولیس کی اعانت کے لیے امن کے دستے متعین کردیے گئے تھے۔ اب یہ حالت ہے کہ عوام کا اتحاد تیزی سے ٹوٹ رہا ہے۔ حکومت اس بات کی پوری پوری کوشش کررہی ہے کہ انہیں متحارب گروہوں میں تقسیم کردیا جائے۔

دشمن کے جاسوس اور ہمارے نام نہاد علماء جو ان اشاروں پر چلتے ہیں، پولیس کے پہرے میں جگہ جگہ تقریریں کررہے ہیں۔ امن پسندوں نے عوام کو مرعوب کرنے کے لیے سینکڑوں مجرموں اور پیشہ ور قاتلوں کی خدمات حاصل کرلی ہیں۔

حکومت نے فوج کی تعداد متارکہ جنگ کا معاہدہ کرتے ہی کم کرنی شروع کردی تھی لیکن پولیس کی تعداد میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے۔

ابوالقاسم کو فوج کی طرح پولیس کے جن افسروں سے خطرہ تھا، ان میں سے بعض یرغمال میں جاچکے ہیں اور باقی بتدریج سبکدوش کیے جارہے ہیں۔

سابق کوتوال نے سینٹا فے کا راستہ کھولنے کی مخالفت کی تھی، اس لیے اب اس کی جگہ ایک ایسے آدمی کو کوتوال بنادیا گیا ہے جو انتہائی بے ضمیر اور بزدل ہے اور وزیر اعظم کی خوشنودی کے لیے ہر جرم کرسکتا ہے۔

حکومت کی کوششوں سے اہل غرناطہ تین متحارب گروہوں میں تقسیم ہو رہے ہیں اور دشمن کے جاسوس عرب، بربر اور اسپینی مسلمانوں کی پرانی عداوتیں زندہ کرنے کے لیے سرگرم عمل ہیں۔

خطیبوں کا ایک گروہ عربوں کی رہنمائی کر رہا ہے اور اہل بربر اور اسپینی مسلمانوں کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔

دوسرا گروہ اہل بربر کی بالادستی کے حق میں تقریریں کرتا ہے اور دوسروں کو گالیاں دیتا ہے۔

تیسرے گروہ نے اسپینی مسلمانوں کی قیادت سنبھال لی ہے اور یہودی اور مقامی عیسائی اس کی حمایت کر رہے ہیں۔ یہ لوگ ابھی تک عوام کے خوف سے رہائشی علاقوں میں نہیں جاتے۔ صرف ان چوراہوں اور بازاروں میں جلسے کرتے ہیں جہاں پولیس ان کی حفاظت کرتی ہے۔

ان کی جرات کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ دس دن قبل حکومت نے ایک ایسے علاقے کی مسجد کے پرانے خطیب کو قتل کروا دیا تھا جس کی بیشتر آبادی اسپینی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ یہ خطیب بھی ان میں سے ایک تھا۔ عرب اور بربر بھی اس کی یکساں عزت کرتے تھے لیکن حکومت اس سے اس بات پر ناراض تھی کہ وہ متارکہ جنگ کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا اور عارضی صلح کے معاہدے کے دائمی غلامی کا پیش خیمہ سمجھتا تھا۔ ایک رات وہ عشاء کی نماز کے بعد اپنے گھر واپس جا رہا تھا کہ راستے میں کسی نامعلوم آدمی نے اسے قتل کر دیا۔

اگلے روز چند با اثر آدمیوں نے امامت کے فرائض ایک ایسے آدمی کو سونپ دیے جو اس منصب کے لیے بالکل نیا تھا۔ ہمارے آدمی ایسے لوگوں پر کڑی نظر رکھتے تھے لیکن ایک چھوٹی سی مسجد کے نئے امام پر کسی نے توجہ نہ دی اور ہمیں مسجد سے باہر اس کی سرگرمیوں کا کوئی علم نہ تھا لیکن گزشتہ رات وہ ایک کھلے میدان میں اس علاقے کے ایک بہت بڑے اجتماع میں اپنی اصلی صورت میں نمودار ہوا۔ بظاہر یہ مقامی مسلمانوں کا اجتماع تھا لیکن وہاں یہودی اور نصرانی بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔

آدھی رات کے قریب اس علاقے کا ایک طبیب جو میرا شاگرد رہ چکا تھا، اس خطیب کی تقریر سننے کے بعد سیدھا میرے پاس آیا اور اس نے کہا۔ خدا کے لیے حامد بن زہرہ کے ساتھیوں کو خبردار کیجئے کہ ہم پر خدا کا عذاب نازل ہونے والا ہے۔ پھر اس جلسے کی کارروائی سننے کے بعد میری اپنی یہ حالت تھی کہ میں نے باقی رات بستر پر کروٹیں بدلتے گزار دی اگر کوئی اور آدمی میرے سامنے اس غدار کی تقریر کا ذکر کرتا تو مجھے کبھی یقین نہ آتا کہ اہل غرناطہ اس گئی گزری حالت میں بھی ایسی باتیں سن سکتے ہیں۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب کہ حامد بن زہرہ کی آواز ابھی تک ان کے کانوں میں گونج رہی ہے۔

اس غدار خطیب نے اپنے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا

"عرب اور بربر غیر ملکی ہیں۔ انہیں صرف حکمرانی کا شوق یہاں لے آیا تھا۔ اب آٹھ سو سال اس زمین پر حکومت کرنے کے بعد انہیں یہ خطرہ ہے کہ جب ان کی بالادستی ختم ہو جائے گی تو ان کا یہاں رہنا مشکل ہو جائے گا۔

ان کی آخری امید یہ ہے کہ اگر وہ دوبارہ جنگ شروع کر دیں تو افریقی ممالک کے مسلمان اور ترک ان کی مدد کے لیے پہنچ جائیں۔ پھر اگر وہ چاروں اطراف سے مایوس ہو جائیں تو انہیں یہ امید ہو سکتی ہے کہ وہ جن راستوں سے یہاں پہنچے تھے، انہی راستوں سے واپس جا سکتے ہیں لیکن ہم یہیں پیدا ہوئے تھے اور یہیں مریں گے۔

ہم اس زمین کے فرزند ہیں جس کی حفاظت کے لیے راڈرک نے تلوار اٹھائی تھی اور جسے آٹھ سو سال کی غلامی کے بعد فرڈیننڈ نے آزاد کیا ہے۔ مسلمان ہونے کے باوجود اس ملک

کی اکثریت کے ساتھ ہمارا نسلی رشتہ ختم نہیں ہوا۔

طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نصیر غاصب تھے۔ ان کی فتح عربوں اور بربروں کی فتح تھی۔ راڈرک کی شکست ہماری شکست تھی۔

میں عربوں اور بربروں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اگر وہ یہاں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں اس ملک کی اکثریت کے ساتھ پر امن ہمسائیگی کے آداب سیکھنے پڑیں گے ورنہ ان کے لیے مراکش، مصر اور شام کے راستے کھلے ہیں

ہم ابو عبداللہ اور ابوالقاسم کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے امن پسندی کا ثبوت دے کر اندلس کے مسلمانوں کو مزید تباہی سے بچالیا ہے۔

ہم فرڈینینڈ اور ملکہ ازبیلا کے بھی شکر گزار ہیں کہ انہوں نے عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان قدیم منافرتوں کی دیواریں توڑ دی ہیں اور ہم پر مکمل فتح حاصل کرنے کے باوجود ہمیں اپنی عیسائی رعایا سے زیادہ حقوق اور مراعات دینے کا اعلان کیا ہے۔''

سلمان نے کہا۔ ''میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ غرناطہ کے عوام ایسی تقریریں سن سکتے ہیں۔

اہل غرناطہ کی بھاری اکثریت ابھی تک اس بات پر متفق ہے کہ ہم جتنی جلدی اپنے بقا کی جنگ کے لیے میدان میں نکل آئیں، اسی قدر ہمارے لیے بہتر ہوگا۔ اہل غرناطہ کی جرأت قبائل کے حوصلے بلند کرسکتی ہے لیکن ہم میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ افسر جنہیں ہماری فوج کا جوہر سمجھا جاتا ہے، دشمن کی قید

میں ہیں۔ اس لیے ہمیں جنگ شروع کرنے سے پہلے انہیں آزاد کرنے کی کوئی تدبیر نکالنی چاہیے۔ کم از کم متارکہ جنگ کی مدت کے دوران کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیے کہ فرڈیننڈ کو انہیں روکنے کے لیے بہانہ مل جائے۔“

سلمان نے کہا فرڈیننڈ کو انہیں روکنے کے لیے کسی بہانے کی ضرورت نہیں۔ وہ غرناطہ پر قبضہ کرنے سے پہلے انہیں کسی صورت میں بھی واپس نہیں کرے گا اور اس کے بعد بھی مجھے اندیشہ ہے کہ جن افسروں سے ابوالقاسم جیسے لوگوں کو بازپرس کا خطرہ ہے انہیں کسی حالت میں بھی واپس نہیں آنے دیا جائے گا۔ میں حیران ہوں کہ جن مجاہدوں کی تربیت موسیٰ بن ابی غسان جیسے حقیقت پسند سپاہیوں نے کی تھی، وہ اس فریب میں کیسے آ گئے؟ انہیں اس بات کا کیسے یقین آ گیا کہ جب اہل غرناطہ رسد جمع کر لیں گے تو فرڈیننڈ انہیں اپنی افواج کا مقابلہ کرنے کے لیے واپس بھیج دے گا۔

ابونصر نے جواب دیا۔ فوج کے اندر جو بڑے بڑے افسر ابوالقاسم کی چالوں کو سمجھ سکتے تھے وہ جنگ بندی کے معاہدے کے ساتھ ہی سبکدوش کر دیے گئے تھے اور اس جیسے عیار آدمی کے لیے نوجوانوں کو یہ فریب دینا مشکل نہ تھا کہ اگر تم متارکہ جنگ کی مدت ختم ہونے کے بعد ایک بار پھر قسمت آزمائی کرنا چاہتے ہو تو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ غرناطہ میں آئندہ چند مہینوں کی رسد جمع کر لی جائے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ یرغمال کے بارے میں فرڈیننڈ کی شرائط قبول کر لی جائیں۔ اور یہ ہماری اتنی بڑی بدقسمتی تھی کہ اس وقت حامد بن زہرہ جیسی بااثر شخصیت غرناطہ میں موجود نہ تھی اور ابوالقاسم نے صلح کے حامیوں کے ساتھ ساز باز کر کے نہ صرف غرناطہ کے چند انتہائی بااثر خاندانوں کو اپنا ہمنوا بنایا تھا بلکہ فوج کے کئی نوجوان افسروں کو بھی ساتھ ملا لیا تھا۔

عوام سے اسے مخالفت کا اندیشہ نہیں تھا۔ سینا نے کا راستہ کھلوا کر اس نے

انتہائی دور اندیش لوگوں کو بھی یہ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا کہ فرڈیننڈ اس کی مٹھی میں ہے اور جس آسانی سے اس نے اہل غرناطہ کو بھوکوں مرنے سے بچا لیا ہے اسی قدر آسانی سے وہ بوقت ضرورت انہیں دشمن کی قید سے نکال سکے گا۔

اس سازش کے پیچھے ان یہودیوں کا دماغ بھی کام کر رہا تھا جو غرناطہ کے اندر دشمن کا ہراول دستہ بن چکے تھے۔ میں آپ کی اس بات سے متفق ہوں کہ فرڈیننڈ کسی حالت میں بھی اپنے مقاصد حاصل کیے بغیر جنگی قیدیوں کو آزاد نہیں کرے گا۔

ابو القاسم ہر دوسرے تیسرے دن جنگی قیدیوں کو دیکھنے کے بہانے سینٹا فے جاتا ہے اور شہر میں یہ منادی کی جاتی ہے کہ وہاں انہیں زندگی کا ہر آرام میسر ہے لیکن ہمارے راہنماؤں کا خیال ہے کہ ابھی تک قیدیوں سے اس کی ملاقات نہیں ہوئی۔ اب فوج کے افسروں کی خوش فہمیاں دور ہو چکی ہیں اور اسے اس بات کا خطرہ ہے کہ وہ اسے دیکھتے ہی اس کی بوٹیاں نوچنے کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

ابو نصر کچھ دیر اور باتیں کرنے کے بعد چلا گیا اور سلمان کی یہ حالت تھی کہ اسے باقی رات نیند نہ آ سکی میرے اللہ! میں کیا کر سکتا ہوں وہ بار بار اپنے دل میں کہہ رہا تھا۔

"ایک قوم کے گناہوں کا بوجھ قوم ہی اٹھا سکتی ہے۔ میں ایک فرد ہوں مجھے صرف اتنی توفیق دے کہ میں اپنی محدود عقل اور ہمت کے مطابق اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کر سکوں۔"

☆☆☆

عمیر کی کارگزاری

منصور کو اغوا کرنے کے بعد عمیر کے لیے یہ اطلاع بہت اہم تھی کہ جعفر گھر آتے ہی دوبارہ غرناطہ کی طرف روانہ ہو چکا ہے اور ضحاک اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ تاہم اگلی صبح وہ اس بات سے سخت مضطرب تھا کہ اگر عاتکہ نے اچانک گھر پہنچ کر شور مچا دیا تو وہ اس کا سامنا کیسے کر سکے گا چنانچہ اس نے سب سے پہلے ان نوکروں سے نجات حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کی جو اس کی سوتیلی ماں کی طرح ہر معاملے میں عاتکہ کی طرف داری کیا کرتے تھے اور صبح ہوتے ہی ان میں سے دو کو یہ حکم دیا کہ وہ فوراً انجران کی طرف روانہ ہو جائیں اور عاتکہ کے ماموں کے پاس جا کر اس کا پتا لگائیں۔ تیسرے نوکر کو اس نے پڑوس کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ جنوب مشرق کی ان دور افتادہ بستیوں کی طرف روانہ کر دیا جہاں اس کے دوسرے رشتے دار رہتے تھے۔ اب گھر میں صرف ایک ایسا ملازم رہ گیا تھا جس پر اسے پورا اعتماد تھا۔

اپنی سوتیلی ماں کو خوف زدہ کرنے کے لیے اس کا اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ ابا جان بہت جلد غرناطہ سے واپس آ جائیں گے۔ اگر انہیں یہ شبہ ہو گیا کہ عاتکہ آپ کے مشورے سے کہیں گئی ہے تو وہ آپ کو معاف نہیں کریں گے۔

اس کے بعد اس کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے کئی بار آنسو بہا چکی تھی۔ دوپہر تک گاؤں کے کئی آدمی غرناطہ کے حالات معلومات کرنے کے لیے اس کے پاس آئے تھے لیکن عمیر کی ہدایت کے مطابق نوکر نے انہیں باہر سے ہی یہ کہہ کر رخصت کر دیا تھا کہ وہ بیمار ہیں اور انہیں مکمل آرام کی ضرورت ہے۔

سہ پہر تک عاتکہ کا انتظار کرنے کے بعد عمیر کی یہ حالت تھی کہ وہ اضطراب کے عالم میں کبھی مہمان خانے میں اپنے ساتھیوں کے پاس چلا جاتا اور کبھی سکونتی مکان کے برآمدے یا کمروں کے اندر ٹہلنا شروع کر دیتا۔

شام کے وقت اس نے اپنے ساتھیوں کو گھوڑے تیار رکھنے کی ہدایت کی اور خود

مکان کی چھت پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اچانک اسے جنوب مشرق کی پہاڑی پر ایک سوار کی جھلک دکھائی دی۔ کچھ دیر وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔ پھر اچانک اس کی رگوں میں خون کی گردش تیز ہونے لگی۔ سوار ابھی کوئی نصف میل دور تھا تاہم اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ عاتکہ ہے۔ چند منٹ اور پورے انہماک سے اس کی طرف دیکھنے کے بعد وہ جلدی سے سلمیٰ کے کمرے میں پہنچا اور بولا امی مبارک ہو! عاتکہ واپس آ رہی ہے۔ لیکن جب تک میں اس کا دماغ درست نہیں کر لیتا، آپ اسے منہ لگانے کی کوشش نہ کریں۔ اس لیے آپ اوپر کے کمرے میں تشریف لے جائیں اور وہاں خاموشی سے بیٹھی رہیں۔ اس لڑکی اور خادمہ کو بھی وہیں لے جائیں۔ اگر آپ کی طرف سے اسے ذرا سی بھی شہ ملی تو معاملہ خراب ہو جائے گا۔ آئیے! جلدی کیجیے!

سلمیٰ اپنی خادمہ اور خالدہ کے ساتھ زینے کی طرف بڑھی۔ عمیر ان کے پیچھے پیچھے باہر کی منزل کے دروازے تک آیا۔ سلمیٰ نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہی اچانک مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور کہا۔ عمیر! مجھے ڈر ہے کہ اگر تم نے اس کے ساتھ کوئی سخت کلامی کی تو بات بہت بڑھ جائے گی۔

''امی آپ فکر نہ کریں یہ اس کی پہلی حماقت ہے اور میں صرف یہ تسلی کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دوبارہ گھر سے باہر قدم نکالنے کی جرأت نہیں کرے گی۔'' عمیر نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر دیا اور باہر سے کنڈی لگا دی۔

سلمیٰ چلائی! عمیر! عمیر!! ٹھہرو، میری بات سنو!

اس نے جواب دیا۔ اگر آپ یہ نہیں چاہتیں کہ سارا گاؤں یہاں جمع ہو جائے تو آپ کو شور مچانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

سلمیٰ نے نرم ہو کر کہا ''بیٹا! مجھے صرف یہ خطرہ ہے کہ وہ تمہاری کسی بات پر مشتعل نہ ہو جائے۔''

"آپ فکر نہ کریں اگر آپ کی طرف سے اس کی حوصلہ افزائی نہ ہوئی تو میں اسے مشتعل کرنے کی کوشش نہیں کروں گا۔"

عمیر یہ کہہ کر تیزی سے نیچے اترا اور بھاگتا ہوا ڈیوڑھی کی طرف بڑھا۔ عاتکہ آ رہی ہے۔ اس نے گھر کے نوکر سے مخاطب ہو کر کہا۔ لیکن اندر آنے سے پہلے اسے یہ معلوم نہیں ہونا چاہیے کہ ہم یہاں اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ اگر وہ پوچھنے کی کوشش کرے تو اسے یہ کہہ کر ٹال دیا جائے کہ میں باقی نوکروں کے ساتھ اسے تلاش کر رہا ہوں۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اس کے پیچھے کوئی اور ڈیوڑھی کے اندر داخل نہ ہو۔ اس لیے اس کی آمد کے بعد دروازہ بند کر دینا چاہیے۔ میرا ایک ساتھی تمہاری اعانت اور رہنمائی کے لیے مہمان خانے کے اندر موجود ہوگا۔ پھر وہ بھاگتا ہوا مہمان خانے میں داخل ہوا اور ایک منٹ بعد وہ دو آدمیوں کے ساتھ سکونتی مکان کا رخ کر رہا تھا۔

☆☆☆

تھوڑی دیر بعد عمیر انتہائی پریشانی کی حالت میں عاتکہ کا انتظار کر رہا تھا۔ عام حالات میں اسے اب تک گھر پہنچ جانا چاہیے تھا لیکن اب شام ہو چکی تھی اور اس کی آمد کے کوئی آثار نہ تھے۔ مکان کے درمیانی کمرے میں چراغ جلانے کے بعد وہ کبھی باہر نکل کر برآمدے یا صحن میں ٹہلنا شروع کر دیتا اور کبھی کمرے کے اندر کرسی پر بیٹھ جاتا۔ بالآخر اسے مکان سے باہر گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔ وہ جلدی سے باہر نکلا۔ عاتکہ ڈیوڑھی سے نمودار ہوتے ہی گھوڑے سے کود پڑی۔ اور وہ بھاگ کر واپس کمرے میں آ گیا۔

عاتکہ برآمدے کے سامنے ایک ثانیے کے لیے رکی، پھر جھجکتی ہوئی کمرے کے اندر داخل ہوئی اور اس نے عمیر کو دیکھتے ہی سوال کیا۔ چچی جان کہاں ہیں؟

عمیر کو اس کا چہرہ دیکھ کر پہلی بار گھر کے اندر اپنی برتری کا احساس ہو رہا تھا۔ اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔ خالدہ نے کسی سوار کو گاؤں کی طرف آتے دیکھا تھا

اور وہ دونوں تمہارا پتا لگانے گئی تھیں۔ اگر تم سیدھی گھر آتیں تو وہ کہیں راستے میں مل جاتیں میرا خیال ہے تم منصور کے گھر رک گئی تھیں۔

عاتکہ کا چہرہ اچانک غصے سے تمتما اٹھا اور اس نے کہا۔ میں اس امید پر وہاں گئی تھی کہ شاید حامد بن زہرہ کے قاتلوں کو اس کے نواسے پر رحم آ گیا ہو!

''تم کیا کہہ رہی ہو؟'' عمیر نے سراسیمگی کی حالت میں کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیا حامد بن زہرہ کو کسی نے قتل کر دیا ہے؟

عاتکہ نے کہا اگر تم اس وقت آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ سکو تو اس سوال کا جواب مل جائے گا۔ میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ منصور کہاں ہے؟ اور یاد رکھو تمہیں غلط بیانی سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر تم مجھے مطمئن نہ کر سکے تو کل تک یہ سوال گاؤں کے ہر بچے اور بوڑھے کی زبان پر ہوگا۔

عمیر نے کہا تمہیں یہ سعید نے بتایا ہے کہ اس کے والد قتل ہو چکے ہیں؟

''ہاں! تم اپنے ساتھیوں کو یہ اطلاع دے سکتے ہو کہ وہ اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ سعید زندہ ہے اور تمہاری دسترس سے بہت دور جا چکا ہے۔ سر دست اسے یہ معلوم نہیں کہ اس کے باپ کے قاتل کون ہیں؟ انہوں نے رات کے وقت اپنے چہروں پر نقاب ڈال رکھے تھے۔ لیکن غرناطہ کے اندر اور باہر ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ اگر وہ سعید کو قاتلوں کے متعلق بتا دیتے تو وہ زخمی ہونے کے باوجود ان سے انتقام لینے میں ایک لمحہ کی تاخیر برداشت نہ کرتا لیکن اس کے ساتھی یہ سمجھتے ہیں کہ حامد بن زہرہ کے بعد قوم کو اس کے بیٹے کی ضرورت ہے۔ وہ اسے غرناطہ واپس لانے کے لیے مناسب حالات کا انتظار کریں گے اور پھر یہ سوچنا تمہارا کام ہوگا کہ قوم کے غداروں کی گردنوں اور محبان وطن کی تلواروں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

عمیر کا چہرہ زرد ہو چکا تھا۔ وہ کچھ دیر پتھرائی ہوئی نگاہوں سے عاتکہ کی طرف

دیکھتا رہا پھر اس نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ عاتکہ! مجھے معلوم نہیں کہ حامد بن زہرہ کب اور کہاں قتل ہوئے ہیں اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ منصور کو کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے جعفر کی بیوی سے وعدہ کیا تھا کہ جب تم واپس آ جاؤ گی تو اسے بحفاظت گھر پہنچا دیا جائے گا اور میں اس وعدے پر قائم ہوں۔

تمہیں بہت سی باتوں کا علم نہیں، لیکن میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ اس لیے اگر تم یہ نہیں چاہتے کہ کل تک یہ گھر راکھ کا انبار بن جائے تو تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ تم منصور کو واپس لانے میں ایک لمحہ تاخیر نہ کرو۔

میں منصور کا دشمن نہیں ہوں۔ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تمہیں تلاش کرنا خاندان کی عزت کا مسئلہ تھا۔ خدا کے لیے اب بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے میرے سوال کا جواب دو۔ تم نے حامد بن زہرہ کے قتل کی افواہ اڑانے اور مجھ پر بلاوجہ الزام تراشی کی ضرورت محسوس کیوں کی؟

عاتکہ کی قوت برداشت جواب دے چکی تھی۔ اس نے تلملا کر کہا۔ عمیر! مجھے اس بات سے شرم محسوس ہوتی ہے کہ تم میرے چچا کے بیٹے ہو۔ تم بھیڑیوں کی جس ٹولی میں شامل ہو چکے ہو اُن کا رہنما میرے والدین کا قاتل ہے۔ اس کا اصلی نام طلحہ نہیں بلکہ عتبہ ہے۔ میں جس قدر اپنے والدین کے قاتل کو جانتی ہوں اسی قدر حامد بن زہرہ کے قاتلوں کے متعلق بھی جانتی ہوں۔ اس لیے تمہیں سعید کو تلاش کرنے یا منصور کو اذیت دینے کی بجائے اب اپنے متعلق سوچنا چاہیے۔

عمیر کی حالت اس زخم خوردہ درندے کی سی تھی جو اپنے شکاری پر آخری حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہو۔ اس نے کہا عاتکہ! کئی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں زبان پر لانا خطرناک ہوتا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تمہاری ہر بات برداشت کر سکتا ہوں لیکن اگر تم گاؤں کے دوسرے لوگوں کے سامنے بھی اسی قسم کی بے احتیاطی کا مظاہرہ کر چکی ہو تو تم صرف میرے لیے ہی نہیں بلکہ اپنے لیے بھی بہت بڑا خطرہ

مول لے چکی ہو۔

عاتکہ نے کہا۔ میں اس امید پر گھر آئی ہوں کہ تم منصور کو اس کے گھر پہنچا دینے کا وعدہ پورا کرو گے اور مجھے گاؤں کے لوگوں کو کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

تم یہ وعدہ کرتی ہو کہ اس کے بعد تم مجھے ایک دشمن کی حیثیت سے نہیں دیکھو گی۔

میں صرف یہ وعدہ کر سکتی ہوں کہ کسی سے تمہارا ذکر نہیں کروں گی۔ لیکن میری ایک شرط ہے

وہ کیا؟

تمہیں یہ بتانا پڑے گا کہ میرے والدین کا قاتل کہاں ہے؟

خدا کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ تمہارے والدین کا قاتل کون تھا

ہوسکتا ہے کہ اس سے پہلے تمہیں معلوم نہ ہو لیکن اب میں بتا چکی ہوں۔ وہ یہاں نہیں ہے

اگر میرے خاندان کی غیرت مر چکی ہے تو میں زمین کے آخری کونے تک اسے تلاش کروں گی۔ تمہیں معلوم ہے کہ انسان اپنا ایک جرم چھپانے کے لیے کئی اور جرم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ تم حامد بن زہرہ کا قتل چھپانے کے لئے سعید کو بھی قتل کرنا چاہتے تھے لیکن اب تم اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے۔

عمیر نے کہا فرض کرو کہ جن لوگوں پر تم نے حامد بن زہرہ کے قاتل ہونے کا الزام لگایا ہے، ان میں سے بعض یہاں موجود ہیں اور تمہاری باتیں سن چکے ہیں اور وہ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ تمہارا یہاں رہنا ٹھیک نہیں۔

عاتکہ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ پھر وہ جلدی سے باہر کے دروازے کی طرف بڑھی لیکن عمیر نے جلدی سے اس کا بازو پکڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی دائیں

بائیں دونوں کمروں کے دروازے کھلے اور دو آدمی بھاگتے ہوئے آگے بڑھے۔

غدار! کمینے! عاتکہ دوسرے ہاتھ سے اپنا خنجر نکالتے ہوئے چلائی لیکن ایک آدمی نے جھپٹ کر اس کی کلائی پکڑ لی اور دوسرے نے ایک بھاری چادر اس کے اوپر ڈال دی۔ عاتکہ تڑپی، چیخی اور چلائی لیکن جلد ہی ان کی گرفت میں بے بس ہو کر رہ گئی۔ عمیر نے اس کو فرش پر گرا کر اس کے منہ میں رومال ٹھونس دیا اور کپڑے کا ایک ٹکڑا پھاڑ کر اوپر باندھ دیا پھر اس کے ساتھیوں نے جلدی سے اس کے ساتھ پاؤں رسیوں سے جکڑ دیے۔

پانچ منٹ بعد عمیر عاتکہ کو اٹھا کر کمرے سے نکلا تو اس کے ساتھی گھوڑے لیے برآمدے کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ ایک گھوڑے پر عاتکہ کو ڈال کر اس کے پیچھے سوار ہو گیا اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔ اب ہمیں یہاں سے جلدی نکلنا چاہیے۔ فی الحال ہم اس لڑکی کو علیحدہ گھوڑے پر سوار نہیں کر سکتے لیکن کچھ دور آگے جا کر ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ اس لیے اس کا گھوڑا بھی ساتھ لے چلو۔

عمیر! عمیر! سلمیٰ نے بالائی منزل کے دریچے سے آواز دی۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ تم کہاں جا رہے ہو؟

میں عاتکہ کا پتا لگانے جا رہا ہوں

لیکن میں نے ابھی اس کی آواز سنی تھی

آپ کو وہم ہوا ہے میں اوپر کا دروازہ کھولنے کے لیے نوکر بھیج دوں گا۔ یہ کہہ کر عمیر نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ گاؤں سے باہر نکل چکے تھے اور لوگ رات کی تاریکی میں آس پاس کے گھروں سے نکل نکل کر ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے۔ یہ کون تھے؟ اور اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟ لیکن ان کی رفتار اتنی تیز تھی کہ کسی کو ان کا راستہ روکنے یا کچھ کہنے کا موقع نہ ملا

گاؤں سے ایک کوس دور جا کر وہ ایک تنگ پہاڑی راستے پر سفر کر رہے تھے۔
عاتکہ پر غصے کی بجائے بے بسی کا احساس غالب آ رہا تھا اور وہ عمیر سے نجات حاصل کرنے کی تدبیریں سوچ رہی تھی۔

اچانک عمیر نے گھوڑا روکا اور اتر کر کہا۔ مجھے تمہاری تکلیف کا احساس ہے لیکن یہ ایک مجبوری تھی۔ اب اگر تم نے عقل سے کام لیا تو باقی راستہ آرام سے سفر کر سکو گی۔ اس وقت تمہیں میری ہر بات بری لگے گی لیکن کل شاید تم یہ محسوس کرو کہ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔

پھر اس نے عاتکہ کے پاؤں کی رسی کاٹ دی اور ایک سوار کے ہاتھ میں اپنے گھوڑے کی لگام دیتے ہوئے اس کے ساتھ رہنے کا حکم دیا اور خود خالی گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

عاتکہ کو علیحدہ گھوڑے پر سفر کرتے ہوئے جسمانی تکلیف کے علاوہ ذہنی اور روحانی کوفت سے بھی کسی حد تک نجات مل چکی تھی۔ تاہم اس کے ہاتھ ابھی تک جکڑے ہوئے تھے اور منہ پر بھی کپڑا بندھا ہوا تھا۔

☆☆☆

عبید اللہ کے گھر میں دو دن تک سلمان کو منصور کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی اور بدریہ کی طرف سے بھی کوئی پیغام نہ آیا۔ اس نے دو مرتبہ ابو الحسن کو عبد المنان کا پتا لگانے کے لیے بھیجا۔ لیکن وہ بھی اپنی سرائے میں نہیں تھا۔ اسے صرف یہ اطمینان تھا کہ سعید کا بخار ٹوٹ چکا ہے اور اس کی حالت بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔

سلمان کا بیشتر وقت اس کی تیمارداری میں صرف ہوتا لیکن جس قدر وہ اسے تسلی دینے کی کوشش کرتا، اسی قدر اس کا ضمیر ٹھوکے لگاتا کہ کھوکھلے الفاظ اس کے دل کا بوجھ ہلکا نہیں کر سکتے۔ منصور کے متعلق وہ بار بار یہی کہا کرتا تھا کہ اس کی تلاش جاری ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اب تک گھر پہنچ چکا ہو اور ہمیں آج یا کل گاؤں سے اطلاع مل

جائے لیکن وہ عاتکہ کے غیر متوقع فیصلے کے بارے میں کچھ کہنے کا حوصلہ نہ کر سکا اور گفتگو کے دوران سعید کو یہی تاثر دینے کی کوشش کرتا رہا کہ وہ بدریہ کے گھر میں ہر طرح محفوظ ہے۔

سعید، منصور اور عاتکہ کے متعلق کوئی بے چینی ظاہر کرنے کی بجائے خاموشی سے سلمان کی باتیں سنتا اور گہری سوچ میں کھو جاتا۔ وہ بے حد نحیف و لاغر ہو چکا تھا اور طبیب جو صبح و شام اسے دیکھنے کے لیے آتا تھا، اس کے تیمارداروں کو سختی کے ساتھ اس بات کی تاکید کر چکا تھا کہ اسے غرناطہ کے متعلق کوئی تشویشناک خبر نہ سنائی جائے۔ چنانچہ جب وہ عبیداللہ، اس کے بیٹے یا کسی نوکر سے کوئی سوال پوچھتا تو وہ اس کی تسلی کے لیے اہل غرناطہ کے جوش و خروش اور قبائل کی طرف سے حوصلہ افزا پیغامات کی خبریں سنایا کرتے تھے۔

تیسری رات سلمان سعید کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ابوالحسن طبیب کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔ ابا جان آپ کو بلاتے ہیں۔

سلمان اٹھ کر اس کے پیچھے ہولیا۔ جب وہ کمرے سے باہر نکلا تو ابوالحسن نے دبی زبان سے کہا۔ آپ اپنے کمرے میں تشریف لے جائیں۔

سلمان جلدی سے اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہاں عبیداللہ کے بجائے ولید اس کا انتظار کر رہا تھا۔

سلمان نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے، میں تو سخت پریشان تھا۔ مجھے عبدالمنان اور جمیل سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ اس قدر غفلت کا ثبوت دیں گے۔

ولید نے جواب دیا۔ آپ کے ساتھی آپ کے احساسات سے غافل نہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ آپ کے دل پر کیا گزر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے غرناطہ پہنچتے ہی انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔

تمہیں یہاں آنے میں کوئی خطرہ تو نہیں تھا؟

نہیں! غداروں کو معلوم ہے کہ میں تنہا نہیں ہوں

تمہیں معلوم ہے کہ سعید کے بھانجے کو اغواء کرلیا گیا ہے۔

ہاں! مجھے سب باتیں معلوم ہیں۔ میں عاتکہ کے متعلق بھی سن چکا ہوں۔ میں آپ سے گفتگو کرنے سے پہلے سعید کو تسلی دینا چاہتا تھا لیکن ابا جان نے فی الحال مجھے اس کے پاس جانے سے روک دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے دیکھ کر وہ کئی سوالات کرے گا لیکن سردست اس کی حالت ایسی نہیں کہ اسے باہر کے حالات بتائے جائیں۔

سلمان نے کہا آپ کا معلوم ہے کہ میں اس بار ہا جھوٹی تسلیاں دے چکا ہوں اور اب یہ حالت ہے کہ مجھے اس کے سامنے جاتے ہوئے بھی ندامت محسوس ہوتی ہے۔ یہاں میں نے تین دن ضائع کر دیے ہیں اور مجھے اتنا بھی معلوم نہ ہوسکا کہ قاتل منصور کو کہاں لے گئے ہیں۔ میں ایک ایسے آدمی کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں جس سے بہت کچھ معلوم ہوسکتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی پیغام ضرور آئے گا اور غرناطہ میں آپ کے ساتھی مجھے فوراً اطلاع دیں گے لیکن مایوس ہو کر میں نے اپنے میزبان کے بیٹے کو عبدالمنان کی تلاش میں بھیجا تھا مگر وہ بھی سرائے میں نہیں تھا۔ اب میں علی الصبح بذات خود منصور کی تلاش شروع کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں اور مجھے اس مہم میں صرف ایک ساتھی کی ضرورت ہوگی۔

ہم آپ کو ہزار آدمی دے سکتے ہیں لیکن ان کی اولین ذمہ داری آپ کی حفاظت ہوگی۔ آپ میری بات پر برہم نہ ہوں۔ میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھی منصور کے متعلق کم فکر مند نہیں ہیں۔ اگر آپ کو فوراً کوئی اطلاع نہیں دی گئی تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ غرناطہ میں آپ کے دوست آپ کو خطرے میں ڈالنا پسند نہیں کرتے۔

کون سی اطلاع؟

ولید نے جیب سے کاغذ کے دو پرزے نکال کر سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا یہ دونوں پیغام تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ملے تھے۔ میں بدریہ کا خط پہچانتا ہوں۔ آپ بھی پڑھ لیجیے۔

سلمان نے یکے بعد دیگرے دونوں رقعے پڑھے

''ضحاک کی زبان کھل رہی ہے۔ اس کا بھائی یونس بھی عتبہ کا ملازم ہے۔ ویگا میں رندہ کی طرف جانے والی سڑک پر وسیع باغ کے اندر ایک مکان ہے جس پر جنگ کے آخری ایام میں میرے والد کا قاتل قابض ہو گیا تھا۔ اس پاس کسی اور باغ کی چار دیواری اتنی اونچی نہیں۔ وہ منصور کو وہاں لے گئے ہیں۔ آپ غرناطہ میں اپنے ساتھیوں سے کہیں کہ وہ سب سے پہلے یونس کو تلاش کریں۔ ضحاک کو یقین ہے کہ وہ اس کا پتا لگانے کے لیے ویگا ضرور آئے گا اور آپ کے ساتھی اس سے بہت کچھ معلوم کر سکیں گے۔''

سلمان نے جلدی سے دوسرا رقعہ کھولا اس کا مضمون یہ تھا

''میں کبوتر اڑا چکی تھی کہ جعفر واپس آ گیا اور اس نے یہ اطلاع دی کہ عمیر گزشتہ رات عاتکہ کو بھی پکڑ کر لے جا چکا ہے۔ موجودہ حالات میں وہ غرناطہ نہیں جا سکتا۔ قیاس یہی ہے کہ عاتکہ بھی منصور کے پاس پہنچ چکی ہو گی۔ لیکن میں التجا کرتی ہوں کہ آپ یہ معاملہ ان لوگوں پر چھوڑ دیں جو ویگا کے حالات سے واقف ہیں۔''

سلمان نے انتہائی اضطراب کی حالت میں ولید کی طرف دیکھا تو اس نے کہا،

اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کو فوراً اطلاع کیوں نہیں دی گئی۔ انہیں تلاش کرنا اہل غرناطہ کی ذمہ داری ہے۔ آپ کو کوئی خطرہ مول لینے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

سلمان نے پوچھا یہ خط کس آدمی کو ملے تھے؟

تیسرے آدمی کو۔ ولید نے جواب دیا۔ میں آج ہی قبائل کے تین سرکردہ آدمیوں کو لے کر آیا ہوں اور کئی سرداروں سے ملنے کے لیے اکابر کے ایک وفد کے ساتھ واپس جانا چاہتا تھا لیکن تیسرے آدمی کا حکم تھا کہ میں آپ سے مل کر جاؤں۔ وہ آپ کو یہ تسلی دینا چاہتے تھے کہ ہم منصور اور عاتکہ کے حال سے غافل نہیں ہیں۔

سلمان نے کچھ سوچ کر کہا۔ انہوں نے عتبہ کی قیام گاہ سے ضحاک کے بھائی کا پتہ لگایا ہے؟

ہاں! لیکن وہاں صرف ایک دو نوکر تھے اور انہوں نے یہ بتایا تھا کہ یونس وہاں نہیں آیا

تم مجھے عتبہ کا مکان دکھا سکتے ہو؟

نہیں! آپ کا وہاں جانا ٹھیک نہیں۔ میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ اگر ضحاک کا بھائی یہاں آیا تو اسے واپس نہیں جانے دیا جائے گا۔

سلمان نے کہا۔ ولید! یہ حالات میرے لیے ناقابل برداشت ہو چکے ہیں۔ جب میں سعید کو دیکھ کر اسے ادھر ادھر کی باتوں سے تسلی دینے کی کوشش کرتا ہوں تو میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے۔ میں آپ سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ عاتکہ اور منصور کی خاطر ایک اجتماعی ذمہ داری سے منہ پھیر لیں لیکن ان کی طرح میں بھی ایک فرد ہوں اگر میں اپنی جان کی قربانی دے کر حامد بن زہرہ کے نواسے کی جان اور ایک مجاہد کی بیٹی کی عزت بچا سکوں تو میرے لیے یہ سودا مہنگا نہیں ہوگا۔ اگر آپ ترکوں کے امیر البحر کے پاس کوئی وفد بھیجنا چاہتے ہیں تو وہ میرے بغیر بھی جا سکتا ہے۔ میں اس وفد کے رہنما کو تعارفی خط دے سکتا ہوں اور اسے یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ انہیں

کون سی تاریخ کو کس جگہ ہمارے جہاز کا انتظار کرنا چاہیے۔

ولید نے کہا قید خانے کی تبدیلی سے قیدیوں کے آلام و مصائب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ آج عاتکہ اور منصور غداروں کی قید میں ہیں۔ اگر کل آپ انہیں وہاں سے نکال کر غرناطہ لے آئیں اور چند دن یا چند ہفتے بعد غرناطہ پر دشمن کا قبضہ ہو جائے تو اس سے آپ کو کیا اطمینان حاصل ہوگا۔ منصور جیسے لاکھوں بچے اور عاتکہ جیسی لاکھوں بیٹیاں مقبوضہ علاقوں میں دشمن کے وحشیانہ مظالم کا سامنا کر رہی ہیں۔

سلمان نے کہا کاش! میری لاکھوں جانیں ضائع ہوتیں اور میں ہر منصور اور ہر عاتکہ کے لیے ایک ایک جان دے سکتا۔

ولید کچھ دیر آبدیدہ ہو کر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا دیکھیے! ہماری خواہش یہ ہے کہ آپ جلد از جلد یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ لیکن آپ کو دو دن اور انتظار کرنا پڑے گا۔ جو آدمی آپ کو یہاں روکنے پر مصر ہے وہ اس وقت غرناطہ میں کسی جگہ قبائل کے اکابر سے مشورے کر رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آج کل میں کوئی فیصلہ ہو جائے اور کل تک وہ آپ کو یہ بتاسکے کہ آپ کب جاسکتے ہیں۔

آپ کو یقین ہے کہ جو سردار آپ کے ساتھ آئے ہیں انہیں غداروں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں

نہیں! جب تک حکومت یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں وہ کوئی چھیڑ چھاڑ پسند نہیں کرے گی اور ہماری کوشش یہ ہے کہ اسے آخری وقت تک ہمارے عزائم کا علم نہ ہو۔ قبائلی سرداروں کو ورغلانے کے لیے حکومت کے جاسوس بھی سرگرم عمل ہیں اس لیے صرف انتہائی قابل اعتماد آدمیوں کو بتایا جاتا ہے کہ ہم کس وقت کوئی کارروائی شروع کریں گے۔

آپ کو بھی علم ہے؟

ہاں! ہم تیاری کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتے ہیں اس لیے

ہمارے رہنماؤں کا یہ فیصلہ ہے کہ متارکہ جنگ کی مدت کے اختتام تک انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے اور صرف ایک یا دو دن پہلے پورے اندلس میں جنگ شروع کر دی جائے۔

آپ کو یہ اطمینان ہے کہ غرناطہ کے اندر آپ کے اندرونی اور بیرونی دشمن آپ کو کسی تیاری کا موقع دیں گے اور حکومت کی کوششوں سے شہر کے اندر جن فسادات کی ابتداء ہو چکی ہے وہ چند دنوں تک ایک مستقل خانہ جنگی کی صورت نہیں اختیار کریں گے؟

ولید نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔ ہمیں سب سے بڑا خطرہ یہی ہے اور ہم عوام کو اس خطرے سے خبردار کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ تاہم میں آپ کو اس سوال کا تسلی بخش جواب نہیں دے سکتا کہ ہماری کوششیں کس حد تک کامیاب ہوں گی۔ اگر ہم نے اچانک غرناطہ میں خانہ جنگی کا خطرہ محسوس کیا تو عوام کی توجہ اصل محاذ پر مبذول کرنے کے لئے ہمیں فوراً میدان میں آنا پڑے گا لیکن ہماری یہ کوشش بھی اسی صورت میں نتیجہ خیز ثابت ہو سکتی ہے کہ پہل قبائل کی طرف سے ہو اور اس کے ساتھ ہی ہمارے بیرونی مددگار اگر فی الحال کسی بڑے پیمانے پر ساحلی علاقوں پر حملہ نہ کر سکیں تو کم از کم وہ ہمیں اتنی مدد دیتے رہیں کہ ہم لوگوں کے حوصلے بلند رکھ سکیں اور یہی وہ مسئلہ ہے جو آپ کی اعانت کا طالب گار ہے۔

سلمان نے کہا لیکن آپ کو معلوم ہے کہ میں امیر البحر کی طرف سے کوئی اختیار لے کر یہاں نہیں آیا۔ میرا مقصد حامد بن زہرہ کو یہاں پہنچانا تھا اب میں انہیں آپ کے حالات سے آگاہ کر سکتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ میری التجائیں انہیں کسی اقدام پر آمادہ کر سکیں، لیکن میں آپ سے کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔

اگر آپ کے جہاز ساحل کے کسی علاقے پر گولہ باری کر دیں تو بھی اس کے اثرات بہت دور رس ہوں گے۔ ہمارے راہنماؤں کا خیال ہے کہ قدرت نے آپ

کو بلا وجہ یہاں نہیں بھیجا اور آپ کو معلوم ہے کہ سیلاب میں بہتے ہوئے انسان کے لیے تنکوں کا سہارا بھی غنیمت ہوتا ہے۔ ہمارے ساتھیوں کا خیال ہے کہ جب قبائل کے سرکردہ رہنما یہاں جمع ہو جائیں گے تو آپ کو ان کے سامنے تقریر کرنے کے لیے کہا جائے گا اور اس کے بعد آپ ہمارے ایک وفد کے ساتھ روانہ ہو جائیں گے۔ چند آدمی جن سے ہم آپ کی ملاقات ضروری سمجھتے ہیں، ابھی تک یہاں نہیں پہنچے لیکن ہمیں امید ہے کہ آپ کو دو دن سے زیادہ یہاں رکنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ سعید کے متعلق ابا جان کو اطمینان ہے کہ وہ چند دن تک چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہم کوئی موزوں وقت دیکھ کر اسے البسین کی جامع مسجد کے ممبر پر کھڑا کر سکیں گے جہاں اس کے والد نے آخری تقریر کی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ جب اہل غرناطہ باپ کی شہادت کے واقعات اس کے بیٹے کی زبان سے سنیں گے تو غدار یہ محسوس کریں گے کہ ان کا یوم حساب شروع ہو چکا ہے۔

سلمان نے کہا ولید! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں

کہیے!

میں تم سے یہ نہیں پوچھوں گا کہ تیسرا آدمی کون ہے؟ لیکن میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں اس سے چند باتیں کرنا بہت ضروری ہیں۔

آپ کی یہ خواہش بہت جلد پوری ہو جائے گی اور میں آپ کو یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ وہ خاندان بنوسراج سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی والدہ سلطان کی والدہ کی خالہ زاد بہن اور الحمراء کے ناظم کی بیٹی ہے۔ جنگ کے آخری ایام میں اسے پانچ ہزار سواروں کی کمان مل چکی تھی لیکن موسیٰ بن ابی غسان کی شہادت کے بعد چند دیگر سرکردہ افسروں کی طرح وہ بھی فوج سے علیحدہ ہو گیا تھا۔ بظاہر اس کا اب فوجی اور سیاسی معاملات سے کوئی تعلق نہیں لیکن اس کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ غرناطہ میں بہت کم آدمی ایسے ہیں جنہیں اس کی خفیہ سرگرمیوں کا علم ہے۔ میں بھی صرف اتنا جانتا

تھا کہ ایک بااثر آدمی کی بدولت فوج کے ساتھ ہمارے رہنماؤں کا رابطہ قائم ہے لیکن غرناطہ سے حامد بن زہرہ کی روانگی سے کچھ دیر پہلے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ بااثر آدمی ہمارے ساتھ جارہا ہے اوراس کا نام یوسف ہے۔

طبیب ابونصر، ابوالحسن کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔وہ دونوں تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے۔اس نے ولید سے مخاطب ہوکر کہا۔بیٹا! آج سعید کی حالت بہت بہتر ہے اور امید ہے کہ انشاءاللہ اب مجھے یہاں بار بار آنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

ولید نے کہا ابا جان! اگر آپ اجازت دیں تو میں گھر جانے کی بجائے یہیں سے باہر نکل جاؤں۔ مجھے بہت دیر ہوگئی ہے اور میرے ساتھی انتظار کررہے ہیں۔
ابوالحسن نے کہا میں آپ کے لیے بگھی تیار کروادیتا ہوں۔

نہیں نہیں! میں یہاں سے پیدل جاؤں گا

انہوں نے باہر نکل کر مکان کے دروازے سے ولید کو خدا حافظ کہا اور تھوڑی دیر بعد سلمان، عبید اللہ اور اس کا بیٹا مکان کی چھت پر جاکر طبیب کو رخصت کررہے تھے۔ابونصر اوراس کے پڑوسی کے مکانات کی کشادہ چھتوں کے درمیان کوئی ڈیڑھ گز اونچی دیوار تھی جسے ایک جگہ سے توڑکر آمدورفت کا راستہ بنایا گیا تھا۔سلمان پہلی دفعہ اسے رخصت کرنے کے لیے اوپر آیا تھا اور ابونصر اس سے کہہ رہا تھا۔اگر کبھی آپ کو ضرورت پیش آئے تو آپ بلا جھجک اس راستے سے میرے گھر پہنچ سکتے ہیں۔

☆☆☆

انکشاف

اگلی صبح سلمان سعید کی مزاج پرسی کے لیے اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ اپنے بستر پر لیٹنے کی بجائے کرسی پر بیٹھا ابوالحسن سے باتیں کر رہا تھا۔ سلمان کو دیکھ کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ جلدی سے آگے بڑھا اور اس کو سہارا دے کر بستر پر لٹاتے ہوئے بولا۔ ابھی آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔

سعید نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ رات کو ابونصر یہ کہہ گئے تھے کہ تم بہت جلد چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤ گے اور آج میں نے پہلی بار کسی سہارے کے بغیر کمرے کے اندر ٹہلنے کی کوشش کی ہے۔ ابوالحسن نے مجھے زبردستی پکڑ کر کرسی پر بٹھا دیا تھا ورنہ میں شاید تمہارے کمرے میں بھی پہنچ جاتا۔

انشاء اللہ تم بہت جلد ٹھیک ہو جاؤ گے لیکن ابھی چلنے پھرنے کے معاملے میں تمہیں طبیعت کی ہدایات پر عمل کرنا پڑے گا۔

اچانک عبدالمنان ایک نوکر کے ساتھ دروازے پر نمودار ہوا اور پھر جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

سلمان نے اٹھ کر باہر نکلتے ہوئے کہا۔ میں ابھی آتا ہوں اور پھر وہ عبدالمنان کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے کمرے میں لے گیا اور ایک ہی سانس میں کئی سوالات کر ڈالے۔ میں نے ولید کو تاکید کی تھی کہ وہ صبح ہوتے ہی تمہیں یا عثمان کو میرے پاس بھیج دے۔ تم نے اتنی دیر کیوں لگائی؟ وہ مکان کتنی دور ہے؟ ابھی تک ضحاک کی تلاش میں کوئی آیا ہے یا نہیں؟

عبدالمنان نے کہا آپ اطمینان سے بیٹھ جائیں میں آپ کے لیے بہت اہم خبر لایا ہوں ایک سوار علی الصباح عتبہ کے مکان پر پہنچا تھا اور اس وقت وہ ہماری حراست میں ہے

تمہیں معلوم ہے وہ کون ہے؟

وہ ضحاک کا بھائی ہے

تم نے عتبہ کے دوسرے نوکروں کو بھی گرفتار کرلیا ہے؟

نہیں! انہیں گرفتار کرنے کی ضرورت نہ تھی

اگر وہ زندہ ہیں اور تم عتبہ کے گھر سے ایک آدمی کو پکڑ لائے ہو تو تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ بات عتبہ سے پوشیدہ نہیں رہے گی اور تمہاری کارگزاری کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ وہ اور زیادہ محتاط ہو جائے اور ہمارے لیے منصور کو اس کی قید سے نکالنا یا جانکہ کا سراغ لگانا ناممکن ہو جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ میں بذات خود وہاں جانا چاہتا تھا۔

عبدالمنان نے اطمینان سے جواب دیا۔ عتبہ کے مکان پر صرف دو نوکر تھے اور انہیں ضحاک کے بھائی کی گرفتاری کا کوئی علم نہیں۔ جب آپ تمام واقعات سنیں گے تو آپ کی تسلی ہو جائے گی ضحاک کا بھائی جس کا نام یونس ہے پچھلے پہر وہاں پہنچا تھا۔ عتبہ کے نوکر اندر سو رہے تھے اور بیرونی دروازہ بند تھا۔ اس نے گھوڑے سے اتر کر پہلے دروازہ کھٹکھٹایا۔ پھر پوری قوت سے ہاتھ مارنے اور دھکے دینے کے بعد آوازیں دینے لگا۔ لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا۔ میں نے اپنے ایک اور ساتھی کو ہدایت کی کہ وہ فوراً آس پاس رہنے والے رضاکاروں کو خبر کر دے اور خود عثمان کے ساتھ گلی میں پہنچ گیا اور یونس کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولا دیکھو بھائی! شور مچانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ تمہارے ساتھی طلوع آفتاب سے پہلے نہیں اٹھیں گے۔ اگر دروازہ کھلوانا ضروری ہے تو یہ لڑکا دیوار پھاند کر اندر جا سکتا ہے۔ اس نے میرا شکریہ ادا کیا۔ عثمان اس کے کندھوں پر کھڑا ہو کر دیوار پر چڑھ گیا اور اندر کود کر دروازے کی کنڈی کھول دی۔ اس نے جلدی سے اندر جا کر اتنے زور سے نوکروں کی کوٹھری کے دروازے کو دھکے دیے کہ وہ چیختے چلاتے باہر نکل آئے۔ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنے کے بعد نوواردکا پہلا سوال ضحاک کے متعلق تھا۔ انہوں نے جواب دیا

کہ تمہارا بھائی آقا کے ساتھ گیا تھا۔ اس کے بعد ہم نے نہیں دیکھا۔

تھوڑی دیر اور ان کی گفتگو سننے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ وہ کوتوال کو کوئی پیغام دیتے ہی واپس چلا آئے گا۔ اس کے بعد ہم وہاں سے کھسک آئے اور چند منٹ بعد جب وہ گلی کے ایک موڑ کے قریب پہنچا تو اسے اس وقت کسی خطرے کا احساس ہوا جب چار رضا کاروں کے نیزے بیک وقت اس کے سینے، پیٹھ اور پسلیوں کو چھو رہے تھے۔ ایک نوجوان اس کی گردن میں کمند ڈال چکا تھا اور عثمان نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ رکھی تھی اور اب وہ ہماری قید میں ہے

سلمان نے جلدی سے اٹھ کر کہا۔ چلیے!

کہاں؟

میں اس آدمی کو دیکھنا چاہتا ہوں

نہیں آپ فی الحال وہاں نہیں جا سکتے۔ میرا مقصد آپ کو یہ اطمینان دلانا تھا کہ ہم اپنے فرائض سے غافل نہیں ہیں۔ مجھے ولید نے یہ بتایا تھا کہ آپ بہت مضطرب ہیں اس لیے مجھے صبح ہوتے ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے لیکن اس نے یہ تاکید بھی کی تھی کہ آپ کو کم از کم دو دن اور انتظار کرنا پڑے گا وہ آپ کو یوسف کے متعلق بتا چکا ہے کہ آپ کو اس کی ذہانت اور فرض شناسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ میں نے انہیں تمام واقعات لکھ کر بھیج دیے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ فارغ ہوتے ہی اس مسئلے پر توجہ دیں گے۔ فی الحال وہ مصروف ہیں۔ اگر آپ اس مسئلہ کے بارے میں کوئی ہدایت دینا چاہیں تو میں پوری تندہی سے اس پر عمل کروں گا۔ آپ کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ضحاک کے بھائی کو تعاون پر آمادہ کریں اور مجھے یہ بات مشکل معلوم نہیں ہوتی کہ اپنے بھائی کی جان بچانے کے لیے وہ عتبہ اور عمیر جیسے آدمیوں کو قتل کرنے پر بھی آمادہ ہو جائے۔

سلمان نے پوچھا آپ اسے بتا چکے ہیں کہ ضحاک ہماری قید میں ہے

ہاں! اور میں نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو تمہارے بھائی کی جان بچ سکتی ہے۔ عام حالات میں شاید اسے فوراً میری بات پر یقین نہ آتا، لیکن جب عثمان نے ضحاک کے قد و قامت، خد و خال اور لباس کی تفصیلات سنانے کے بعد اس کے گھوڑے تک کا حلیہ بیان کر دیا تو اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور وہ چلا اٹھا۔ خدا کے لیے مجھے ضحاک کے پاس لے چلو! میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ زندہ ہے؟ اس کے بعد میں ہر بات میں آپ کا ساتھ دوں گا میں نے جواب دیا ضحاک یہاں نہیں ہے۔ ہمیں اندیشہ تھا کہ عتبہ اور اس کے ساتھی اپنے جرائم کو چھپانے کے لیے اس کو قتل کر دیں گے۔ اس لیے ہم نے اسے کسی ایسی جگہ پہنچا دیا ہے جہاں ان جرائم پیشہ لوگوں کی رسائی نہ ہو سکے۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو تو ہم تمہیں اور تمہارے بوڑھے باپ کو بھی ان کے انتقام سے بچانے کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ ورنہ یہ ممکن نہیں کہ تم اسے دوبارہ دیکھ سکو۔

وہ کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر اس نے سوال کیا آپ کس بات میں میرا تعاون چاہتے ہیں؟

میں نے ذرا سخت لہجے میں کہا بے وقوف! تم سب کچھ جانتے ہو تم فرڈینینڈ کے اس جاسوس کے ملازم ہو جس نے ویگا میں ایک کمسن لڑکے اور ایک معزز خاتون کو قید کر رکھا ہے۔ تمہارے بھائی نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے اور اس کی سمجھ میں یہ بات آ چکی ہے کہ ان دو قیدیوں کے ایک ایک بال کے عوض سینکڑوں آدمی موت کے گھاٹ اتار دیے جائیں گے۔ فرڈینینڈ کے جاسوس کو قسطلہ یا ارغون میں پناہ مل سکتی ہے لیکن تم جیسے لوگوں کے لیے اندلس کا کوئی گوشہ محفوظ نہیں ہو گا۔

اس نے کہا۔ خدا کی قسم جب وہ اس لڑکے کو پکڑ کر لائے تھے، اس وقت میرا بھائی ان کے ساتھ نہیں تھا اور ایک جوان لڑکی کو بھی وہاں لانے میں اس کا ہاتھ نہیں تھا۔ اسے ایک اجنبی اور عتبہ کے تین نوکر پکڑ کر لائے تھے لڑکے اور لڑکی کو بالائی

منزل کے علیحدہ علیحدہ کمروں میں رکھا گیا تھا اور وہ اجنبی جسے ہم عتبہ کا دوست سمجھتے تھے، اسے ایک دن مہمان خانے کے ایک کمرے میں ٹھہرایا گیا تھا اور اگلے روز بیڑیاں ڈال کر ایک تہہ خانے میں بند کر دیا گیا تھا۔میری بہن نے جوان کے گھر میں کام کرتی ہے، اس کی وجہ یہ بتاتی تھی کہ عتبہ صبح ہوتے ہی سینخا نے چلا گیا تھا اور گھر کی عورتوں اور نوکروں کو یہ حکم دے گیا تھا کہ قیدیوں کو سختی سے نگرانی کی جائے اور کسی کو ان کے ساتھ بات کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔

مہمان نے دو تین بار لڑکی کے پاس جانے کی کوشش کی لیکن نوکروں نے اسے روک دیا۔سہ پہر کے وقت اس نے پھر ایک بار کوشش کی اور نوکروں کو یہ دھمکی دی کہ جب تمہارے آقا واپس آئیں گے تو وہ تمہاری کھال اتروا دیں گے۔ہم اس گھر میں قیدی نہیں، مہمان ہیں اور وہ لڑکی میرے چچا کی بیٹی ہے۔میں صرف اس کا حال پوچھنا چاہتا ہوں۔

عتبہ کی والدہ اور بہن نے یہ باتیں سن کر اسے اوپر جانے کی اجازت دے دی پھر جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو لڑکی نے اسے پہلے دھکے دے کر باہر نکالنے اور پھر کرسی اٹھا کر اس کے سر پر مارنے کی کوشش کی۔اس کے چچا زاد نے کرسی چھین لی اور اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔میری بہن اور گھر کی عورتیں دروازے سے باہر کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھیں۔وہ کہہ رہا تھا عاتکہ! خدا کے لیے میری بات سنو اور وہ پوری قوت سے چلا رہی تھی۔بے غیرت! یہ میرے ماں باپ کے قاتل کا گھر ہے۔ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ۔ میں تم سے بات کرنے کی بجائے مر جانا بہتر سمجھتی ہوں۔

جب وہ جھگڑ رہے تھے تو پاس ہی دوسرے کمرے میں لڑکا دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔پھر اچانک عتبہ پہنچ گیا اور چند منٹ بعد اس کے نوکر مہمان کو تہہ خانے کی طرف گھسیٹ رہے تھے۔

سلمان نے پوچھا آپ نے اس سے پوچھا تھا کہ کوتوال کے لیے وہ کیا پیغام لایا ہے؟

عبدالمنان نے اپنی جیب سے دو کاغذ نکال کر اسے پیش کرتے ہوئے کہا

ہم نے سب سے پہلے اس کی تلاشی لی تھی اور اس کے پاس سے یہ کاغذ برآمد ہوئے تھے۔ ایک حکومت کا خاص اجازت نامہ ہے جسے حاصل کرنے والے کسی وقت بھی شہر کا دروازہ کھلوا سکتے ہیں اور یہ اس خط کی نقل ہے جو قیدی کے بیان کے مطابق عتبہ نے کوتوال کو بھیجا ہے آپ پڑھ لیجیے۔

سلمان نے جلدی سے خط پڑھا تحریر کا مفہوم یہ تھا

آپ فوراً وزیر اعظم کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ فرڈیننڈ کو کل سے اپنے پیغام کے جواب کا انتظار ہے۔ آپ کو بلا تاخیر سینٹا فے پہنچنا چاہیے۔ اب باغیوں سے ہماری کوئی بات پوشیدہ نہیں رہی اور وہ کسی زبردست انتقامی کارروائی کے لیے مناسب وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ فی الحال غرناطہ کے مستقبل کا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے لیکن باغیوں کو مزید مہلت دینا انتہائی خطرناک ہوگا۔ ہم سعید کو تلاش نہیں کر سکے۔ وہ غالباً پہاڑوں میں پناہ لے چکا ہے۔ اور شاید اس کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے ہیں لیکن اگر وزیر اعظم بروقت کوئی قدم اٹھا سکیں تو باغی ہمارے لیے کسی پریشانی کا باعث نہیں ہوں گے۔

سلمان نے مضطرب ہو کر کہا۔ آپ اپنے رہنماؤں کو اس خط کی اطلاع دے چکے ہیں؟

ہاں! اب تک اس خط کی اطلاع یوسف کو بھی مل چکی ہو گی لیکن ہم ان کی معلومات میں کوئی اضافہ نہیں کر سکیں گے کیونکہ ابو القاسم سینٹا فے روانہ ہو چکا ہے

کب؟

کوئی ایک ساعت قبل مجھے آپ کے پاس آتے ہوئے راستے میں یہ اطلاع ملی

تھی کہ غداروں کے کئی راہنما شہر کے دروازے پر اسے الوداع کہنے کے لیے جمع تھے اور ان کے ڈھنڈورچی جگہ جگہ یہ اعلان کر رہے تھے کہ وزیر اعظم غرناطہ کے لیے کئی اور مراعات حاصل کرنے گئے ہیں، اس لیے ان کی کامیابی کے لیے دعا کی جائے۔ آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ وہ کئی بار سینٹا فے جا چکا ہے۔ ہمیں اس کے متعلق کوئی خوش فہمی نہیں۔ تاہم یہ امید ضرور ہے کہ جب تک عوام کے متعلق اسے پورا اطمینان نہیں ہو جاتا وہ کوئی خطرناک قدم اٹھانے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اب مجھے اجازت دیجیے

سلمان نے فیصلہ کن انداز میں کہا میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں

کہاں؟

یونس کے پاس!

عبدالمنان نے پریشان ہو کر کہا لیکن میں سمجھتا تھا کہ اب آپ کو اطمینان ہو گیا ہوگا۔

سلمان نے کہا اگر عاتکہ کا مسئلہ صرف عمیر کی ذات تک محدود ہوتا تو میں اپنے دل کو یہ تسلی دے سکتا تھا کہ وہ شاید اس کے چچا کا بیٹا ہونے کی وجہ سے بے حیائی اور بے غیرتی کے معاملے میں ایک حد سے آگے نہ جا سکے لیکن اب وہ اپنے گھر کے ایک کتے سے بچنے کے لیے جنگل کے ایک خونخوار بھیڑیے کے نرغے میں آ چکی ہے۔ عتبہ صرف قسطلہ کا جاسوس ہی نہیں عاتکہ کے باپ کا قاتل بھی ہے۔ اس وقت وہ جلتی چتا میں کھڑی اپنے بھائیوں کی غیرت کو آواز دے رہی ہوگی اور میں اپنے کان بند نہیں کر سکتا۔ اس نے مجھے حامد بن زہرہ کی جان بچانے کے لیے غرناطہ بھیجا تھا۔ اس نے ان کے زخمی بیٹے کی تیمارداری کے لیے گھر سے نکلنے کا خطرہ قبول کیا تھا اور اب وہ حامد بن زہرہ کے نواسے کی جان بچانے کے لیے اپنے باپ کے قاتل کی قید میں جا چکی ہے۔ خدا کی قسم! میں اسے اس کے حال پر نہیں چھوڑ سکتا۔ آج شاید میں

اس کی مدد کر سکوں لیکن کل اگر عتبہ نے انہیں سینخانے یا کسی اور جگہ بھیج دیا تو ممکن ہے کہ کئی مہینے خاک چھاننے کے بعد بھی انہیں تلاش نہ کر سکوں۔

آپ یوسف کو یہ پیغام دے سکتے ہیں کہ میں امیر البحر کے پاس بھیجے جانے والے وفد کی روانگی سے بہت پہلے یہاں پہنچ جاؤں گا۔ ورنہ یہ لوگ میرے بغیر بھی جا سکتے ہیں اگر میں واپس نہ آسکوں تو وہ امیر البحر کو یہ اطلاع دے سکتے ہیں کہ آپ کا ایک ساتھی ایک ایسی لڑکی کی عزت پر قربان ہو چکا ہے جسے اپنی بیٹی یا بہن کہتے ہوئے ہر ترک فخر محسوس کرے گا۔

عبدالمنان خاموشی سے سلمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی نگاہوں کے سامنے آنسوؤں کے پردے حائل ہو رہے تھے۔ اس نے کہا میں آپ کے ساتھ بحث نہیں کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس وقت یوسف بھی یہاں موجود ہوتا تو وہ بھی آپ کو روکنے کی کوشش نہ کرتا چلیے! میں آپ کی کامیابی کے لیے دعا کرتا ہوں لیکن آپ کو ایک عتبہ کے نوکر پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ ممکن ہے وہ گا پہنچ کر اس کی نیت بدل جائے۔

یہ فیصلہ میں اسے دیکھ کر ہی کر سکتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے دھوکا نہیں دے سکے گا

بہت اچھا چلیے! سلمان نے اٹھتے ہوئے کہا

ٹھہریے! میں اپنا گھوڑا تیار کروا لوں

نہیں! ابھی گھوڑا لے جانے کی ضرورت نہیں۔ میں جس بگھی پر آیا ہوں، وہ باہر دروازے سے کچھ دور کھڑی ہے۔ پہلے آپ یونس سے ملاقات کر لیجیے۔ اس کے بعد اگر ضرورت پڑی تو میں آپ کا گھوڑا وہاں منگوا لوں گا۔

وہ مکان سے باہر نکلے اور دروازے سے کوئی دو سو قدم دور ایک بگھی پر سوار ہو گئے۔

☆☆☆

بگھی ایک تنگ گلی کے سامنے رکی اور وہ نیچے اتر کر گلی میں داخل ہوئے۔ تھوڑی دور جا کر عبدالمنان نے ایک مکان کے دروازے پر تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد تین بار دستک دی اور ایک مسلح نوجوان نے دروازہ کھول دیا۔ پھر سلمان عبدالمنان کے پیچھے اندر داخل ہوا۔

ایک منٹ بعد وہ مکان کی پچھلی طرف ایک کمرے میں یونس کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ چٹائی پر پڑا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ پاؤں رسیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ عثمان کے علاوہ دو رضا کار اس کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ سلمان چند ثانیے یونس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے کہا اگر تم ضحاک کے بھائی ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم صرف آٹھ پہر اور قیدیوں کی واپسی کا انتظار کریں گے۔ اگر وہ واپس نہ آئے تو کل اس وقت تمہارے بھائی کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔

یونس گڑگڑا کر بولا خدا کے لیے مجھ پر رحم کیجیے! میں اپنے بھائی کے لیے جان دے سکتا ہوں لیکن قیدیوں کو وہاں سے نکالنا میرے بس کی بات نہیں۔ وہاں چھ مسلح سپاہی دن رات پہرا دیتے ہیں اور پاس ہی ویگا کی چوکی میں ڈیڑھ سو سپاہی موجود ہیں۔ میں تنہا کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر آپ میرے ساتھ چند آدمی بھی بھیج دیں تو بھی اس گھر پر حملہ کرنا ناممکن ہے۔

یہ سوچنا ہمارا کام ہے۔ ہم صرف یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ تم پر کس حد تک اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

میں اپنے بھائی کی جان بچانے کے لیے اپنی جان کا سودا کرنے کے لیے تیار ہوں لیکن وہاں میرا بوڑھا باپ اور ضحاک کی بیوی بھی ہے اور وہ عتبہ کے انتقام سے نہیں بچ سکیں گے۔

میں انہیں بچانے کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ ہم انہیں بھی وہاں سے نکال کر کسی ایسی جگہ پہنچا دیں گے جہاں انہیں کوئی خطرہ نہ ہوگا۔

لیکن غرناطہ میں ہمارے لیے کوئی جگہ محفوظ نہیں ہوگی

مجھے معلوم ہے اور میں اس بات کی ذمہ داری بھی لیتا ہوں کہ خطرے کے وقت تمہیں پہاڑوں میں پہنچا دیا جائے گا۔ وہاں ایسے لوگ موجود ہیں جو تمہیں پناہ دے سکیں گے اور مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ تمہیں اپنا تمام اثاثہ چھوڑ کر جانا پڑے گا۔ اس لیے میں تمہیں اپنی طرف سے پچاس سرخ دینار دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔

یونس نے کہا اگر ہمارے پاس اتنی رقم ہوتی تو ہم عتبہ کی نوکری نہ کرتے۔ باغ کے ساتھ ہم جس مکان میں رہتے ہیں وہ عتبہ کی ملکیت ہے۔ ہمارے اصلی مالک ویگا کے چند روسا میں سے ایک تھے۔ حملے سے دو مہینے قبل وہ اپنی جائیداد کا انتظام ہمیں سونپ کر ہجرت کر گئے تھے۔ پھر جب عتبہ نے ہمارے آقا کے گھر پر قبضہ کر لیا تو اسے چند نوکروں کی اور ہمیں سر چھپانے کے لیے کسی جگہ کی ضرورت تھی۔

سلمان نے کہا میں تمہاری مجبوریاں سمجھ سکتا ہوں۔ اب اگر تم خلوص نیت سے ہمارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو تو اطمینان سے میرے سوالات کا جواب دیتے رہو پھر اس نے قیدی کے پاس بیٹھتے ہوئے دوسرے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے ہاتھ پاؤں کھول دو۔ مجھے ایک کاغذ اور قلم لا دو

یونس سے کوئی ایک گھنٹہ گفتگو کرنے کے بعد سلمان ویگا کے مکان اور آمد و رفت کے اندرونی اور بیرونی راستوں کا مکمل نقشہ تیار کر چکا تھا۔ اس کے بعد وہ عبدالمنان کی طرف متوجہ ہوا۔ اب مجھے پانچ اچھے جوانوں کی ضرورت ہے۔ میں واپس جانے کی بجائے یہیں رہوں گا۔ آپ عثمان کو میرا گھوڑا لانے کے لیے بھیج دیں۔

عبدالمنان نے جواب دیا۔ جناب! میں آپ کے لیے بیس جانباز جمع کر سکتا

ہوں لیکن اس وقت آپ ویگا نہیں جاسکتے۔

سلمان نے جواب دیا اس مہم کے لیے صرف پانچ آدمی ہی کافی ہوں گے اور میں نے یہ نہیں کہا کہ میں اسی وقت ویگا روانہ ہو جاؤں گا۔ اگر سینٹا فے کا راستہ غروب آفتاب تک کھلا رہتا ہے تو ہم عصر کی نماز کے بعد مغربی دروازے سے نکل جائیں گے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اس وقت تک میرے ساتھیوں کو یہ نقشہ اور میری ہدایات اچھی طرح یاد ہو جائیں۔ آپ کو ان کے لیے تیز رفتار گھوڑوں کا انتظام بھی کرنا پڑے گا۔

ایک نوجوان نے کہا جناب! میں آپ کے سامنے ایک اچھا سپاہی ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا لیکن یہ نقشہ مجھے حفظ ہو چکا ہے۔ میں آپ کے ساتھیوں کے متعلق یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ آپ کو مایوس نہیں کریں گے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دو مجاہد اور بلا لاتا ہوں اور اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ وہ ہر امتحان میں پورے اتریں گے۔ ان کے پاس اپنے گھوڑے بھی ہیں۔

سلمان نے عبدالمنان کی طرف دیکھا اور اس نے کہا آپ اس نوجوان پر اعتماد کرسکتے ہیں۔

سلمان نے رضاکار سے مخاطب ہو کر کہا۔ بہت اچھا تم جاؤ اور جلدی سے واپس آنے کی کوشش کرو۔

نوجوان اٹھ کر باہر نکل گیا

☆☆☆

سلمان کچھ دیر نقشہ دیکھنے اور اس پر قلم سے مزید لکیریں کھینچنے اور نشان لگانے میں مصروف رہا۔ بالآخر وہ عبدالمنان کی طرف متوجہ ہوا

آپ کو یہ اطمینان ہے کہ ہم غروب آفتاب تک کسی روک ٹوک کے بغیر مغربی دروازے سے باہر نکل سکتے ہیں؟

ہاں! سینا نے کا راستہ شام تک کھلا رہتا ہے اور اگر آمد و رفت جاری ہو تو پہرے دار کچھ دیر بعد بھی دروازہ کھلا رکھتے ہیں لیکن جو لوگ گاڑیوں پر سامان لاتے ہیں وہ عام طور پر شام سے پہلے ہی واپس آ جاتے ہیں علی الصباح دروازے پر کافی بھیڑ ہوتی ہے۔ اس لیے بعض تاجر وقت بچانے کے لیے شام سے پہلے پہلے اپنا سامان اتروا کر اپنی گاڑیاں شہر سے باہر بھیج دیتے ہیں اور گاڑی بانوں کو رات بھر دروازے سے باہر رہنا پڑتا ہے۔ جہاں رقص و موسیقی کی محفلیں بھی گرم ہوتی ہیں۔

سلمان نے کہا یہ سب باتیں میں سن چکا ہوں۔ آپ صرف میری بات کا جواب دیں

آپ کو باہر نکلنے کے لیے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ ہمارے ساتھی وہاں موجود ہوں گے صرف اس بات کا خطرہ ہے کہ جب چھ مسلح آدمی گھوڑوں پر سوار ہو کر وہاں سے نکلیں گے تو وہ دشمنوں اور ہماری اپنی حکومت کے جاسوسوں کی نگاہوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ پھر آپ کے لیے ایک اور مشکل ہو گی کہ ویگا کا جو راستہ سینا نے کی سڑک سے نکلتا ہے وہ دو میل دور ہے وہاں تک پہنچنے کے لیے دشمن کی پہلی چوکی سے گزرنا پڑتا ہے۔

آپ کو یہ کیسے خیال آیا کہ ہم رات کے وقت سڑک کے سوا سفر نہیں کر سکتے؟ ہم شام سے کچھ دیر پہلے ایک ایک کر کے دروازے سے نکلیں گے اور دروازے کے قریب ہی کسی جگہ سڑک سے اتر کر کھیتوں کی طرف نکل جائیں گے۔ اس کے بعد یونس ہمارا راہنما ہو گا۔ کیوں یونس یہ ٹھیک ہے نا؟

بالکل ٹھیک ہے جناب! اس نے جواب دیا

سلمان، عبدالمنان سے مخاطب ہوا۔ اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم مسلح ہو کر نہیں جائیں گے۔ خنجر ہم اپنے پاس رکھ سکتے ہیں لیکن دوسرے ہتھیار دروازے سے باہر نکالنے کی ذمہ داری اس ہوشیار کوچوان کو سونپی جائے گی جو گھاس کی گاڑی

سے کئی اور کام لینا جانتا ہے۔

عثمان دروازے کے قریب بیٹھا ہوا تھا گاڑی کا ذکر سن کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں

سلمان نے مسکراتے ہوئے کہا عثمان! تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو؟

جی ہاں! اس نے جواب دیا لیکن گھاس باہر سے غرناطہ آتی ہے۔ یہاں سے باہر نہیں جاتی۔

سلمان نے کہا تم اناج لانے کے بہانے باہر جاؤ گے اور ہمارے ہتھیار خالی بوریوں کے نیچے چھپے ہوں گے اور ہاں! مجھے کوئی دس بارہ گز لمبے رسے کی بھی ضرورت ہوگی۔ تمہارے آقا گاڑی پر تجارت کا کچھ سامان بھی لادویں گے۔ تم ہمارے پیچھے آؤ گے اور اپنی گاڑی دوسری گاڑیوں سے ذرا دور کھڑی کرو گے۔ ہم تماشائیوں کی حیثیت سے ادھر ادھر گھومنے کے بعد مناسب وقت پر اپنے ہتھیار لے کر روانہ ہو جائیں گے۔

عبدالمنان نے کہا میں عثمان کے ساتھ ایک اور آدمی بھیج دوں گا وہ ہتھیاروں کی گٹھری اٹھا کر کسی موزوں جگہ پہنچائے گا

سلمان نے کہا رات کے وقت اس مہم سے واپسی پر دروازہ کھلوانے کے لیے ہمیں آپ کی ضرورت ہوگی

آپ مجھے اپنے استقبال کے لیے موجود پائیں گے اور میرے علاوہ آپ کے لیے اور مددگار موجود ہوں گے۔ دروازے سے باہر بھی چند رضا کار آپ کا انتظار کریں گے۔

سلمان نے کہا اگر ویگا سے کسی نے ہمارا تعاقب کیا تو ممکن ہے کہ ہمیں جنوبی دروازے کا رخ کرنا پڑے

ہمارے ساتھی وہاں بھی آپ کے استقبال کے لیے موجود ہوں گے آپ

پہرے داروں سے صرف اتنا کہہ دیں کہ آپ ہشام کے بھائی ہیں۔ وہ فوراً دروازہ کھول دیں گے۔

ہشام کون ہے؟

یہ ایک فرضی نام ہے پہرے داروں کو فوج کے کسی افسر کی طرف سے یہ حکم بھجوا دیا جائے گا کہ ہشام کے بھائی اور اس کے ساتھیوں کے لیے دروازہ کھول دیا جائے چلو عثمان! ابھی ہمیں بہت سا کام کرنا ہے

عثمان نے پوچھا۔ جناب! آپ کا گھوڑا ابھی لے آؤں؟

نہیں! اسے سہ پہر تک وہیں رہنے دو لیکن اس سے پہلے میرے میزبان اور ان کے پڑوسی کو یہ بتا دینا ضروری ہے کہ میں ایک اہم کام میں مصروف ہوں لیکن فی الحال انہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں کہاں ہوں

عبدالمنان اور عثمان اٹھ کر کمرے سے نکل گئے اور قریباً ایک گھنٹے بعد سلمان وگا کی مہم میں اپنے ساتھ دینے والوں کو ہدایات دے رہا تھا۔

شام کے وقت وہ ایک ایک کر کے شہر سے نکل رہے تھے۔ سلمان سب سے آگے تھا، اس کے پیچھے یونس اور پھر دوسرے دروازے پر لوگوں کی آمد و رفت ابھی تک جاری تھی۔ عبدالمنان فوج کے ایک نوجوان افسر سے باتیں کر رہا تھا۔ سلمان اسے دیکھ کر بے پروائی سے آگے نکل گیا اور دروازے سے کچھ دور گھوڑے سے اتر کر اپنے باقی ساتھیوں کا انتظار کرنے لگا۔ چند منٹ بعد وہ سب وہاں پہنچ گئے۔

عثمان کی گاڑی باقی گاڑیوں سے کچھ فاصلے پر تھی۔ سڑک پار ایک جگہ چند آدمی نماز کے لیے کھڑے تھے۔ انہوں نے آس پاس درختوں کے ساتھ گھوڑے باندھ دیے اور نماز میں شامل ہو گئے۔

نماز سے فارغ ہو کر ایک رضا کار عثمان اور سرائے کے دوسرے نوکر کے پیچھے گاڑی کی طرف چل دیا اور باقی سب ادھر ادھر ہو گئے۔ سلمان نے یونس کو

احتیاطاً اپنے ساتھ رکھا تھا اور ایک رضا کار ان کے پیچھے آرہا تھا۔

دروازے کے آس پاس لوگوں کا اجتماع اس کی توقع سے کہیں زیادہ تھا۔ دکانداروں کے خیموں اور عارضی چھپروں کے درمیان بےفکرے گھوم رہے تھے۔ اعلیٰ حیثیت کے لوگ صاف ستھرے سائبانوں کے اندر چٹائیوں پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے اور کہیں کہیں سازندے، گویے اور رقاصائیں ان کی تفریح کے لیے رقص و نشاط کی محفلیں گرم کر رہی تھیں۔

اچانک کسی نے سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ اگر آپ ہماری بےحسی اور بےغیرتی کا صحیح اندازہ کرنا چاہتے ہیں تو میرے ساتھ آئیں! یہ عبدالمنان تھا۔ سلمان خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دور آگے خانہ بدوشوں کا ڈیرہ تھا اور وہاں آگ کے الاؤ کے سامنے چند مرد اور عورتیں ناچ رہے تھے اور ان کے گرد غریب لوگوں کا گروہ کھڑا تھا۔

عبدالمنان نے کہا ان خانہ بدوشوں کے رقص ہمارے لیے نہیں، لیکن آپ کو کچھ اور دکھانا چاہتا ہوں۔

تھوڑی دور آگے لوگ ایک کشادہ سائبان کے اندر جمع ہو رہے تھے جس کی پچھلی طرف کوئی تین فٹ اونچی سٹیج پر ایک حسین لڑکی قسطلہ کی زبان میں کوئی گیت گا رہی تھی اور بیشتر تماشائی اس کی زبان سمجھے بغیر ہی اسے داد دے رہے تھے۔

مغنیہ اپنا نغمہ ختم کرنے کے بعد پردے کے پیچھے غائب ہوگئی۔ چند ثانیے بعد پانچ لڑکیاں جن میں سے تین اپنے لباس سے مسلمان اور باقی دو قسطلانی معلوم ہوتی تھیں نمودار ہوئیں اور انہوں نے رقص شروع کر دیا۔

سلمان نے کہا خدا کے لیے یہاں سے چلیے! میں اس سے زیادہ نہیں دیکھ سکتا۔

وہ سائبان سے نکل کر دوبارہ سڑک کی طرف آگئے۔ عبدالمنان نے ایک درخت کے قریب رک کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر سلمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ آپ

نے ابھی کچھ نہیں دیکھا۔ اصل تماشا دو چار دن بعد شروع ہوگا۔ مغنیوں اور رقاصاؤں کا یہ طائفہ اپنے سازوسامان کے ساتھ کل ہی یہاں پہنچا ہے اور غرناطہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو شہر کے چوراہوں پر ان کے کمالات دیکھنے کے منتظر ہیں ابھی ایک ڈھنڈورچی یہ اعلان کر رہا تھا کہ طلیطلہ کی شہزادی بھی یہاں آ رہی ہے

طلیطلہ کی شہزادی! وہ کون ہے؟

وہ ایک مغنیہ ہے اور اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ طلیطلہ کے قدیم حکمران خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کا نام لیلےٰ ہے اور بعض لوگ صرف اس کا راگ سننے کے لیے سینٹا فے جایا کرتے تھے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی آواز جادو ہے۔ میں متارکہ جنگ کے بعد پہلی بار یہاں آیا ہوں اور میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ دشمن نے ہمارا اخلاقی حصار منہدم کرنے کے لیے جو سرنگ لگائی ہے وہ کتنی خطرناک ہے۔ وہ رقاصائیں نصرانی یا یہودی تھیں لیکن یہ بدبخت انہیں مسلمانوں کے لباس میں دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آپ کو کتنے محاذوں پر لڑنا پڑے گا۔

سلمان کچھ دیر کرب کی حالت میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا میرا خیال ہے کہ اب ہمیں زیادہ دیر یہاں رکنے کی ضرورت نہیں۔

عبدالمنان نے کہا آپ کو کچھ اور انتظار کرنا پڑے گا۔ ابھی تک ابو القاسم سینٹا فے سے واپس نہیں آیا۔ اس کی آمد تک دروازے کے اندر اور باہر حکومت کے جاسوس کافی چوکس رہیں گے۔ ویسے بھی آپ کے لیے کچھ دیر بعد سفر کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔

یونس نے کہا۔ جناب! میں بھی یہی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ ہمیں کچھ دیر اور یہاں رکنا چاہیے۔ خدا کے لیے مجھ پر اعتماد کیجیے۔ اب آپ کی کامیابی ہمارے لیے بھی زندگی اور موت کا مسئلہ بن چکی ہے۔ میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ مکان کے محافظ انتہائی سفاک ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ وہ کئی بے گناہوں کو موت کے

گھاٹ اتار چکے ہیں۔ اگر آپ نے انہیں بے خبری کی حالت میں دبوچ نہ لیا تو وہ بھوکے بھیڑیوں کی طرح مقابلہ کریں گے اور پھر یہ خطرہ بھی ہے کہ ان میں سے کوئی بھاگ کر فوج کی چوکی تک پہنچ جائے اور ہم میں سے کسی کو زندہ بچ کر آنے کا موقع نہ ملے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اصطبل کے سائیس اور دو نوکروں کو بھی بھاگنے کا موقع نہ دیا جائے۔

سلمان نے کہا یونس! اگر مجھے تم پر اعتماد نہ ہوتا تو تمہیں اپنے ساتھ نہ لاتا۔ حامد بن زہرہ کے قاتلوں کا آخری وقت بہت قریب آ چکا ہے۔ لیکن میں اپنے ضمیر کے اطمینان کے لیے تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان آٹھ پہرے داروں میں سے کتنے آدمیوں نے حامد بن زہرہ کے قتل میں حصہ لیا تھا؟

یونس نے مضطرب ہو کر کہا جناب! میں قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنے بھائی کے کسی جرم پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہیں کی لیکن وہ ان قاتلوں کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ میں کئی بار ان کی گفتگو سن چکا ہوں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ عتبہ صرف ہمیں ہی غرناطہ سے اپنے ساتھ لے گیا تھا اور ضحاک کو گھر میں دوسرے نوکروں کے ساتھ چھوڑ گیا تھا اور جب وہ ساری رات بارش میں بھیگ رہے تھے، ضحاک گھر میں آرام کر رہا تھا۔

اگلی صبح دوسری مہم پر اپنے سپاہیوں میں سے چھ آدمی اپنے ساتھ لے گیا تھا اور میں اس بات سے انکار نہیں کرتا کہ ضحاک بھی ان کے ساتھ تھا باقی باتیں آپ کو معلوم ہیں لیکن اگر آپ کے ساتھی اسی رات غرناطہ سے باہر قتل ہوئے تھے تو ضحاک یقیناً ان میں نہیں تھا۔

عبدالمنان نے کہا جناب! مجھے یقین ہے کہ یہ نوجوان غلط نہیں کہتا

اس بات کا مجھے بھی یقین تھا۔ میں تو یہ جاننا چاہتا ہوں کہ باقی آدمی کس حد تک ہمارے رحم و کرم کے مستحق ہیں۔ یونس! تم اطمینان رکھو تم اپنے بھائی کے گناہوں کا کفارہ ادا کر چکے ہو۔

وہ کچھ دیر اور آہستہ آہستہ باتیں کرتے رہے۔ اس دوران میں سلمان کے دوسرے ساتھی بھی قریب آ چکے تھے۔

پھر اچانک سیخانے کی طرف سے چار سرپٹ گھڑ سوار نمودار ہوئے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر چلانے لگے۔ راستے سے ہٹ جاؤ وزیر اعظم تشریف لا رہے ہیں اچانک دروازہ کھلا اور مسلح پیادہ اور سوار جن کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں، سڑک کے دائیں بائیں قطاریں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

چند منٹ بعد سیخانے کی طرف سے کئی اور گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی اور آن کی آن میں پندرہ بیس سوار تیزی سے آگے نکل گئے۔ ان کے پیچھے وزیر اعظم کی بگھی تھی اور بگھی کے پیچھے مسلح سواروں کا ایک اور دستہ آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اندر جا چکے تھے اور عوام جنہیں سڑک سے دور رکھا گیا تھا، دروازے پر جمع ہو کر خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ سلمان اور اس کے ساتھیوں نے اطمینان سے اپنے گھوڑے کھولے اور باری باری اس باغ کی طرف چل دیے جہاں عبدالمنان کا نوکر اسلحہ جمع کر کے ان کا انتظار کر رہا تھا۔

سلطان اور اس کا وزیر

شہر کے اندر داخل ہونے کے بعد ابو القاسم کی بگھی اس کی قیام گاہ کی بجائے سیدھی الحمرا کا رخ کر رہی تھی اور نصف گھنٹے بعد وہ محل کے ایک کمرے میں سلطان کے سامنے کھڑا تھا۔

ابو القاسم! تم نے بہت دیر لگائی۔ ابو عبداللہ نے شکایت بھرے لہجے میں کہا

عالی جاہ! اس نے جواب دیا۔ اگر میں علی الصباح روانہ ہو جاتا تو شاید سہ پہر سے پہلے واپس پہنچ جاتا۔ لیکن رات کے وقت چند ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ مجھے کافی دیر رکنا پڑا۔ پھر اس کے بعد سینٹا فے پہنچ کر فرڈیننڈ کو مطمئن کرنا آسان بات نہ تھی۔

بیٹھ جاؤ! سلطان نے اپنے سامنے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کاش! میں اس کی بے اطمینانی کی وجہ سمجھ سکتا پہلے تم یہ کہتے تھے کہ ہم نے شہر کے چار سو چنے ہوئے افراد اور فوجی افسر بطور یرغمال بھیج کر اسے مطمئن کر دیا ہے۔ پھر تم یہ کہتے تھے کہ اگر ہم متارکہ جنگ سے پہلے شہر کے دروازے کھول دیں تو اس کی رہی سہی تشویش دور ہو جائے گی۔ خدا کے لیے بتاؤ! کہ اس کی بدگمانی دور کرنے کے لیے ہم اس سے زیادہ اور کیا کر سکتے ہیں؟ حامد بن زہرہ کے بعد غرناطہ کے ترکش میں وہ کون سا تیز باقی رہ گیا ہے جسے وہ اپنے لیے خطرناک سمجھتا ہے؟

ابو القاسم نے کہا عالیجا! اسے آپ کے متعلق کوئی بدگمانی نہیں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ حامد بن زہرہ کی آمد اور اہل شہر کے جوش وخروش کی اطلاع ملنے کے بعد ایک لمحے کے لیے بھی توقف نہ کرتا۔

پھر وہ کیا چاہتا ہے؟ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم کوئی اچھی خبر نہیں لائے۔

عالیجاہ! فرڈیننڈ کو یہ تشویش تھی کہ غرناطہ میں باغیوں کے راہنما ہمیں حامد بن زہرہ کے قتل کا ذمہ دار سمجھتے ہیں اور یہ لوگ کسی وقت بھی عوام کو بھڑکا سکتے ہیں اور پھر

آپ کے لیے جنگ بندی کے معاہدے کی شرائط پورا کرنا ناممکن بنا دیا جائے گا۔

اس کا علاج اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ شرپسندوں کو پرامن رکھنے کے لیے فرڈینینڈ کی افواج بلا تاخیر غرناطہ میں داخل ہو جائیں۔

آپ درست فرماتے ہیں اور فرڈینینڈ بھی یہی چاہتا ہے کہ جنگ کے حامیوں کو سر اٹھانے کا موقع نہ دیا جائے لیکن

لیکن کیا؟

عالیجاہ! میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ فرڈینینڈ آپ کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ وہ مجھ سے پوچھتا تھا کہ آپ نے اپنے مستقبل کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟

ابو عبداللہ خوف اور اضطراب کی حالت میں چلایا۔ ابو القاسم! خدا کے لیے صاف صاف بات کرو۔

عالیجاہ! آپ اطمینان سے میری بات سنیں۔ فرڈینینڈ کو آپ کی وفاداری پر کوئی شبہ نہیں، لیکن وہ یہ نہیں چاہتا کہ آپ کو کسی نئی آزمائش میں ڈالا جائے۔ اسے خدشہ ہے کہ کہیں حامد بن زہرہ کو اندلس پہنچانے والے جہازوں نے اس کی اعانت کے لیے کئی اور آدمیوں کو بھی ساحل پر اتار دیا ہو اور یہ ترک یا بربر کوہستانی قبائل کو بیرونی اعانت کی امید دلا کر جنگ کے لیے اکسا رہے ہوں فرڈینینڈ کہتا تھا کہ اگر ترکوں کے جنگی بیڑے نے ساحل کے کسی مقام پر قبضہ کر لیا تو پورے کوہستان میں جنگ کی آگ کے شعلے بھڑک اٹھیں گے۔ ایسی صورت میں اہل غرناطہ کو پرامن رکھنا آپ کے بس کی بات نہیں ہوگی۔

ابو عبداللہ نے تلملا کر کہا۔ ابھی تک میں تمہارا مطلب نہیں سمجھ سکا۔ میں نے کب یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں اہل غرناطہ کو پرامن رکھ سکتا ہوں۔ اگر فرڈینینڈ کو ابھی تک میری نیت پر شبہ ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر اہل غرناطہ اٹھ کھڑے ہوئے تو میں ان کے ساتھ مل جاؤں گا تو خدا کے لیے! یہ بتاؤ کہ اس کے اطمینان کے لیے میں اور کیا

کر سکتا ہوں؟

ابوالقاسم نے اطمینان سے جواب دیا۔فرڈینینڈ آپ کے خلوص کا معترف ہے لیکن وہ یہ نہیں چاہتا کہ اگر غرناطہ پر قبضہ کرنے کی صورت میں اس کے لشکر کو کسی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے تو اس کی ذمہ داری آپ پر ڈالی جائے آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر اس کے دو چار سپاہی زخمی ہو جائیں یا مارے جائیں تو لشکر کا ردعمل کتنا شدید ہوگا۔اس کی فوج میں ایسے لوگوں کی کثرت ہے جو اہل غرناطہ سے گزشتہ شکستوں کا انتقام لینا چاہتے ہیں اور آپ کے ساتھ بھی کوئی نرمی نہیں برتنا چاہتے۔ فرڈیننڈ یہ محسوس کرتا ہے کہ لڑائی کی صورت میں جس قدر آپ اپنی رعایا کے سامنے بے بس ہوں گے، اسی قدر وہ اپنے لشکر کے سامنے بے بس ہوگا۔اس لیے وہ یہ چاہتا ہے کہ آپ فی الحال غرناطہ میں رہیں۔

ابوعبداللہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔وہ پوری قوت سے چیخنا چاہتا تھا لیکن اس کے حلق میں آواز نہ تھی۔

عالی جاہ! ابوالقاسم نے قدرے توقف کے بعد کہا فرڈیننڈ یہ چاہتا ہے کہ آپ فی الحال تحریری معاہدے کے مطابق اپنی جاگیر کا انتظام سنبھال لیں۔اگر غرناطہ میں بغاوت کے متعلق اس کے خدشات غلط ثابت ہوئے تو آپ کو بلا تاخیر واپس بلا لیا جائے گا اور وہ کسی وقت کے بغیر آپ کو اپنے نائب کا عہدہ سونپ سکیں گے۔یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی دن پورے اندلس کی زمام کار آپ کے ہاتھ میں دے دی جائے۔ جنگ کی صورت میں شاید آپ کو چند دن یا چند ہفتے انتظار کرنا پڑے لیکن جب باغیوں کے کس بل نکال دیے جائیں گے اور فرڈیننڈ کو یہ اطمینان ہو جائے گا کہ آپ کوئی بڑی ذمہ داری سنبھال سکتے ہیں تو آپ کا کم از کم صلہ اور انعام یہی ہوگا کہ غرناطہ کی حکومت آپ کو سونپ دی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جب آپ واپس آئیں گے تو آج آپ کو غداری کا طعنہ دینے والے آپ کی راہ میں آنکھیں بچھائیں گے۔

فرڈ یننڈ بہت دور اندیش ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ مفتوحہ علاقوں میں مستقل طور پر ایک لاتعداد فوج رکھنے کی بجائے ایک مسلمان کی وساطت سے حکومت کرنا زیادہ آسان ہوگا۔

ابو عبداللہ کی حالت اس بکرے کی سی تھی جس کے حلق پر چھری رکھ دی گئی ہو۔ وہ پوری قوت سے چلایا تم غدار ہو! تم میرے دشمن ہو!! تم فرڈیننڈ کے جاسوس ہو!!! تمہیں معلوم تھا کہ فرڈیننڈ اپنا کوئی وعدہ پورا نہیں کرے گا۔ میں غرناطہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں لڑوں گا۔ میں آخر دم تک لڑوں گا اور میں عوام کو یہ سمجھاؤں گا کہ تم نے صرف میرے ساتھ ہی نہیں پوری قوم کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ تم نے چار سو آدمیوں کو یرغمال بنا کر غرناطہ کی کنجیاں فرڈیننڈ کے سپرد کر دی تھیں۔ تم حامد بن زہرہ کے قاتل ہو۔

ابو القاسم نے اطمینان سے جواب دیا آپ کا خیال ہے کہ غرناطہ کے عوام آپ کو کندھوں پر اٹھالیں گے؟

میں تمہاری کھال اتروا دوں گا۔ پہریدارو! پہریدارو!!

ابو القاسم نے کہا آپ میرے خون سے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا نہیں کرسکیں گے

چار مسلح آدمی کمرے میں داخل ہوئے اور تذبذب کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ابو عبداللہ غصے سے کانپتے ہوئے چلایا۔ اسے گرفتار کرلو۔

سپاہی جھجکتے ہوئے آگے بڑھے لیکن اچانک محافظ دستے کا ایک سالار کمرے میں داخل ہوا اور بھاگ کر ابو القاسم اور سپاہیوں کے درمیان کھڑا ہوگیا۔

ابو القاسم نے کہا سلطان معظم! میں ہر سزا بھگتنے کے لیے تیار ہوں لیکن خدا کے لیے میری بات سن لیجیے میں نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ اگر کل شام تک فرڈیننڈ کو میری طرف سے کوئی تسلی بخش جواب نہ ملا تو اگلی صبح اس کی فوج غرناطہ پر یلغار کر دیں گی

اور وہ بدنصیب جنہیں آپ فرڈینینڈ کے سپرد کر چکے ہیں، باندھ کر اس طرح لائے جائیں گے کہ دشمن کی اگلی صف کے لیے ڈھال کا کام دے سکیں۔ اس کے بعد آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ اہل غرناطہ آپ سے کس طرح بے گناہوں کے خون کا حساب لیں گے اور اگر آپ ان کے انتقام سے بچ بھی گئے تو فرڈی ننڈ آپ کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟

ابو عبداللہ نے بے بسی کی حالت میں سر جھکا لیا اور چند ثانیے کمرے میں خاموشی طاری رہی پھر اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور سپاہی اور ان کا افسر کمرے سے باہر نکل گئے۔

ابو عبداللہ نے کہا تمہیں سب کچھ معلوم تھا اور تم ابتداء سے ہی فرڈی ننڈ کے آلہ کار تھے۔

عالی جاہ! ہمیں یہ فیصلہ تاریخ پر چھوڑ دینا چاہیے کہ کون کس کا آلہ کار تھا۔

ابوالقاسم! ابو عبداللہ نے عاجز ہو کر کہا میں تمہیں اپنا دوست سمجھتا تھا میں اب بھی آپ کا دوست ہوں۔

میں نے ہمیشہ تمہارے مشوروں پر عمل کیا ہے لیکن تم نے مجھے صحیح راستہ دکھانے کی بجائے میری تباہی کے سامان پیدا کیے ہیں

عالی جاہ! مجھے صحیح راستہ دکھانے والوں کا انجام معلوم تھا۔ آپ کو ایک ایسے وزیر کی ضرورت تھی جو آپ کے ضمیر کی تسکین کے سامان مہیا کر سکتا ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے جان بوجھ کر دھوکا دیتے رہے ہو

نہیں عالی جاہ! آپ صرف ان مشوروں پر عمل کرتے تھے جن سے آپ کی خواہشات کی تائید ہوتی تھی اور میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے اپنے ضمیر کی آواز بلند کرنے کی بجائے آپ کے ضمیر کی تسکین کے سامان مہیا کیے ہیں

اور اب تم مجھے یہ پیغام دینے آئے ہو کہ میں اپنے راستے کے آخری گڑھے کے

کنارے پہنچ چکا ہوں۔

میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ ہم دونوں ایک ہی کشتی پر سوار ہیں اور میری انتہائی کوشش یہ ہے کہ کشتی ڈوبنے سے بچ جائے۔

اور تمہارے خیال میں اب یہ کشتی اس صورت میں بچ سکتی ہے کہ میں غرناطہ سے جلاوطن ہونا قبول کرلوں

عالی جاہ! میں یہ سمجھ سکتا ہوں کہ یہ فیصلہ آپ کے لیے کتنا تکلیف دہ ہوگا لیکن یہ ایک مجبوری ہے

تم یہ فیصلہ کر چکے ہو کہ میں البجارہ چلا جاؤں!

عالی جاہ! فیصلہ آپ کر سکتے ہیں

فرڈی نند نے تمہیں یہ بتا دیا ہے کہ اس نے وہاں میرے لیے کونسا قید خانہ یا قلعہ منتخب کیا ہے؟

ابوالقاسم نے جواب دیا عالی جاہ! میں فرڈنینڈ سے یہ تحریر لے چکا ہوں کہ البجارہ میں جو علاقہ آپ کو تفویض کیا جائے گا، وہاں آپ ایک حکمران کی حیثیت سے رہیں گے اور اس کی آمدنی اتنی ضرور ہوگی کہ آپ کو تنگ دستی کا احساس نہ ہو۔

ابوالقاسم! میں نے اپنے آپ کو بہت فریب دیے ہیں لیکن یہ فریب نہیں دے سکتا کہ البجارہ میں کوئی خطہ زمین ایسا ہو سکتا ہے جہاں میں اطمینان کا سانس لے سکوں۔ البجارہ کے سرکش لوگ میری میت کو بھی اپنے قبرستانوں میں جگہ دینا پسند نہیں کریں گے۔

جہاں پناہ! آپ یہ بات مجھ پر چھوڑ دیں کہ اس علاقے کے باشندے آپ کو سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ انہیں یہ سمجھایا جا سکتا ہے کہ فرڈنینڈ جس علاقے پر آپ کا حق تسلیم کرلے گا وہ نصرانیوں کی غلامی سے محفوظ ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ البجارہ کے باشندے عیسائیوں کے ہاتھوں تباہی کا سامنا کرنے کی بجائے آپ کی پر

امن رعایا کی حیثیت سے زندہ رہنا بہتر خیال کریں گے۔

لیکن اس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہمیں آزمائش کے طور پر ایک سال تک الحمراء سے نہیں نکالا جائے گا اب تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ وہ مجھے ایک اور فریب دینا چاہتا ہے

عالی جاہ! وہ آپ کو اس بات کا موقع دینا چاہتا ہے کہ آپ البجارہ کے جنگجو قبائل کو پرامن رکھ کر اپنے آپ کو اس سے بڑی ذمہ داریوں کا اہل ثابت کریں۔ وہ جانتا ہے کہ پہاڑی قبائل آسانی سے اس کی بالادستی تسلیم نہیں کریں گے اس لیے اگر آپ انہیں راہ راست پر لاسکیں تو وہ اپنی متعصب ملکہ اور قسطلہ کے سرداروں کی مخالفت کے باوجود آپ کو اندلس میں اپنے نائب السلطنت کا منصب دے گا۔

تم یہ بتاسکتے ہو کہ فرڈیننڈ کتنے دن البجارہ میں ٹھہرنے کی اجازت دے گا؟

عالی جاہ! آپ مطمئن رہیں۔ فرڈیننڈ حلفاً اس بات کا اقرار کرے گا کہ البجارہ کا جو علاقہ آپ کو تفویض کیا جائے گا، اس پر آپ کے حقوق دائمی ہوں گے اور وہ کسی صورت میں بھی آپ سے واپس نہیں لیا جائے گا۔ اس کی تحریر پڑھ کر آپ کی تسلی ہو جائے گی۔

کون سی تحریر؟

ابوالقاسم نے اپنی بھاری قبا کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مراسلہ نکالا اور دونوں ہاتھوں میں رکھ کر ابوعبداللہ کو پیش کرتے ہوئے کہا۔ لیجیے! یہ معاہدہ میری فرض شناسی اور وفاداری کا آخری ثبوت ہے۔ اس کا مسودہ میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور فرڈیننڈ نے میرا ایک لفظ بھی تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ کلیسا کے اکابر، قسطلہ اور ارغون کے امراء نے بہت شور مچایا تھا۔ ملکہ ازابیلا بھی خوش نہیں تھی تاہم الفاظ کی جنگ میں وہ آپ کے خادم کو مات نہیں دے سکے۔ آپ اس تحریر پر ملکہ اور بادشاہ کی مہریں دیکھ سکتے ہیں۔

ابو عبداللہ نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے مراسلہ اٹھالیا اور قدرے توقف کے بعد ابو القاسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اہل غرناطہ کی بدقسمتی یہ تھی کہ میرے تمام کام ادھورے تھے اور میری بدقسمتی یہ ہے کہ میرے وزیر کا کوئی کام ادھورا نہیں ہوتا۔ میں تمہارے چہرے سے اس تحریر کا مفہوم پڑھ سکتا ہوں۔ اب یہ بتاؤ! کہ جب میں غرناطہ سے نکل جاؤں گا تو تم الحمراء میں منتقل ہو جاؤ گے یا اپنے گھر رہنا پسند کرو گے؟

ابو القاسم نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے جواب دیا عالی جاہ! جو حالات آپ کے لیے ناسازگار ہیں، وہ آپ کے غلام کے لیے بھی سازگار نہیں ہو سکتے۔ میں نے آخری دم تک آپ کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کیا ہے فرڈیننڈ نے آپ کے پڑوس میں مجھے بھی ایک چھوٹی سی جاگیر عطا کر دی ہے

ایک آدمی دو آقاؤں کا غلام نہیں ہو سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ میں نے غرناطہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے

تم واقعی میرے ساتھ رہو گے؟

ہاں! میں وعدہ کرتا ہوں کہ غرناطہ میں اپنے حصے کے نہایت اہم کام کرنے کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔

ابو عبداللہ نے حریر میں لپٹا ہوا مراسلہ کھولا اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر اس نے کاغذ لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا اور کچھ دیر سر جھکا کر سوچتا رہا۔ بالآخر اس نے ابو القاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔ فرڈی ننڈ یہ چاہتا ہے کہ میں کسی تاخیر کے بغیر الحمراء خالی کر دوں۔ اور تم یہ کہتے ہو کہ اس تحریر کا مسودہ تم نے تیار کیا تھا۔

میں نے فرڈی ننڈ سے گفتگو کرنے کے بعد مسودہ تیار کیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ آپ کو الحمراء بہت عزیز ہے لیکن میں نے محسوس کیا تھا کہ دربار میں ان لوگوں کا منہ بند کرنا ضروری تھا جو ابھی تک آپ کے خلوص پر شک کرتے تھے۔

اور اب تم ان کا منہ بند کر چکے ہو

مجھے یقین ہے کہ جب آپ یہاں سے نکل جائیں گے تو فرڈیننڈ کے دربار میں آپ کے بد خواہوں کے منہ خود بخود بند ہو جائیں گے۔ پھر ہم اس دن کا انتظار کریں گے جب کہ غرناطہ میں آپ کی ضرورت محسوس کی جائے گی۔

تم اب بھی یہ سوچ سکتے ہو کہ غرناطہ میں ہماری ضرورت محسوس کی جائے گی؟

ہاں! مجھے یقین ہے کہ اگر ہم البجارہ کے جنگجو قبائل کو تھوڑی سی مدت کے لیے پر امن رکھنے میں کامیاب ہو گئے تو فرڈیننڈ اور ملکہ ازبیلا ہماری خدمات کو نظر انداز نہیں کریں گے اور اس صورت میں جب کہ غرناطہ میں ہر وقت بد امنی کا خطرہ ہے میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ انتہائی ناخوش گوار ذمہ داریوں سے بچنے کے لیے کسی تاخیر کے بغیر غرناطہ سے نکل جائیں۔

تم مجھے یہ اطمینان دلا سکتے ہو کہ فرڈی ننڈ کی نیت دوبارہ خراب نہیں ہوگی اور تم کسی دن میرے پاس یہ پیغام لے کر نہیں آؤ گے کہ اب مزید خلوص کا ثبوت دینے کے لیے مجھے البجارہ سے بھی نکل جانا چاہیے؟

عالی جاہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

اگر ہمیں غرناطہ چھوڑ ہی دینا ہے تو ہم متارکہ جنگ کی مدت ختم ہو جانے کا انتظار کیوں نہ کریں۔ آخر فرڈی ننڈ کو اتنی جلدی کیوں ہے؟

فرڈی ننڈ کو کوئی جلدی نہیں لیکن آپ کی بھلائی اسی میں ہے کہ ہم بلا تاخیر یہاں سے نکل جائیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ غرناطہ کے باغی جن قبائلی سرداروں سے ساز باز کر رہے تھے، ان میں سے چند یہاں پہنچ چکے ہیں۔

تم نے انہیں گرفتار نہیں کیا؟

فی الحال انہیں گرفتار کرنا ممکن نہیں۔ غرناطہ کے عوام کا جوش و خروش ابھی ٹھنڈا نہیں ہوا اور میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کی موجودگی میں غرناطہ کے حالات بگڑ جائیں۔

جب آپ الجارہ پہنچ جائیں گے تو فرڈی ننڈ ان سے خود ہی نپٹ لے گا۔ پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ عوام سے کہیں زیادہ ہمیں فوج سے خطرہ ہے اب اجازت دیجیے! مجھے صبح تک کئی کام کرنے ہیں؟

ابو القاسم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ابو عبداللہ چند ثانیے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ابو القاسم سر جھکا کر سلام کرنے کے بعد باہر نکل گیا۔

دروازے سے باہر محل کے برآمدے میں محل کا ناظم کھڑا تھا ابو القاسم اسے دیکھ کر ٹھٹھکا تم یہاں کھڑے تھے؟ اس نے پریشان سا ہو کر کہا

میں آپ کا انتظار کر رہا تھا

تم سب کچھ سن چکے ہو؟

جناب! میرے کان اتنے تیز نہیں ناظم نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔ لیکن تم دروازے کے ساتھ کھڑے تھے۔

جناب! الحمراء کے اندر آپ کی حفاظت میری ذمہ داری تھی اور میں زیادہ دور اس لیے نہیں گیا تھا کہ شاید آپ کو میری ضرورت پڑ جائے۔ جب آپ الحمراء سے باہر نکل جائیں گے تو میری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

ابو القاسم نے کہا میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ محل کے ناظم کو کوئی ایسی بات سننے کا خطرہ مول نہیں لینا چاہیے جسے وہ اپنے دل میں نہ رکھ سکے۔

آپ مطمئن رہیں میں نے سلطان کی گالیوں کے سوا کوئی ایسی بات نہیں سنی جسے میں اپنے دل میں نہ رکھ سکوں۔ میں دروازے سے کافی دور کھڑا تھا۔

ابو القاسم کچھ کہے بغیر آگے بڑھا اور ناظم کے ساتھ ہو لیا۔ برآمدے سے نیچے سنگ مرمر کے راستے پر چند مسلح پہرے داران کے آگے چل دیے۔

☆☆☆

ابوعبداللہ کچھ دیر دیواروں کے نقش و نگار دیکھتا رہا پھر اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ میرا غرناطہ! میرا الحمراء! اس نے الم ناک لہجے میں کہا اور پھر وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر بے اختیار رو رہا تھا۔

عقب کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کی ماں ملکہ عائشہ دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوئی اور اس نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیے۔

اس نے چونک کر ماں کی طرف دیکھا اور حسرت آمیز لہجے میں بولا

ماں! میں نے اپنا سر ایک اژدہے کے منہ میں دے دیا ہے

ماں نے جواب دیا بیٹا! یہ آج کی بات نہیں تم نے اپنا سر اس دن اژدہے کے منہ میں دے دیا تھا جب تم نے اپنے باپ سے غداری کی تھی۔ اور صرف اپنا سر ہی نہیں ہم پوری قوم کو اژدہوں کے سامنے ڈال چکے ہو۔

امی! میں فرڈیننڈ کے متعلق نہیں، ابوالقاسم کے متعلق کہہ رہا ہوں۔ اس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ اب ہم الحمراء میں نہیں رہیں گے۔ فرڈیننڈ کا وعدہ ایک فریب تھا۔

مجھے معلوم ہے میں تمہاری باتیں سن چکی ہوں

آپ ساری باتیں سن چکی ہیں

ہاں! اور میرے لیے کوئی بات غیر متوقع نہ تھی

امی! اب میں کیا کروں؟ میں کیا کرسکتا ہوں

یہ تمہیں اس وقت پوچھنا چاہیے تھا جب تم کچھ کرسکتے تھے۔ اب تم کچھ نہیں کرسکتے اور تمہاری ماں تمہیں کوئی مشورہ نہیں دے سکتی اندلس کی تاریخ کا منحوس ترین دن وہ تھا جب تمہارے دل میں حکمران بننے کا خیال آیا تھا۔

نہیں ماں! اس سے زیادہ منحوس وہ دن تھا جب میں پیدا ہوا تھا۔ کاش! آپ اسی دن میرا گلا گھونٹ دیتیں۔

مجھے اعتراف ہے کہ میں نے اپنی قوم کے لیے ایک سانپ جنا تھا۔ تم یہ کہہ سکتے

ہو کہ میں مجرم ہوں لیکن قدرت نے ایک ماں کے ہاتھ اپنے بچے کا گلا گھونٹنے کے لیے نہیں، اسے لوریاں دینے کے لیے بنائے ہیں۔

امی جان! خدا کے لیے دعا کریں کہ الحمراء چھوڑنے سے پہلے مجھے موت آ جائے۔ میں الجبارہ میں فرڈیننڈ کا ایک ادنیٰ جاگیردار بن کر زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ اس نے تمام وعدے فراموش کر دیے ہیں۔

اب موت کی تمنا سے تمہارے ضمیر کا بوجھ ہلکا نہیں ہو سکتا۔ اب تمہارا آخری کارنامہ یہی ہو سکتا ہے کہ تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ

امی! آپ الجبارہ میں خوش رہ سکیں گی؟

مجھے معلوم ہے کہ ہم الجبارہ میں خوش نہیں رہیں گے۔ وہ مراکش کی طرف ہمارے راستے کی ایک منزل ہے۔ اب اس سرزمین میں ہمیں اپنی قبروں کے لیے بھی جگہ نہیں ملے گی۔

لیکن میں نے الحمراء چھوڑنے کا فیصلہ نہیں کیا۔ اگر آپ مشورہ دیں تو میں عوام کے سامنے جانے کے لیے تیار ہوں۔ میں ان سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لوں گا۔ میں انہیں یہ سمجھا سکوں گا کہ ابو القاسم غدار ہے اس نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے۔

تم بار بار پوری قوم کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ جب تم عوام کے سامنے جاؤ گے تو وہ تمہاری بوٹیاں نوچ ڈالیں گے وہ تم سے ان بے گناہوں کے خون کا حساب مانگیں گے جنہیں تم نے بھیڑ بکریاں سمجھ کر دشمن کے حوالے کر دیا تھا۔ تم مالقہ، الحمراء، المیریہ کی تباہی کے ذمہ دار ہو تمہارے ہاتھ حامد بن زہرہ جیسے پاکباز انسانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ ابو عبداللہ! تم اندلس کے لیے مر چکے ہو اور تمہاری ماں تمہیں زندہ نہیں کر سکتی۔

امی! اگر آپ حکم دیں تو میں ابھی ابو القاسم کے گھر جا کر اسے قتل کرنے کے لیے

تیار ہوں

ہائے بدنصیب! تم نے غرناطہ کو غداروں سے بھر دیا ہے۔ اب ایک غدار کو قتل کر دینے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

امی! مجھے غرناطہ کا ہر آدمی غدار دکھائی دیتا ہے۔

یہ تمہاری کھیتی کا پھل ہے۔ تم نے اندلس کی کھیتی میں غداری کا بیج بویا تھا اور اب یہ فصل پک کر تیار ہو چکی ہے

ماں! خدا کے لیے مجھے طعنے نہ دو۔

میں زیادہ عرصہ تک تمہیں طعنے نہیں دے سکوں گی لیکن اندلس کی مائیں قیامت تک مجھ پر لعنتیں بھیجتی رہیں گی

ابو عبداللہ نے ندامت سے سر جھکا لیا اور کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا۔ بالآخر اس نے مضطرب سا ہو کر کہا۔ امی جان! مجھے اب بھی یقین نہیں آتا کہ میں الحمراء سے نکل جاؤں گا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں ایک خواب دیکھ رہا ہوں

ماں نے آنکھوں میں آنسو بھرتے ہوئے کہا۔ بیٹا! اب خوابوں کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اب تم صرف اپنے ماضی کے سپنوں کی تعبیریں دیکھا کرو گے؟

امی! ہمارے بعد الحمراء میں کون رہے گا؟

''تمہارے بعد الحمراء اس قوم کے بادشاہوں کا مسکن ہوگا جس سے تم نے اپنی قوم کی عزت اور آزادی کا سودا چکایا تھا۔''

☆☆☆

ویگا کی مہم

سلمان اور اس کے ساتھی یونس کی رہنمائی میں سفر کر رہے تھے آخر اس نے درختوں کے ایک جھنڈ کے قریب پہنچ کر گھوڑا روکا اور مڑ کر سلمان کی طرف دیکھتے ہوئے دبی زبان میں بولا۔ اب ہم بہت قریب آ چکے ہیں اس لیے گھوڑوں کو آگے لے جانا ٹھیک نہیں ہوگا۔

سلمان نے اشارہ کیا اور انہوں نے جلدی سے اتر کر گھوڑوں کو درختوں سے باندھ دیا اور ان کے منہ پر توبڑے چڑھا دیے تاکہ وہ آواز نہ نکال سکیں۔ پھر وہ دبے پاؤں باغ کی طرف بڑھے۔

تھوڑی دور آگے جا کر انہیں دیوار کے پیچھے گشت کرنے والے پہریداروں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ رک گئے۔

جب پہرے دار آپس میں باتیں کرتے ہوئے باغ کے پچھلے کونے کی طرف نکل گئے تو سلمان دو آدمیوں کے ساتھ دیوار کے قریب پہنچ گیا اور دوسرے لوگ دیوار کے قریب آنے کی بجائے چند قدم دور کھڑے رہے۔ پھر ایک آدمی دیوار کے ساتھ لگ کر جھک گیا اور یونس اور سلمان باری باری اس کے کندھوں پر پاؤں رکھ کر اوپر چڑھ گئے۔

اب ان کے سامنے وہ چھوٹا سا مکان تھا جس کے صحن کی دیواریں باغ کی فصیل سے بالکل ملی ہوئی تھیں۔ صحن سے آگے ایک کمرے کے نیم وا دروازے سے چراغ کی دھندلی سی روشنی باہر آ رہی تھی۔ دائیں طرف صحن کی دیوار کے درمیان ایک تنگ دروازہ تھا جس کے پاس ہی ایک چھپر دکھائی دیتا تھا۔ بائیں طرف کونے سے چند قدم دور ایک درخت تھا جس کے پتے جھڑ چکے تھے۔ تاریکی میں سلمان جس قدر دیکھ سکا، وہ اس نقشے کے عین مطابق تھا جو اس وقت بھی اس کی جیب میں موجود تھا۔ چنانچہ وہ بلاتامل یونس کے ساتھ دیوار سے لٹک کر صحن میں کود پڑا۔

کون ہے؟ کمرے سے کسی کی گھبرائی ہوئی آواز آئی

ابا جان! میں ہوں اس نے دبے پاؤں آگے بڑھ کر کہا خدا کے لیے آپ خاموش رہیں ورنہ ہم سب مارے جائیں گے۔

سلمان نے جلدی سے رسا کندھے سے اتار کر درخت کے قریب رکھ دیا اور اطمینان سے یونس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔ ایک بوڑھا آدمی جو پریشانی کی حالت میں بستر پر بیٹھا اپنے بیٹے کی طرف دیکھ رہا تھا اس کے ساتھ ایک اجنبی کو دیکھ کر اور زیادہ گھبرا اٹھا ضحاک نہیں آیا؟ اس نے سراسیمہ ہو کر پوچھا

یونس کی بجائے سلمان نے جواب دیا ضحاک کسی جگہ آپ کا انتظار کر رہا ہے آپ کو بہت جلد اس کے پاس پہنچا دیا جائے گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ میرا کہا مانیں یونس کو یہ معلوم ہے کہ آپ کی معمولی سی غلطی سے اس کی جان پر بن سکتی ہے۔

یونس نے کہا ابا جان! یہ درست کہتے ہیں ضحاک کے علاوہ اپنی جانیں بچانے کے لیے بھی ہمیں ان کا حکم ماننا پڑے گا۔

بوڑھا کچھ کہنے کی بجائے سکتے کے عالم میں سلمان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک نوجوان عورت برابر کے کمرے سے نمودار ہوئی اور اس نے آگے بڑھ کر پوچھا

یونس کیا بات ہے؟ ضحاک کہاں ہیں؟ تمہاری آواز سننے سے پہلے میں یہ خواب دیکھ رہی تھی کہ وہ گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گئے ہیں۔

سلمان نے اس سے مخاطب ہو کر کہا

تمہارا شوہر بالکل ٹھیک ہے لیکن اگر تمہارے آقا کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں ہے تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا!

آقا آج بھی نہیں آئے۔ ان کی امی کہتی تھیں کہ شاید کل بھی نہ آئے۔ خدا کے لیے مجھے بھی ضحاک کے پاس پہنچا دیجیے۔

تمہارے شوہر کو بچانے کی واحد صورت یہ ہے کہ ہم ایک معزز خاتون اور ایک

معصوم لڑکے کو یہاں سے نکال کر اپنے ساتھ لے جائیں۔

یہ ناممکن ہے آپ کو معلوم نہیں کہ وہاں کتنا سخت پہرا ہے

ہمیں سب کچھ معلوم ہے اور ہم ان کو چھڑانے کے لیے سارے انتظامات کر چکے ہیں

یونس نے کہا سمیعہ! یہ باتوں کا وقت نہیں۔ ہم فوراً یہاں سے نکل جانا چاہتے ہیں اور چند منٹ میں ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ اگر قیدی آج ہی واپس نہ پہنچے تو ہمارے لیے ضحاک کی جان بچانا بہت مشکل ہو جائے گا۔

کاش! ان قیدیوں کو آزاد کرنا میرے بس میں ہوتا۔ سمیعہ نے مضطرب ہو کر کہا

یونس نے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا سمیعہ! آہستہ بات کرو۔ ورنہ ہم سب مارے جائینگے۔ بالکل ٹھیک ہے اور انشاء اللہ کل صبح تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو گی لیکن میرا خیال تھا تم اس وقت قیدیوں کے پاس ہو گی۔

مجھے تمہارا انتظار تھا اور میں شام تک کئی بار باہر آ کر تمہارے متعلق پوچھ چکی تھی اس کے بعد میں دردسر کا بہانہ کر کے گھر آ گئی تھی۔ مالک گھر میں نہیں تھا ورنہ گھر والے مجھے کبھی اجازت نہ دیتے۔ خدا کے لیے مجھے بتاؤ کہ ضحاک نے ہمیں کوئی اطلاع کیوں نہ دی۔

وہ تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے!

سلمان نے کہا یونس! تم انہیں تسلی دو میں ابھی آتا ہوں

سمیعہ آبدیدہ ہو کر سلمان سے مخاطب ہوئی۔ آپ ان کے ساتھ آئے ہیں؟ خدا کے لیے! مجھے بتائیے کہ وہ کہاں ہیں اور آپ نے انہیں کب دیکھا تھا۔ انہیں کوئی خطرہ تو نہیں؟

اس وقت اس کے لیے سب سے بڑا خطرہ یہی ہے کہ تم شور مچا کر گھر کے نوکروں اور پہریداروں کو خبر کر دو۔ یونس! اگر یہ ہوش سے کام لیں تو ضحاک کی جان

بچ سکتی ہے۔ سلمان یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔ پھر اس نے صحن میں درخت کے قریب پڑا ہوا رسا اٹھا کر اس کا ایک سرا درخت کے تنے سے باندھا اور دوسرا دیوار کے دوسری طرف پھینک دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی باری باری دیوار پر چڑھ کر صحن میں کود رہے تھے ۔ جب آخری آدمی صحن میں پہنچ گیا تو سلمان انہیں چھپر کے نیچے انتظار کرنے کا حکم دے کر جلدی سے کمرے میں داخل ہوا۔

سمیعہ سہمی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی ۔ یونس وہ درندے ہیں۔ اگر تم باہر کے آدمیوں کو مغلوب کر لو تو بھی مکان کے اندر قیدیوں تک رسائی حاصل کرنے کے لیے تمہیں پانچ اور بدترین قاتلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سلمان نے کہا ہمیں سب کچھ معلوم ہے اور ان درندوں سے نپٹنا اب ہماری ذمہ داری ہے ۔تم صرف میری باتوں کا جواب دو۔ اس وقت مکان کے باہر کتنے آدمی پہرا دے رہے ہیں؟

جناب! تین آدمی تو گشت کر رہے ہیں اور ایک باہر دروازے پر پہرا دے رہا ہے لیکن ان پہریداروں کے علاوہ ایک سائیس اور دو نوکر بھی اصطبل کے پاس اپنی کوٹھریوں میں موجود ہیں۔ یہ میں اس لیے بتا رہی ہوں کہ شاید اس وقت ان میں سے کوئی جاگ رہا ہو۔

اصطبل میں کتنے گھوڑے ہیں؟

سمیعہ نے بوڑھے کی طرف دیکھا اور وہ بولا جناب! اس وقت آٹھ گھوڑے موجود ہیں

تھوڑی دیر میں یہاں ہمارا کام ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد ہمیں صرف پانچ گھوڑوں کی ضرورت ہوگی! پھر سلمان نے جلدی جلدی یونس اور دوسرے آدمیوں کو چند ہدایات دیں اور وہ باہر نکل گئے۔

یونس کا باپ اور سمیعہ قریباً نصف ساعت بے چینی کی حالت میں ان کا انتظار کر

رہے۔ بالآخر وہ اصطبل کے سائیس اور دو نوکروں کو ننگی تلواروں سے ہانکتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔

سمیعہ نے پوچھا آپ نے بہت دیر لگائی مجھے ڈر تھا کہ کہیں پہریداروں نے آپ کو دیکھ نہ لیا ہو۔

یونس نے جواب دیا پہریدار ہمیں دیکھنے سے پہلے ہی دوسری دنیا میں پہنچ چکے تھے۔ کسی کے منہ سے چیخ بھی نہیں نکل سکی۔

سلمان نے کہا اب تینوں کو اچھی طرح جکڑ دو اور جلدی کرو۔ اب باتوں کا وقت نہیں

چند منٹ وہ باہر نکلے تو انہیں دور سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی۔ یونس نے سلمان کے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھ کر کہا۔ یہ ویگا کی فوج کا دستہ ہے جو رات کے پہلے دوسرے اور تیسرے پہر گشت کے لیے نکلتا ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ وہ یہاں سے تھوڑی دور جا کر لوٹ جائیں گے۔

☆☆☆

مکان کی اندرونی ڈیوڑھی کے اندر دو پہریدار مشعل کی روشنی میں شطرنج کھیل رہے تھے اور ایک آدمی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے اونگھ رہا تھا۔ کسی نے باہر سے بھاری دروازے کو دھکا دیتے ہوئے کہا۔ دروازہ کھولو۔ میں یونس ہوں

ایک پہرے دار نے چند ثانیے توقف کے بعد جواب دیا۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہمیں رات کے وقت دروازہ کھولنے کی اجازت نہیں۔ تم کہاں سے آئے ہو؟

میں سیناف سے آرہا ہوں۔ آقا نے اپنے گھر میں ایک ضروری پیغام دے کر بھیجا ہے اور تمہیں اچھی طرح سوچ لینا چاہیے کہ اگر میں ان کی والدہ اور ہمشیرہ کو پیغام نہ دے سکا تو کل تمہارا حشر کیا ہوگا۔

تم اکیلے آئے ہو؟ ضحاک کہاں ہے؟

اسے باغیوں نے زخمی کر دیا تھا۔ وہ چند دن اور غرناطہ میں رہے گا۔ میں اسے دیکھنے کے بعد آقا کو اطلاع دینے کے لیے سینٹا فے گیا تھا۔ اب دروازہ کھولتے ہو یا مجھے گھر کی خواتین کو آوازیں دینی پڑیں گی۔

اچھا ٹھہرو!

چند ثانیے بعد زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی سلمان کے آدمیوں نے پوری قوت سے دونوں کواڑوں کو دھکا دیا اور کواڑ ایک دھماکے کے ساتھ کھل گئے۔ پہریدار جس نے اندر سے دروازہ کھولا تھا۔ چند قدم پیچھے جا گرا۔ سلمان نے دوسرے دو آدمیوں پر حملہ کر دیا اور آن کی آن میں ان کی لاشیں تڑپ رہی تھیں۔ اتنے میں سلمان کے ساتھی ڈیوڑھی میں جمع ہو چکے تھے۔ تیسرا آدمی جو کواڑ کے ساتھ ٹکرا کر گر پڑا تھا، اچانک چیخ مار کر اٹھا لیکن ایک رضا کار کی تلوار اس کے سر پر لگی اور وہ دوبارہ گر پڑا۔

سلمان نے ڈیوڑھی کا دوسرا دروازہ کھول کر عمارت کے اندرونی حصے کا جائزہ لیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کرنے کے بعد صحن میں داخل ہوا۔ تھوڑی ہی دیر وہ عمارت کے ایک کونے سے چند قدم دور کھڑا بائیں ہاتھ ایک طویل اور کشادہ برآمدہ پار کر رہا تھا جس کے اندر جگہ جگہ مشعلیں جل رہی تھیں اور درمیان سے ایک کشادہ زینہ بالائی منزل کی طرف جاتا تھا۔ دو پہرے دار اپنے ساتھیوں کو آوازیں دیتے ہوئے نیچے اترے اور سلمان جلدی سے ایک قدم آگے بڑھ کر دائیں طرف دوسرے برآمدے کے ستون کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا۔

پہرے داروں کی آوازیں سن کر زینے کے قریب ہی ایک کمرے سے دو عورتیں اچانک برآمدے میں آ گئیں اور وہ شور کی وجہ پوچھنے لگیں۔

ایک پہرے دار نے کہا۔ میں ڈیوڑھی سے پتا لگاتا ہوں۔ آپ اندر آرام کریں اور وہ کوئی تین قدم ہی چلا ہوگا کہ اسے بیک وقت ایک تیر لگا اور وہ زمین پر ڈھیر ہو

گیا۔ اس کے ساتھ ہی سلمان پوری رفتار سے بھاگتا ہوا کشادہ برآمدے کے درمیان پہنچ گیا۔ دوسرے پہرے دار نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور چند ثانیے تلواروں کی جھنکاروں کے ساتھ عورتوں کی چیخیں بھی سنائی دیتی رہیں۔ ایک اور عورت شور مچاتی ہوئی زینے سے اتری۔ پہرے دار پکارا۔ خدا کے لیے! تم اندر چلی جاؤ! لیکن اتنی دیر میں سلمان کے دوسرے ساتھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ ایک رضا کار چلایا اب باہر تمہاری آواز سننے والا کوئی نہیں۔ اگر اپنی جان عزیز ہے تو خاموش رہو۔ عورتیں سہم کر خاموش ہو گئیں۔

سلمان کا مد مقابل چند وار کرنے کے بعد الٹے پاؤں پیچھے ہٹا اور بھاگ کر زینے پر چڑھنے لگا۔

نصف زینہ طے کرنے کے بعد اس نے اچانک مڑ کر حملہ کیا۔ یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ سلمان کو تین چار قدم نیچے آنا پڑا لیکن چند وار کرنے کے بعد پہرے دار دوبارہ بھاگ رہا تھا۔ سلمان نے بالائی منزل کے برآمدے پر اسے جالیا۔ پہرے دار نے پلٹ کو دوبارہ حملہ کیا لیکن سلمان کے سامنے اس کی پیش نہ گئی اور چند ثانیے بعد وہ پھر ایک بار الٹے پاؤں پیچھے ہٹ رہا تھا۔ برآمدے کے کونے میں سلمان نے آخری وار کیا اور اس کی تلوار دیو قامت پہرے دار کے سینے میں اتر گئی۔

پھر اس نے تیزی سے ایک دروازے کی زنجیر اتار کر دھکا دیا لیکن دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے کہا عاتکہ! جلدی کرو۔ میں سعید کا دوست ہوں

عاتکہ دروازہ کھول کر باہر نکل آئی اتنے میں یونس اوپر پہنچ کر منصور کو دوسرے کمرے سے نکال چکا تھا۔ وہ سسکیاں لیتا ہوں بھاگ کر سلمان کی ٹانگوں میں لپٹ گیا۔ سلمان نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ منصور! ہمت سے کام لو۔ ہم تمہیں تمہارے ماموں کے پاس لے جا رہے ہیں۔ پھر وہ یونس سے مخاطب ہوا۔ تم ان تین آدمیوں کو اپنے گھر سے تہہ خانے کی طرف لے آؤ اور اپنے

باپ سے کہو کہ وہ گھوڑوں پر زینیں ڈال دے لیکن سب سے پہلے تہہ خانے کے دروازے کی چابی حاصل کرنا ضروری ہے۔

یونس نے گلے سے ایک زنجیر اتار کر سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا۔ جناب! لیجئے چابیوں کا یہ گچھا اس آدمی کے پاس تھا جس کی لاش صحن میں پڑی ہوئی ہے۔

سلمان نے چابیوں کا گچھا لیتے ہوئے کہا۔ اب تم جلدی کرو اور اپنے ایک ساتھی سے کہو کہ ڈیوڑھی کے پاس کھڑا رہے۔

یونس بھاگتا ہوا نیچے چلا گیا تو سلمان نے پہلی بار غور سے دیکھا۔ عاتکہ سر جھکائے کھڑی تھی۔ عاتکہ! اس نے کہا اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔

عاتکہ نے آہستہ سے گردن اٹھائی اور پھر وہ جذبات جو اس کی روح کی گہرائیوں میں موجزن تھا، آنسو بن کر بہہ نکلے۔

عاتکہ! سلمان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ سعید ٹھیک ہو رہا ہے۔ میں اسے غرناطہ لے آیا ہوں۔

سلمان! سلمان!! میرے محسن! عاتکہ نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور پھر بے اختیار اس کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ آپ مجھ سے بہت خفا ہوں گے۔

تم سے خفا! وہ کس بات پر؟

میں آپ کی اجازت کے بغیر گھر چلی گئی تھی؟

عاتکہ! میں تم سے خفا نہیں ہوں مجھے ایک بہادر اور غیور لڑکی سے یہی توقع تھی۔ اب چلیں غرناطہ میں تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔

عاتکہ نے آگے بڑھ کر گرے ہوئے سپاہی کی تلوار اٹھا لی اور منصور نے اس کی کمر کے ساتھ لٹکا ہوا خنجر کھینچ لیا۔

سلمان نے کہا عاتکہ! چلو تمہیں نیچے پہنچ کر ایک اچھی کمان اور تیروں سے بھرا ہوا ترکش مل جائے گا۔ اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں طمنچہ بھی دے سکتا ہوں۔

نہیں! طلیحہ آپ کے پاس رہنا چاہیے۔

وہ نیچے اترے۔ سلمان کے دوسرے ساتھی تین عورتوں کے سامنے ننگی تلواریں لیے کھڑے تھے اور عتبہ کی ماں ان سے التجائیں کر رہی تھی۔ میں نے تمام صندوقوں کی چابیاں تمہارے حوالے کر دی ہیں تم سب کچھ لے جاؤ لیکن ہم پر رحم کرو۔

سلمان نے کہا ہم بیٹے کے جرائم کی سزا اس کی ماں اور بہن کو نہیں دے سکتے لیکن یہ ایک مجبوری ہے کہ ہم تمہیں کھلا نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لیے تمہیں کچھ دیر اپنے مہمان کے ساتھ رہنا پڑے گا۔

عتبہ کی بہن چلائی۔ خدا کے لئے ہمیں قیدی کے پاس چھوڑنے کی بجائے کسی اور کمرے میں بند کر دیجیے۔ جو آدمی اپنے چچا کی بیٹی کے ساتھ یہ سلوک کر سکتا ہے، وہ ہمارا گلا گھونٹنے سے دریغ نہیں کرے گا۔

سلمان نے کہا۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتی ہو تو خاموش رہو۔ قیدی کو یہ معلوم ہے کہ تمہارا گلا گھونٹنے کے بعد اسے تمہارے خونخوار بھائی سے واسطہ پڑے گا۔ اس کے علاوہ تمہارے تین نوکر تمہاری حفاظت کے لیے موجود ہوں گے۔

☆☆☆

تھوڑی دیر بعد وہ مکان کے دوسرے کونے میں ایک دروازے کے سامنے کھڑے تھے۔

اچانک ڈیوڑھی کی طرف قدموں کی چاپ سنائی دی اور سلمان نے اپنے ایک ساتھی کو چابیوں کا گچھا دیتے ہوئے کہا۔ وہ آ رہے ہیں تم جلدی دروازہ کھولو۔

اس نے یکے بعد دیگرے تالے کو تین چابیاں لگانے کی کوشش کی، لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کار ایک چابی لگ گئی اور اس نے جلدی سے تالا اتار کر دروازہ کھول دیا۔ اتنی دیر میں یونس اور اس کے ساتھی اسے سے بندھے ہوئے تین آدمیوں کو ہانکتے ہوئے قریب آ چکے تھے۔ سمیعہ اپنے بھائی کے ساتھ تھی۔ اس نے

مشعل کی روشنی میں عاتکہ کی طرف دیکھا اور بھاگ کر اس کے قریب کھڑی ہوگئی۔

سلمان کے اشارے سے دو نوجوان جن میں سے ایک کے ہاتھ میں مشعل اور دوسرے ہاتھ میں چابیوں کا گچھا تھا، کمرے میں داخل ہوئے اور پھر اس کے ساتھیوں نے قیدیوں کو کمرے کے اندر دھکیل دیا۔ سلمان نے باقی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تم باہر کھڑے رہو، ہم ابھی آتے ہیں۔ لیکن دہلیز پر پاؤں رکھتے ہی اس کے دل میں کوئی خیال آیا اور اس نے اچانک مڑ کر کہا۔ یونس! ضحاک کی بیوی کو عتبہ کے گھر سے خالی ہاتھ نہیں جانا چاہیے۔ اسے ساتھ لے جاؤ۔

سلمان کمرے کے اندر چلا گیا اور سمیعہ تذبذب کی حالت میں عاتکہ کی طرف دیکھنے لگی۔

عاتکہ نے کہا جاؤ سمیعہ! جلدی کرو۔ ہمارے پاس بہت تھوڑا وقت ہے! طویل کمرے کے آخری کونے میں ایک زینے سے کوئی پندرہ فٹ نیچے اتر کر وہ ایک تنگ کھڑی میں داخل ہوئے۔ سامنے ایک اور دروازے پر قفل لگا ہوا تھا۔ جب سلمان کا ساتھی قفل کھول رہا تھا تو اندر سے قیدی کی چیخ و پکار سنائی دینے لگی۔

عتبہ! مجھے معلوم ہے تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔ لیکن میں تمہارا دوست ہوں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اس قدر بگڑ جاؤ گے تو میں عاتکہ کے پاس جانے کی جرأت نہ کرتا۔ عتبہ! مجھے معاف کر دو!

دروازہ کھلا اور سلمان نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے مشعل لے کر اندر جھانکتے ہوئے کہا۔ عتبہ یہاں نہیں ہے اور وہ یہ کبھی پسند نہیں کرے گا کہ آدھی رات کے وقت تمہاری چیخیں گھر کی عورتوں کو پریشان کریں

تم کون ہو؟

سلمان نے جواب دینے کی بجائے ایک طرف ہٹ کر اپنے ساتھیوں کو اشارا کیا اور انہوں نے یکے بعد دیگرے قیدیوں کو اندر دھکیل دیا۔ پھر اس نے مشعل

آگے کرتے ہوئے کہا۔عمیر! اپنے ساتھیوں کو اچھی طرح دیکھ لو۔انہیں کچھ عرصہ تمہارے ساتھ رہنا پڑے گا۔

عمیر چند ثانیے پھٹی پھٹی آنکھوں سے عتبہ کی ماں اور بہن کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ چلایا۔اگر تم مجھے قتل کرنے کے لیے نہیں آئے تو خدا کے لیے بتاؤ تم کون ہو؟

عمیر! تم مر چکے ہو اور میں ایک لاش پروا نہیں کروں گا۔لیکن عاتکہ باہر کھڑی ہے۔اگر وہ تمہاری چیخیں سن کر یہاں آ گئی تو ہو سکتا ہے کہ میں اپنی تلوار تمہارے ناپاک خون سے آلودہ کرنے پر مجبور ہو جاؤں۔

تم سعید کے ساتھ آئے ہو۔خدا کے لیے اسے بلاؤ۔اگر عاتکہ بھی مجھ پر رحم نہیں کر سکتی تو اس سے کہو کہ مجھے عتبہ جیسے سفاک آدمی کے رحم و کرم پر چھوڑنے کی بجائے اپنے ہاتھ سے قتل کر دے۔میں بیمار ہوں اور میرا باپ اگر مر نہیں گیا تو کسی قید خانے میں ضرور دم توڑ رہا ہو گا۔

غداروں کا انجام ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔

میرے جرائم یقیناً ناقابل معافی ہیں، لیکن میرا باپ غدار نہیں تھا۔اس کا قصور صرف یہ تھا کہ اس نے حامد بن زہرہ کی جان بچانے کی کوشش کی تھی۔اس نے مجھے ان ظالموں کا ساتھ دینے سے منع کیا تھا لیکن افسوس کہ میرے لیے توبہ کے دروازے بند ہو چکے تھے۔

اگر تمہارا باپ غرناطہ کے قید خانے میں ہے۔تو ممکن ہے اسے چھڑا لیا جائے لیکن تمہیں اس خوش فہمی میں ہرگز مبتلا نہیں ہونا چاہیے کہ حامد بن زہرہ کے قاتلوں کے حق میں اس کی فریاد سنی جائے گی۔

اس بات کا علم صرف وزیر اعظم، عتبہ اور کوتوال کو ہو سکتا ہے کہ انہیں کس جگہ بند کیا گیا ہے۔مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھے معاف نہیں کریں گے لیکن اگر مجھے یہ اطمینان ہو جائے کہ میرے ساتھ عتبہ اور اس کے تمام ساتھیوں کو ایک ہی جگہ پھانسی دی

جائے گی تو مجھے مرنے کا کوئی ملال نہیں ہوگا۔

سلمان نے پیچھے ہٹ کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ ایک رضا کار نے بند کرنے کی کوشش کی، لیکن عمیر نے دونوں ہاتھوں سے ایک کواڑ پکڑ کر پوری قوت کے ساتھ کھینچا اور جلدی سے باہر نکل آیا خدا کے لیے ٹھہرو! اس نے سلمان کے سامنے دوزانو ہو کر اپنے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا۔ مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ میں غرناطہ کے سب سے بڑے چوراہے پر کھڑے ہو کر اپنے نا قابل معافی گناہوں کا اعتراف کروں گا۔ میں مرنے سے پہلے اہل غرناطہ پر یہ راز فاش کرنا چاہتا ہوں کہ ابوالقاسم انہیں سر چھپانے کا موقع دینے سے پہلے ہی غرناطہ کو دشمن کے قبضے میں دے دینے کا فیصلہ کر چکا ہے اور یہ کہ سینٹافے سے سینکڑوں جاسوس شہر میں داخل ہو چکے ہیں۔

زینے سے عاتکہ کی آواز سنائی دی۔ تم کیا کر رہے ہو؟ ہم سعید کے باپ کے قاتل کو زندہ چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔

سلمان نے مڑ کر دیکھا۔ عاتکہ تیرو کمان اٹھائے غصے سے کانپ رہی تھی۔ منصور اس سے دو قدم آگے تھا۔ وہ جلدی سے آگے بڑھا اور سلمان کا بازو پکڑ کر چلایا آپ ایک طرف ہٹ جائیں۔

سلمان نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ دائیں بائیں سمٹ گئے

عمیر نے اٹھ کر حسرت ناک لہجے میں کہا۔ عاتکہ ٹھہرو! مجھے معلوم ہے کہ میں رحم کے قابل نہیں ہوں۔ میری زندگی کی کوئی قدرو قیمت بھی نہیں، لیکن میں اس کوٹھری میں کتے کی موت مرنے کی بجائے تمہارے ہاتھوں مرنا بہتر سمجھتا ہوں خدا کے لیے یہاں سے جلدی نکلنے کی کوشش کرو اور اگر سعید کے باپ کا کوئی ساتھی تمہاری مدد کر سکتا ہے تو اس سے کہو کہ وہ فوراً تمہیں سمندر کے پار پہنچا دے۔ ورنہ وہ دن دور نہیں جب دشمن کا غرناطہ پر قبضہ ہوگا اور تمہارے لیے اندلس سے نکلنے کے تمام راستے

مسدود ہو جائیں گے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے متعلق عتبہ کے عزائم کتنے خوف ناک ہیں۔ وہ تمہیں تلاش کرنے کے لیے اندلس کا کونہ کونہ چھان مارے گا۔

عاتکہ! مجھ پر قدرت کا آخری احسان یہی ہو سکتا ہے کہ تم مجھے اپنے ہاتھ سے قتل کر دو۔ لیکن خدا کے لیے یہاں سے نکل جاؤ!

عاتکہ کچھ کہنے کی بجائے کمان سیدھی کر کے آہستہ آہستہ تیر کھینچنے لگی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اچانک سلمان نے ان کے درمیان آ کر کہا

عاتکہ! جو شخص اپنے ہاتھوں سے اپنے گلے میں پھندا ڈال چکا ہو، تمہیں اس پر تیر ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کے لیے عتبہ کے ہاتھوں مرنا تمہارے تیر سے ہلاک ہونے کی نسبت زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔

عاتکہ نے سنبھل کر کہا۔ خدا کے لیے آپ ایک طرف ہٹ جائیں۔ میرے تذبذب کی وجہ یہ نہ تھی کہ مجھے اپنے چچا کے غدار بیٹے پر رحم آ گیا تھا، حامد بن زہرہ کے قتل کے بعد ہمارے درمیان خون کے سارے رشتے ختم ہو گئے تھے، میں اس کو مرنے سے پہلے توبہ کے لیے چند لمحات دینا چاہتی تھی، لیکن یہ بد بخت قاتل اب بھی یہی سمجھتا ہے کہ میں اس کی باتوں میں آ جاؤں گی۔

سلمان دوبارہ ایک طرف ہٹ گیا لیکن اس سے پہلے کہ عاتکہ تیر چلاتی، اچانک منصور نے ایک جست لگائی اور آنکھ جھپکنے میں اس کا خنجر قبضے تک عمیر کے دل میں اتر چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عاتکہ کی کمان سے تیر چلا اور اس کی شاہ رگ سے آر پار ہو گیا۔ عمیر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے ہٹا۔ پھر اس کا پاؤں دہلیز سے ٹکرایا اور وہ پیٹھ کے بل گر کر تڑپنے لگا۔

منصور سسکیاں لیتا ہوا سلمان کی طرف متوجہ ہوا۔ مجھے معاف کیجیے! لیکن یہ میرا فرض تھا۔

سلمان نے بڑے پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں

کو اشارہ کیا اور انہوں نے دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا۔

کمرے سے باہر نکلتے ہی سلمان جلدی سے ڈیوڑھی کی طرف بڑھا۔ سمیعہ ایک گٹھڑی بغل میں دبائے باہر کھڑی تھی اور اس کا بھائی اور ایک اور ساتھی اپنے کندھوں پر گٹھریاں اٹھائے چند قدم پیچھے آ رہے تھے۔ گٹھریاں زیادہ بڑی نہ تھیں لیکن ان کی چال سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کا بوجھ ان کی طاقت سے زیادہ ہے۔ سمیعہ بھی ایک طرف جھکی جا رہی تھی اور وہ اپنے پرانے کپڑوں کی بجائے نیا لباس پہنے ہوئے تھی۔

عاتکہ نے مشعل کی روشنی میں اسے قریب سے دیکھتے ہوئے کہا۔ میں تو یہ سمجھی تھی کہ گھر سے کوئی اور عورت نکل آئی ہے۔

اس نے جواب دیا میں نے سوچا کہ اگر میں ایک بھکارن کے لباس میں آپ کے ساتھ سفر کروں تو یہ عجیب سا معلوم ہوگا۔ پھر بھی میں نے ان کپڑوں کے سوا گھر کی عورتوں کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا اور ان کے زیور بھی چھوڑ دیے۔ میں تو عتبہ کے صندوق سے صرف دو تھیلیاں باندھ کر اٹھا لائی ہوں۔

تھوڑی دیر بعد یہ لوگ اصطبل کے قریب پہنچے تو یونس کا باپ گھوڑوں پر زین ڈالے ان کا انتظار کر رہا تھا۔

سلمان نے جلدی سے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے مشعل لے کر ایک طرف پھینک دی اور ان کے آگے آگے ہو لیا۔ ڈیوڑھی سے نکل کر انہوں نے دروازہ بند کر دیا، اور باغ سے اصطبل کی طرف چل دیے۔ تھوڑی دیر بعد وہ گھوڑے لے کر بیرونی پھاٹک کے قریب رک گئے۔

سلمان پھاٹک کھلوا کر باہر نکلا اور ادھر ادھر دیکھنے کے بعد مڑ کر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ پانچوں ساتھی یکے بعد دیگرے گھوڑوں کی باگیں پکڑ کر باہر نکل آئے اور باقی ان کے پیچھے چل پڑے۔

کچھ دیر بعد وہ ان درختوں کے قریب پہنچ چکے تھے جہاں ایک رضا کار دوسرے گھوڑوں کے ساتھ ان کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اطمینان سے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔

☆☆☆

ویگا سے واپسی پر یونس کی بجائے سلمان بذات خود اپنے ساتھیوں کی رہنمائی کر رہا تھا۔

سینٹا نے کی سڑک سے تھوڑی دور اجڑے ہوئے ایک باغ کے قریب پہنچ کر سلمان نے اپنا گھوڑا روک لیا اور مڑ کر دبی زبان میں کہا۔ تم لوگ تھوڑی دیر یہیں ٹھہرو۔ میں ابھی ان کا پتا لگا کر آتا ہوں۔

ایک آدمی اچانک باغ کے کنارے ایک درخت کی اوٹ سے نمودار ہوا اور اس نے کہا

جناب! ہم یہاں ہیں، لیکن آپ کے ساتھیوں کی تعداد سے ہمیں یہ شبہ ہوا تھا کہ شاید کوئی لشکر آ رہا ہے

عثمان دوسرے درخت کی اوٹ سے نمودار ہوا اور آگے بڑھ کر سلمان کے گھوڑے کی لگام پکڑتے ہوئے بولا

جناب! آگے کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن آقا کہتے تھے کہ اگر کوئی آپ کا پیچھا نہیں کر رہا تو دروازہ کھلنے تک آپ کو یہیں انتظار کرنا چاہیے۔

وہ ابھی تک یہیں ہیں؟

جناب! وہ آپ کو رخصت کرتے ہی چلے گئے تھے اور آدھی رات کے قریب پھر واپس آ گئے تھے۔ آپ باغ میں تشریف لے جائیں۔ میں انہیں اطلاع دیتا ہوں۔ اگر ضرورت پڑی تو ہم وقت سے پہلے بھی دروازہ کھلوا سکتے ہیں۔ لیکن بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری طرف سے کوئی بے چینی ظاہر نہ ہو۔ آپ بخیریت ہیں نا؟

ہاں، تم جاؤ!

عثمان سڑک کی طرف لپکا اور وہ لوگ گھوڑوں سے اتر کر باغ کے اندر داخل ہوئے پھر سلمان نے یونس کی طرف متوجہ ہو کر کہا

یونس! اب تمہیں ہمارے ساتھ غرناطہ جانے کی ضرورت نہیں۔ تمہارا باپ اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لیے بے چین ہو گا۔ عثمان کو غرناطہ سے باہر اس بستی کا علم ہے جہاں ہم نے تمہارے بھائی کو پہنچا دیا تھا، اگر تم فوراً وہاں جانا چاہتے ہو، تو میں عثمان کے علاوہ اپنے ایک اور ساتھی کو بھی تمہارے ساتھ بھیج سکتا ہوں۔ ہم جو گھوڑے عتبہ کے اصطبل سے لائے ہیں انہیں شہر کے اندر لے جانا خطرناک ہے۔ اگر عتبہ کو یہ اطلاع مل گئی تو وہ تمہاری تلاش میں غرناطہ کا کونہ کونہ چھان مارے گا۔

یونس کی بجائے اس کے باپ نے جواب دیا۔

جناب! اگر آپ اجازت دیں تو ہم یہاں ایک لمحے کے لیے بھی رکنا پسند نہیں کریں گے۔ اگر ضحاک سفر کے قابل ہوا تو ہم اس بستی میں بھی نہیں ٹھہریں گے۔

سلمان نے کہا کہیں تم یہ نہ سمجھ لینا کہ میں تمہیں کسی محفوظ جگہ پہنچانے کے وعدے سے منحرف ہو گیا ہوں۔ میں غرناطہ میں زیادہ دیر نہیں ٹھہروں گا۔ اگر تم میرا انتظار کر سکو تو ممکن ہے کہ میں تمہیں افریقہ کے ساحل تک پہنچا دوں، ورنہ پہاڑوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو تمہیں پناہ دے سکیں گے اور ہمارے ساتھی ان میں سے کسی کے پاس پہنچا دیں گے۔

بوڑھے آدمی نے کہا۔ البجارہ میں ہمارے اصلی آقا کے قبیلے کے کئی لوگ موجود ہیں اور المریہ کے راستے میں بھی ان کی چند بستیاں ہیں، وہاں پہنچنے کے لیے ہمیں آپ کو تکلیف دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ہم پر اس سے بڑا احسان کیا ہو سکتا ہے کہ آپ ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا لائے ہیں۔

تھوڑی دیر میں عثمان اپنے آقا کے علاوہ تین اور آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور پھر جب مشرق کے افق سے صبح کا ستارہ نمودار ہو رہا تھا تو وہ باغ سے باہر نکل کر

عتبہ کے نوکروں کو عثمان اور ایک رضا کار کے ساتھ رخصت کر رہے تھے۔

سلمان نے عثمان سے کہا تمہیں یہ دونوں گھوڑے ابو یعقوب کے پاس چھوڑ کر پیدل واپس آنا پڑے گا۔

جناب! مجھے معلوم ہے کہ ہم دشمن کے گھوڑوں پر سوار ہو کر واپس نہیں آ سکیں گے، لیکن ہمیں پیدل آنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے بدلے ہم دو اور گھوڑے حاصل کر سکیں گے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں دوسری بستی میں آپ کے میز بانوں کا حال بھی پوچھ آؤں۔

یہ سلمان کے دل کی آواز تھی۔ اس نے کہا

ہاں! بدریہ عاتکہ اور منصور کے متعلق بہت پریشان ہوں گی، لیکن تمہارا پہلا کام ان لوگوں کو ابو یعقوب کے پاس پہنچانا ہے۔ انہیں میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ ہم نے ضحاک کو آزاد کر دیا ہے۔ ہمارے لیے ان لوگوں کے تعاون کے بغیر عاتکہ اور منصور کو عتبہ کی قید سے نکالنا ممکن نہ تھا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عاتکہ اور منصور کسی دن اچانک ان کے گھر پہنچ جائیں اور شاید مجھے بھی واپسی پر ان کی بستی سے گزرنا پڑے۔

جب یونس اور اس کے ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے تو سمیعہ نے عاتکہ کا ہاتھ چومتے ہوئے کہا

میری بہن! شاید میں دوبارہ آپ کو نہ دیکھ سکوں لیکن میری زندگی کا ہر سانس آپ کے لیے دعاؤں کی خوشبو میں بسا ہوا ہوگا اور میں یہ وعدہ کرتی ہوں کہ ضحاک بھی مرتے دم تک آپ کا احسان نہیں بھولے گا

پھر وہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے ساتھیوں کے پیچھے چل پڑی

☆☆☆

سلمان کچھ دیر ان کی طرف دیکھتا رہا پھر وہ عبدالمنان کی طرف متوجہ ہوا

اب میں آپ سے شہر کے حالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ ابو القاسم کی آمد پر شہر میں کوئی نیا ہنگامہ تو نہیں ہوا؟

نہیں! شہر میں اس کے سوا کوئی اور قابل ذکر بات نہیں ہوئی کہ ابو القاسم نے اپنی قیام گاہ کی بجائے سیدھا الحمرا کا رخ کیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ اپنے گھر واپس پہنچا، تو وہاں شہر کے سرکردہ غدار اس کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ یہ لوگ شام سے اس وقت کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر آدھی رات کے قریب جب میں اپنے ساتھیوں کی ایک خفیہ مجلس سے اٹھ کر واپس آ رہا تھا تو آخری اطلاع کے مطابق ابو القاسم کے ہاں اسی کے حامیوں کا اجلاس جاری تھا۔ وزیر اعظم کے محافظ دستوں کا ایک افسر ہمارا ساتھی ہے۔ اس کی بدولت ہم وہاں جمع ہونے والے ملت فروشوں کی فہرست حاصل کر چکے ہیں۔ کوتوال اور حکومت کے چند اور اہل کار بھی اس اجلاس میں شریک تھے لیکن محل پر سخت پہرا تھا۔ اس لیے ابھی تک ہمیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اندر کیا مشورے ہو رہے ہیں۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ کل تک ہم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہے گی۔ غداروں میں بعض ایسے بھی ہیں جن سے ہمیں بہت کچھ معلوم ہو سکے گا۔

اگر کوتوال وہاں موجود تھا تو آپ کو چھوٹے غداروں کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں۔

آپ اطمینان رکھیں۔ اگر اس کی ضرورت پیش آئی تو ہم اس کا گلا دبوچنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ اب آپ گھوڑوں پر سوار ہو جائیں۔ ہمارے کئی اور ساتھی اور فوج کے دو افسر بھی آپ کا انتظار کر رہے ہیں، لیکن اب دروازہ کھلنے والا ہے اور ہمیں ان سے مدد لینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ پھر وہ رضا کاروں سے مخاطب ہوا تم پہلے جا کر گاڑی میں اپنا سامان رکھوا دو۔

رضا کار ایک ایک کر چلے گئے

چند منٹ بعد سلمان، منصور اور عاتکہ عبدالمنان کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ وہ دروازے سے کوئی پچاس قدم کے فاصلے پر تھے کہ فوجی لباس میں ایک نوجوان بھاگتا ہوا ان کے قریب پہنچا اور اس نے ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا

آپ تھوڑی دیر کے لیے سڑک سے ایک طرف ہٹ جائیں!

کیوں کیا بات ہے؟ عبدالمنان نے سوال کیا

پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ پہرے داروں کو حکم ملا ہے کہ حکومت کے چند اہل کار سینما نے جارہے ہیں، اس لیے عام لوگوں کو تھوڑی دیر کے لیے روک لیا جائے۔

سلمان نے دروازے کی طرف دیکھا۔ مسلح آدمی سڑک پر جمع ہونے والے لوگوں کو دائیں بائیں ہٹا رہے تھے۔ پانچ منٹ بعد سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی اور آن کی آن میں دس مسلح سوار آگے نکل گئے۔

فوجی افسر نے کہا اب آپ اطمینان سے جاسکتے ہیں

عبدالمنان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ میرے خیال میں یہ وہی لوگ ہیں جو رات وزیر اعظم کے محافظ دستے کے ساتھ آئے تھے۔

چند نوجوان ان کے ساتھ ہو لیے۔ دروازے سے تھوڑی دور آگے دو سوار کھڑے تھے۔ ایک سوار نے اتر کر عبدالمنان کو اپنا گھوڑا پیش کردیا اور وہ اس پر سوار ہو گیا۔

☆☆☆

بدریہ سے ایک اور ملاقات

سعید کو نیم خوابی کی حالت میں کمرے کے اندر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

اس نے کروٹ بدل کر آنکھیں کھولیں اور پھر چند ثانیے وہ خواب اور حقیقت کے درمیان امتیاز نہ کر سکا۔ دروازہ کھلا تھا، عاتکہ اور منصور اس کے قریب کھڑے تھے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں

عاتکہ! عاتکہ!! اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور جلدی سے اٹھ کر دونوں ہاتھ منصور کی طرف پھیلا دیے۔

منصور سسکیاں لیتا ہوا اس سے لپٹ گیا۔ ماموں جان! ماموں جان!!

اب ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہم عمیر سے انتقام لے چکے ہیں وہ قتل ہو چکا ہے!

سعید کی نگاہیں عاتکہ کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے منصور کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: عاتکہ! بیٹھ جاؤ!

وہ اس کے قریب کرسی پر بیٹھ گئی اور اپنا لرزتا ہوا ہاتھ اس کی پیشانی پر رکھ دیا۔

مجھے بخار نہیں عاتکہ! میں بہت سخت جان ہوں اور اب تو مجھے یہ بھی یقین ہو گیا ہے کہ اپنی عاتکہ کی زندگی میں موت میری طرف دیکھنے کی جرات نہیں کر سکتی۔

سعید کے لبوں پر تبسم تھا لیکن اس کی آنکھیں آنسوؤں سے نم ناک تھیں۔ عاتکہ نے اپنے دوپٹے کے آنچل سے اس کے آنسو پونچھ دیے۔

پھر اچانک سعید نے اس کا خوب صورت ہاتھ پکڑا اور اپنے ہونٹوں سے لگا لیا۔

عاتکہ! میں تمہیں کئی بار خواب میں دیکھ چکا ہوں، اور اب بھی آنکھیں کھولنے سے پہلے میں تمہاری رفاقت میں کہیں جا رہا تھا۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئیں؟ منصور تمہیں کہاں ملا تھا اور عمیر کیسے قتل ہوا؟

عاتکہ نے جواب دیا سعید! یہ قدرت کا ایک معجزہ ہے کہ تم اس وقت ہمیں یہاں دیکھ رہے ہو۔ ہم عتبہ کی قید میں تھے۔

منصور نے کہا ماموں جان! ہمیں چچا سلمان نے اس کی قید سے نکالا ہے۔ عتبہ اپنے گھر میں نہیں تھا، ورنہ وہ اسے بھی زندہ نہ چھوڑتے۔

سلمان کہاں ہے؟ سعید نے مضطرب ہو کر سوال کیا

عاتکہ نے جواب دیا۔ وہ ہمارے ساتھ آئے تھے اور آپ کو دروازے سے ایک نظر دیکھنے کے بعد دوسرے کمرے میں چلے گئے تھے۔

مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھ سے ملے بغیر نہ چلے جائیں، مجھے ان سے بہت کچھ کہنا ہے۔

عاتکہ نے کہا سعید! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے متعلق پورا اطمینان حاصل کیے بغیر واپس چلے جائیں۔ وہ کہتے تھے کہ میں فرصت کے وقت اطمینان سے باتیں کروں گا۔ اب آپ لیٹ جائیں۔

منصور ایک طرف ہٹ گیا اور سعید نے عاتکہ کے اصرار پر تکیے پر سر رکھتے ہوئے کہا۔

عاتکہ! تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ لیکن گزشتہ شام میں نے صحن کے اندر تین چکر لگائے تھے اور اس وقت تو میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میں مولائے حسن کی چوٹی تک بھاگ سکتا ہوں۔

کوہ سراوات کی بلند ترین چوٹی

سعید مسکرا رہا تھا لیکن اچانک اس کے چہرے پر اداسی چھا گئی۔

عاتکہ! اس نے کہا مجھے تمام واقعات سناؤ۔ سلمان عجیب آدمی ہے۔ اس نے مجھے یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ تمہاری تلاش میں جا رہا ہے۔ بلکہ مجھے ہمیشہ یہ تسلی دیا کرتا تھا کہ تم بخیریت ہو اور منصور بھی بہت جلد گھر پہنچ جائے گا۔

عاتکہ نے اپنی قید اور رہائی کے واقعات بیان کر دیے۔

سعید نے منصور سے چند سوال کیے اور کچھ دیر گہری سوچ میں ڈوبا رہا۔ پھر اس نے کہا

عاتکہ! آج میں تم سے وہ باتیں کرنا چاہتا ہوں جو عام حالات میں کبھی میری زبان پر نہ آتیں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ سعید دو تھے۔ ایک وہ جسے اس ملک اور قوم کی محبت اپنے باپ سے ورثے میں ملی تھی اور اور اسے اندلس کی آزادی کے لیے جینا اور مرنا سکھایا گیا تھا۔ جسے بچپن سے اندلس کی ایک بہادر اور غیور بیٹی کی نگاہوں کی ہر جنبش یہ پیغام دیا کرتی تھی کہ ہم اس ملک کی آزاد فضاؤں میں سانس لینے کے لیے پیدا ہوئے ہیں یہ میرا وطن ہے اور تم اس کے نگہبان ہو جس سر زمین پر میرے والدین کا خون گرا تھا، اسی سے ہم زندگی کی ہر راحت اور مسرت چھیننے کا حق رکھتے ہیں۔ لیکن آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ سعید مر چکا ہے بلکہ وہ اسی وقت مر گیا تھا، جب اس کے باپ کی لاش ایک ویرانے میں پڑی ہوئی تھی۔

عاتکہ نے کرب انگیز لہجے میں کہا۔ نہیں! نہیں!! سعید ایسی باتیں نہ کرو۔

عاتکہ! اس نے کہا میں نے اپنی بات ختم نہیں کی دوسرا سعید وہ ہے جو موت کے دروازے پر دستک دینے کے بعد لوٹ آیا ہے اور اب وہ زندہ رہنا چاہتا ہے عاتکہ! جب میں زخموں سے چور تھا اور میری نگاہوں کے سامنے موت کے اندھیروں کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ میرے دل میں مایوسی، بے چارگی اور ذلت کے اس مسکن میں چند سانس لینے کی خواہش بھی ختم ہو چکی تھی تو مجھے اچانک ایسا محسوس ہوا کہ تم مجھے آوازیں دے رہی ہو۔ تم یہ کہہ رہی ہو سعید! تم مجھے درندوں کی اس بستی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟ اور پھر میں نے بے ہوشی کی حالت میں بھی زندگی کا دامن پکڑ رکھا تھا اور جب مجھ کو ہوش آتا تھا تو میں بار بار یہ دعا کیا کرتا کہ کاش! سلمان اندلس چھوڑنے سے پہلے مجھے مل جائے اور موت سے پہلے میں اس سے یہ درخواست کر سکوں کہ تم عاتکہ کو اپنے ساتھ لے جاؤ اندلس کی اس بیٹی کو اپنی قوم کے گناہوں کی

سزا میں حصہ دار نہیں بننا چاہیے۔

عاتکہ نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ سعید! تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم یہ کیسے سوچ سکتے تھے کہ میں تمہیں چھوڑ کر چلی جاؤں گی؟

مجھے معلوم تھا کہ تم میرا کہا نہیں مانو گی لیکن سلمان کی آمد پر میرے دل میں یہ امید پیدا ہوگئی تھی کہ قدرت نے ہمارے لیے مددگار بھیج دیا ہے اور میں رو بہ صحت ہوتے ہی تمہیں قائل کرسکوں گا کہ موجودہ حالات میں تم یہاں نہیں رہ سکتیں۔ جب اندلس کے اندھیرے چھٹ جائیں گے تو تمہیں واپس بلا لیا جائے گا۔ عاتکہ! میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ آج میں اندلس سے زیادہ تمہارے متعلق سوچنے لگا ہوں۔ اس لیے نہیں کہ میرے دل میں اندلس کی محبت ختم ہوچکی ہے بلکہ اگر تم چاہتی ہو کہ تمہارا وہ سعید جسے مسکراتے ہوئے جان دینا سکھایا گیا تھا، اپنا فرض پورا کرسکے، تو خدا کے لیے میرا کہا مانو۔ سلمان کا کام غرناطہ میں ختم ہوچکا ہے، اب اگر میرا بس چلا تو میں ایک دن بھی اس کا یہاں ٹھہرنا پسند نہیں کروں گا۔ گزشتہ رات میرے میزبان اور طبیب نے پہلی بار دل کھول کر مجھ سے جو باتیں کی ہیں، وہ سن کر میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ طوفان جسے ابا جان روکنا چاہتے تھے، بڑی تیزی سے ہمارے سروں پر آپہنچا ہے۔

آج اہل غرناطہ ایک قوم نہیں بلکہ بھیڑوں کا وہ گلہ ہیں جو بھیڑیوں کو اپنے چرواہے سمجھتا ہے۔ ہمارا عذاب شروع ہوچکا ہے۔ اس کی آخری حجت اسی دن پوری ہوگئی تھی جب ابا جان شہید کردیے گئے تھے عاتکہ! تم جانتی ہو کہ عتبہ کون ہے اور اگر خدانخواستہ دشمن نے غرناطہ پر قبضہ کرلیا تو کتنے عتبہ اور پیدا ہوجائیں گے ذرا سوچو! اس وقت تمہیں کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا میں منصور کو بھی تمہارے ساتھ ہی بھیجنا چاہتا ہوں۔ آج سلمان سے میری گفتگو اسی مسئلے پر ہوگی اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری درخواست رد نہیں کرے گا۔

عاتکہ نے اچانک نرم ہوکر کہا۔ اگر تم حکم دو گے تو میں سمندر میں کودنے کے لیے بھی تیار رہا جاؤں گی لیکن ہم دونوں کے خطرات ایک جیسے ہیں اور جس قدر تم میرے بارمیں پریشان ہوا تناہی سلمان تمہارے متعلق فکرمند ہے۔ ہم کسی صورت میں بھی تمہیں پیچھے چھوڑ کرنہیں جا سکتے۔ سلمان کہتا تھا کہ تم بہت جلد سفر کے قابل ہو جاؤ گے۔ اگر تم غرناطہ میں فوری خطرہ محسوس کرتے ہوتو ہم دو چار دن کے لیے باہر کوئی جائے پناہ تلاش کر سکتے ہوتو ہم دو چار دن کے لیے باہر کوئی جائے پناہ تلاش کر سکتے ہیں جب تم سفر کے قابل ہو جاؤ گے تو ہم پہاڑوں کی طرف نکل جائیں گے پھر جب کسی جگہ پہنچ کر مجھے یہ اطمینان ہو جائے گا کہ اب تمہیں دشمن سے کوئی خطرہ نہیں رہا اور تمہارا اندلس میں رہنا ضروری ہے تو میں اور منصور افریقہ کے ساحل پر بحیرہ روم میں کسی جزیرے پر تمہارا انتظار کریں گے۔

عاتکہ! خدا سے دعا کرو کہ میں کل ہی روزانہ ہو جاؤں مجھے معلوم ہے کہ غرناطہ میں میرا ٹھہرنا صرف اپنے لیے ہی نہیں بلکہ اپنے ساتھیوں کے لیے بھی خطرناک ہے سعید اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

آپ کہاں جا رہے ہیں؟ عاتکہ نے پوچھا

میں سلمان سے بات کرنا چاہتا ہوں

آپ کچھ دیر آرام کرلیں۔ منصور! تم اندر جا کر خادمہ کو بلا لاؤ وہ انہیں دوسرے کمرے میں لے جائے گی۔

بھاگ سکتا ہوں۔

بھاگ سکتا ہوں۔

☆☆☆

تھوڑی دیر بعد سعید سلمان کے کمرے میں داخل ہوا

اس کے پاس اس وقت جمیل کے علاوہ ایک اجنبی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اٹھ کر باری

باری سعید سے بغل گیر ہوئے۔ جمیل نے اجنبی کا تعارف کراتے ہوئے کہا یہ عبدالملک ہیں۔ ان کا گھر المریہ کے قریب ہے۔ وہاں سے یہ غرناطہ کے حالات معلوم کرنے اور اپنے والد کے دوستوں سے ملنے آئے تھے۔ المریہ کی جنگ کے آخری ایام میں ان کے والد المریہ کے نائب سپہ سالار تھے۔ غرناطہ میں یوسف اور فوج کے کئی اور افسر انہیں جانتے ہیں۔

سلمان نے کہا۔ ابھی آپ کو چلنے پھرنے سے پرہیز کرنا چاہیے

بھائی جان! میں بالکل ٹھیک ہوں اور اب طبیب نے مجھے اس پابندی سے آزاد کر دیا ہے۔

سلمان نے کہا اچھا آپ تشریف رکھیں۔ میں ابھی فارغ ہو جاتا ہوں

پھر وہ عبدالمالک کی طرف متوجہ ہوا۔ اگر آپ کے گاؤں کے شمال میں چند غار بھی ہیں جہاں کبھی خانہ بدوش رہا کرتے تھے اور مغرب کی طرف ایک چھوٹا سا آبشار ایک گہرے کھڈ میں گرتا ہے جو چند میل نیچے سمندر میں جا ملتا ہے تو آپ کو کچھ اور بتانے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کا گاؤں دیکھ چکا ہوں اور وہ پورا علاقہ جہاں میں بچپن میں گھوما کرتا تھا، میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو آپ کا گھر تلاش کرنے میں مجھے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی ورنہ آپ کو یہ اطلاع ضرور مل جائے گی کہ آپ کے ساتھی مجھے کس جگہ مل سکتے ہیں۔ میری طرف سے جو آدمی آپ کے پاس آئے گا وہ آپ کے گاؤں میں اجنبی نہیں ہوگا۔

آپ اس کا نام نہیں بتا سکتے؟

آپ یوسف سے میری ملاقات کا انتظار کریں پھر کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہیں رہے گی!

سلمان یہ کہہ کر جمیل سے مخاطب ہوا۔ تم انہیں بتاؤ میں جتنی جلدی غرناطہ سے روانہ ہو جاؤں اسی قدر بہتر ہے اور سعید کو بھی یہاں سے فوراً نکلنا ضروری ہے اگر

وفد کے ساتھ اس کا بھیجا جانا ضروری ہے تو جب تک وہ لمبے سفر کے قابل نہیں ہوتا، ہم راستے میں کسی جگہ ٹھہر جائیں گے۔

سعید نے کہا میں اسی مسئلے پر آپ سے گفتگو کرنے آیا تھا۔ عاتکہ اور منصور کا معاملہ مجھ سے کہیں زیادہ اہم ہے عتبہ اور اس کے ساتھی ان کی تلاش میں زمین و آسمان ایک کر دیں گے۔ اور اگر غداروں نے اچانک دشمن کے لیے غرناطہ کے دروازے کھول دیے تو ان کے لیے فرار کے راستے بند ہو جائیں گے۔ ان حالات میں وہ غرناطہ کی نسبت پہاڑوں کی ہر بستی میں زیادہ محفوظ ہوں گے۔

سلمان نے کہا سعید! تم مطمئن رہو میں جہاز پر اس وقت قدم رکھوں گا، جب مجھے عاتکہ اور منصور کے متعلق پورا اطمینان ہو جائے گا اور یہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ چند دنوں یا چند گھنٹوں کے حالات ہمیں ایک ساتھ سفر کرنے کی اجازت ہی نہ دیں اور عاتکہ کو تم سے پہلے یا بعد یہاں سے روانہ ہونا پڑے گا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ منصور اور عاتکہ کو بھی علیحدہ علیحدہ راستے اختیار کرنے پڑیں۔ آج سہ پہر تک یوسف کے ساتھ میری ملاقات ہو جائے گی۔ ولید بھی ان کے پاس ہوگا۔ اگر ہم نے اچانک کوئی فیصلہ کیا تو آپ کو اطلاع مل جائے گی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر منصور کو علیحدہ سفر کرنا پڑا یا اسے چند دن کے لیے آپ سے جدا رکھنے کی ضرورت پیش آئی تو آپ پریشان نہیں ہوں گے۔

سعید مسکرایا۔ میرا بھانجا ایک آزمائش سے گزر چکا ہے اور اب میری یہ خواہش ہے کہ آپ اسے اپنے ساتھ لے جائیں۔ اسے ایک جہاز ران بننے کا شوق ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آنے والے دور میں ترکوں کو ہماری اعانت کے لیے اچھے جہاز رانوں کی ضرورت ہوگی

جمیل نے کہا جناب! اب ہمیں اجازت دیجیے ابوالحسن یا اس کا نوکر آپ کو ظہر کے وقت مسجد کے دروازے تک پہنچا دے گا اور وہاں آپ کے لیے بگھی کھڑی ہو

گی۔ اگر میں خود نہ آیا تو عبدالمنان یا ان رضا کاروں میں سے کسی کو بھیج دیا جائے گا جو ویگا کی مہم میں آپ کے ساتھ گئے تھے۔

عبدالملک اور جمیل کے بعد سعید بھی کمرے سے نکل آئے اور سلمان اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ گہری نیند سو رہا تھا

☆☆☆

جب سلمان کی آنکھ کھلی تو منصور اس کے بستر کے قریب کھڑا تھا اور اس کے پیچھے ایک لڑکی دبے پاؤں دروازے سے باہر نکل رہی تھی۔ سلمان اس کے لباس کی ہلکی سی ایک جھلک سے زیادہ نہ دیکھ سکا۔

آؤ منصور! اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے کہ میں بہت سویا ہوں

اب دوپہر ہونے والی ہے آپا جان! اور ماموں جان دوبار آپ کو دیکھنے آئے تھے۔ آپا جان کہتی تھیں خدا کرے آپ کی طبیعت ٹھیک ہو۔ ابھی طبیب بھی آئے تھے۔ ان کے ساتھ مہمان بھی تھے۔

میں نے نوکروں کو تاکید کی تھی کہ اگر کوئی شخص میرے بارے میں پوچھتا ہوا آئے تو مجھے فوراً جگا دیا جائے۔

آپا جان آپ کو جگانا چاہتی تھیں، لیکن طبیب نے منع کر دیا تھا اور مہمان بھی یہ کہتے تھے کہ آپ کو آرام کی ضرورت ہے

مہمان کہاں ہیں؟

وہ یہیں ہیں میں انہیں اطلاع دیتا ہوں منصور بھاگ کر باہر نکل گیا

ایک نوکر نے دروازے سے جھانکتے ہوئے کہا

جناب کھانا لے آؤں؟

لے! لے آؤ

نوکر واپس چلا گیا

سلمان کو غرناطہ آنے کے بعد پہلی بار بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ہاتھ منہ دھونے اور لباس تبدیل کرنے کے بعد کرسی پر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر بعد نوکر نے کھانے کا طشت لا کر اس کے سامنے تپائی پر رکھتے ہوئے کہا

جناب! اب بہت دیر ہو گئی، میں صبح ناشتے کے لی بلانے آیا تھا لیکن آپ سو رہے تھے

سلمان نے کہا، شاید کوئی مہمان مجھ سے ملنا چاہتے تھے، وہ چلے تو نہیں گئے؟

نہیں جناب! مہمان یہیں ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ ملاقات سے پہلے اطمینان سے کھانا کھا لیں

سلمان کو عبدالمنان یا اس کی طرف سے کسی ایلچی کے علاوہ عثمان کا انتظار تھا۔ اس نے جلدی جلدی کھانا ختم کر کے نوکر کو آواز دی۔

پھر اچانک اسے ایسا محسوس ہوا کہ وہ ایک خواب دیکھ رہا ہے بدریہ اپنی بیٹی کے ہاتھ میں ہاتھ دیے کمرے کے اندر داخل ہوئی۔ سلمان چند ثانیے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کی طرف دیکھتا رہا اور پھر اچانک اس کی آنکھیں جھک گئیں

اسماء جھجکتی ہوئی آگے بڑھی

امی جان کہتی ہیں کہ ہم نے آپ کو بہت تکلیف دی ہے

سلمان پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بدریہ سے مخاطب ہوا

تشریف رکھیے! مجھے ابھی تک یقین نہیں آیا کہ آپ یہاں پہنچ گئی ہیں۔ عثمان آپ سے ملا تھا؟

ہاں! لیکن اگر وہ میرے پاس نہ بھی آتا تو بھی میں یہاں آنے کا پکا ارادہ کر چکی تھی۔ مجھے بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ اگر آپ کو اچانک واپس جانا پڑا تو شاید ہم آپ کو دوبارہ نہ دیکھ سکیں۔

یہ تو ہو سکتا تھا کہ حالات مجھے اچانک واپسی پر مجبور کر دیتے لیکن آپ کو خدا حافظ کہے بغیر اندلس سے رخصت ہونا میرے لیے ایک بہت بڑی آزمائش ہوتی اور پھر مجھے آخری دم تک یہ امید رہتی کہ کسی دن واپس ضرور آؤں گا۔

وہ کچھ دیر خاموش بیٹھے رہے۔ پھر بدریہ نے گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے کہا میں عاتکہ اور منصور کے متعلق بہت مضطرب تھی جعفر ہر روز میرے پاس آتا تھا۔ اگر میں اسے منع نہ کرتی تو وہ شاید ویگا پر حملہ کرنے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ آج گھر سے روانہ ہوتے وقت میں نے اسے تسلی دینے کے لیے گاؤں کے ایک آدمی کو بھیج دیا تھا اور ہاں! بدریہ نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ اور ایک انگوٹھی جو ریشم کے باریک رومال میں بندھی ہوئی تھی، نکال کر سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا عثمان یہ خط اور انگوٹھی بذات خود آپ کو پیش کرنا چاہتا تھا لیکن تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد اس نے یہ امانت مجھے سونپ دی تھی۔

سلمان نے جلدی سے کاغذ پر مختصر سی تحریر پڑھتے ہوئے کہا

آپ نے یہ خط پڑھا ہے؟

ہاں! میرا خیال تھا کہ اگر کوئی اہم بات ہو تو آپ کو فوراً جگا دیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ضحاک کے ذہن میں کافی انقلاب آ چکا ہے۔ میں انگوٹھی پر عتبہ کا نام بھی پڑھ چکی ہوں۔

سلمان نے رومال سے انگوٹھی کھول کر دیکھتے ہوئے کہا میرا خیال ہے کہ اس رضا کارانہ پیش کش کی بڑی وجہ اس کی بیوی ہے۔

ہاں! عثمان کہتا تھا کہ وہ اسے دیکھ کر رو پڑا تھا اور ابو یعقوب سے کہتا تھا کہ ایسے آدمی کے لیے میں اپنی جان دینے کے لیے تیار ہوں

اس انگوٹھی کی بدولت ہم کوتوال کے گلے میں پھندا ڈال سکتے ہیں

بدریہ نے مضطرب ہو کر کہا۔ خدا کے لیے! کوتوال کا مسئلہ ان لوگوں پر چھوڑ

دیجیے جو اس کے ساتھ زیادہ آسانی سے نبٹ سکتے ہیں مجھ سے وعدہ کیجیے کہ آپ آئندہ ان ساتھیوں کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے جن کے لیے آپ ایک بہت بڑا سہارا بن چکے ہیں۔

سلمان نے کہا آپ فکر نہ کریں! آج تیسرے آدمی سے میری ملاقات ہو رہی ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کی ہدایات کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔

تیسرا آدمی! مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو غلط مشورہ نہیں دے سکتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے؟

ابھی تک ہماری ملاقات نہیں ہوئی، لیکن اب میں اس کے متعلق بہت کچھ جانتا ہوں۔ اس کا نام یوسف ہے اور وہ موسیٰ بن ابی غسان کے نامور سالاروں میں سے ایک تھا۔

بدریہ مسکرائی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ یوسف کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ ماموں جان کا دوست ہے اور بچپن میں میں اور ولید ان کے گھر میں کھیلا کرتے تھے۔ ان کی بیوی مجھ سے بہت پیار کرتی تھی۔ جنگ کے دوران ان کا اکلوتا لڑکا شہید ہو گیا تھا۔

وہ چند ثانیے خاموش رہے۔ پھر سلمان نے مغموم لہجے میں کہا۔ بدریہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میری روانگی کا وقت قریب آ چکا ہے۔ ممکن ہے کہ میں کسی وجہ سے یہاں واپس نہ آ سکوں۔ میں آپ سے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اس وقت اپنے جذبات کی ترجمانی کے لیے میں جو الفاظ سوچ سکتا ہوں وہ ایک مختصر سی دعا پر ختم ہو جاتے ہیں

بدریہ! وہ پہلی بار اسے اس کے نام سے پکار رہا تھا۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہارا حامی و ناصر ہو! اور کسی دن میں تمہارے پاس یہ پیغام لے کر آؤں کہ اندلس کی کشتی گرداب سے نکل چکی ہے۔ ماضی کے اندھیرے چھٹ چکے ہیں اور نئی صبح کا سورج نمودار ہو رہا ہے۔

اسماء نے کہا چچا جان! اگر آپ اچانک واپس چلے گئے تو میں ہر روز آپ کا انتظار کیا کروں گی اور دوبارہ آنے پر آپ کو کبھی واپس نہیں جانے دوں گی۔

بدریہ نے سلمان کی طرف دیکھا اور آنکھوں میں آنسو لاتے ہوئے کہا

کبھی کبھی میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ شاید ہمارے لیے دعاؤں کا وقت گزر چکا ہے میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا پرسان حال نہیں ہوگا۔ بہنیں اپنے بھائیوں کو بھی نہیں پہچان سکیں گی اور مائیں اپنے بچوں کی چیخوں سے کان بند کرلیں گی۔ خدا کرے کہ یہ عذاب ٹل جائے ورنہ ہم پر جو دور آنے والا ہے وہ قیامت سے کم نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ جب ہمارے سامنے مایوسی کے اندھیروں کے سوا کچھ نہیں ہوگا تو بھی ہماری نگاہیں آپ کو تلاش کیا کریں گی اور جب موت کے خوف سے ہمارے ذہن ماؤف ہو جائیں گے اور ماضی ایک خواب بن کے رہ جائے گا تو شاید اس وقت بھی میں اسماء کو یہ تسلیاں دیا کروں گی کہ کسی دن ایک بہادر اور شریف انسان ہمارا حال پوچھنے آئے گا۔

ابو نصر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ سب تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے۔ اس نے آگے بڑھ کر سلمان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ آپ تشریف رکھیں! صبح میں آپ کو دیکھنے آیا تھا تو آپ سو رہے تھے۔ میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو یوسف نے بلایا ہے۔

جی ہاں! میں تھوڑی دیر تک ان کے پاس جا رہا ہوں ــــــــــ اور آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سعید کب تک سفر کے قابل ہو جائے گا۔

ابو نصر نے جواب دیا۔ اگر کوئی معمولی سفر ہو تو وہ تین چار دن تک گھوڑے پر سواری کے قابل ہو جائے گا۔ لیکن لمبے سفر کے لیے اس چند دن اور آرام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کا ایک زخم ابھی تک اچھی طرح مندمل نہیں ہوا۔

سلمان نے کہا۔ میرا مطلب ہے کہ اگر مجبوری کی حالت میں اسے اچانک سفر

کی ضرورت پیش آ جائے تو گھوڑے پر چند میل سفر کرنے میں اسے زیادہ خطرہ تو نہیں؟

مجبوری کی حالت میں ہمیں ہر خطرہ مول لینا پڑتا ہے لیکن اگر سفر ایسا ہو کہ اسے گھوڑا دوڑانے کی ضرورت پیش نہ آئے تو اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ صرف احتیاط کی ضرورت ہے۔ آج اس کی حالت بہتر ہے۔ تاہم ابھی وہ بہت کمزور ہے۔

ہماری کوشش یہی ہو گی کہ اسے زیادہ سے زیادہ آرام کا موقع دیا جائے لیکن ناگزیر حالات میں یہ ایک مجبوری ہو گی۔ اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ادویات اس کے لیے ضروری ہیں وہ سفر کے دوران ہمارے پاس موجود ہوں۔

ابو نصر نے کہا اس کے لیے ادویات اور مرہم پٹی کے سامان کی تھیلی ہر وقت تیار ہو گی اور اسے ضروری ہدایات بھی مل جائیں گی۔

سلمان نے کہا میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ نے میرے دل کا بوجھ کچھ ہلکا کر دیا ہے۔

ابو نصر نے کہا۔ اگر ولید سے آپ کی ملاقات ہو تو اسے تاکید کر دیجئے کہ فی الحال اس کے لیے اب کسی اور دوست کی بجائے یوسف کا گھر ہی زیادہ محفوظ ہو جائے گا۔

ابو الحسن دروازے پر دستک دینے کے بعد کمرے میں داخل ہوا اور اس نے سلمان سے کہا۔ جناب! عصر کا وقت ہونے والا ہے۔ اس لیے آپ تیار ہو جائیں۔

ابو نصر نے کہا۔ بیٹا! تمہیں ان کے ساتھ جاتے ہوئے بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

ابا جان! آپ فکر نہ کریں

نصف ساعت بعد سلمان ایک رضا کار کے ساتھ بگھی پر سوار ہو چکا تھا۔

☆☆☆

تیسرا آدمی

بگھی ایک مکان کی ڈیوڑھی کے سامنے رکی اور سلمان کے ساتھی نے کہا۔ اب آپ اتر کر سیدھے اندر چلے جائیں۔ ڈیوڑھی پر آپ کو کسی تعارف کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ سلمان بگھی سے اتر کر ڈیوڑھی کی طرف بڑھا۔

اچانک ولید نمودار ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا

آئیے! وہ اندر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پہلے آپ ان سے ملاقات کر لیں پھر ہم باتیں کریں گے!

وہ ایک وسیع صحن، جس کے ایک طرف دیوان خانہ تھا اور دوسری طرف اصطبل، عبور کر کے مکان کے اندرونی حصے میں داخل ہوئے۔

تھوڑی دیر بعد سلمان نچلی منزل کے ایک کمرے میں یوسف کے سامنے کھڑا تھا۔ میں تیسرا آدمی ہوں۔ اس نے اٹھ کر ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ کاش ہماری ملاقات چند ماہ پہلے ہو جاتی! اور پھر وہ ایک دوسرے سے بغل گیر ہو گئے۔

یوسف کا قد سلمان سے قدرے نکلتا ہوا تھا۔ کشادہ سینے اور مضبوط اعضا کا یہ آدمی جس کی داڑھی کے نصف بال سفید ہو چکے تھے۔ اب بھی کشیدہ قامت جوان معلوم ہوتا تھا۔ اس کا چہرہ قدرے لمبوترہ اور پتلا تھا۔ گہری چمک دار آنکھیں ذہانت اور جرأت کی آئینہ دار تھیں۔

سلمان کو میز کے قریب ایک کرسی پر بٹھانے کے بعد اس نے ولید کی طرف دیکھا اور کہا۔ اب تم دیوان خانے میں مہمانوں کا خیال رکھو۔ وہ تھوڑی دیر تک پہنچ جائیں گے اور عبدالملک سے یہ کہتے جاؤ کہ وہ جلدی سے اپنا کام ختم کر کے یہاں آ جائے۔

ولید باہر نکل گیا اور یوسف میز کے پیچھے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے سلمان سے

مخاطب ہوا۔ مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کا بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو چکا ہے۔

سلمان نے جواب دیا۔ میرے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ آپ کس قدر مصروف ہیں۔ مگر مجھے اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ آپ نے مجھے گھر بلایا ہے اور وہ بھی ایسے وقت میں جب کہ حکومت کے جاسوس یہاں آنے والے ہر آدمی کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں میرا خیال تھا کہ ہر لمحے بدلتے ہوئے حالات نے آپ کو اور زیادہ محتاط کر دیا ہوگا۔

یوسف نے کہا تازہ حالات بتا رہے ہیں کہ اب ہم احتیاط کی ہر منزل سے آگے جا چکے ہیں۔ آپ کو میرے متعلق کوئی خوش فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ میں ان بدنصیب لوگوں میں سے ہوں جو صحیح وقت پر غلط اور غلط وقت پر صحیح فیصلے کرتے ہیں۔ جب الحمراء میں متارکہ جنگ کا فیصلہ ہو رہا تھا تو مجھے آخری وقت تک اس بات کا یقین تھا کہ موسیٰ بن ابی غسان کی تقریر بے اثر ثابت نہیں ہوگی۔ پھر جب انہوں نے غرناطہ کے اکابر سے مایوس ہو کر شہادت کا راستہ اختیار کیا تو میں نے فوج سے علیحدگی اختیار کر لی۔ مجھے مرتے دم تک اس بات کا ملال رہے گا کہ میں آخری وقت تک ان کے ساتھ کیوں نہیں تھا۔

اور پھر جب حامد بن زہرہ نے اچانک غرناطہ سے نکل جانے کا فیصلہ کیا، تو میری ذاتی کارگزاری کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ غرناطہ سے چند میل دور شہید کر دیے گئے تھے۔

سعید کو بچانے کے لیے حملہ آوروں کو اپنے پیچھے لگا لینا کوئی ایسا کارنامہ نہیں تھا، جس پر میں فخر کرسکوں، اگر میں ہوش سے کام لیتا تو جب اس کے والد اسین کے چوراہے میں تقریر کر رہے تھے۔ اس وقت فوج کو یہ سمجھانے کی ضرورت تھی کہ موسیٰ کے بعد حامد تمہاری آخری امید ہے اور اس کی حفاظت تمہاری اولین ذمہ داری

ہے۔۔۔۔۔ان کی حفاظت کے لیے سینکڑوں رضا کار بھی بھیجے جا سکتے تھے لیکن ہم اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ اگر وہ اچانک خاموشی سے نکل جائیں تو کوہستان میں چند دن ان کی سرگرمیاں خفیہ رہ سکیں گی اور اہل غرناطہ کو تیاری کا موقع مل جائے گا کاش! اس وقت ہم میں سے کوئی یہ سوچ سکتا کہ ہمارے دشمن ہم سے کہیں زیادہ بیدار ہیں۔

اور جب ولید نے مجھے آپ کے متعلق بتایا تھا تو میں نے بہت سی امیدیں آپ سے وابستہ کر لی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ میں آپ کو ہر خطرے سے دور رکھنا چاہتا تھا گزشتہ رات اگر مجھے بروقت یہ معلوم ہو جاتا کہ آپ ایک خطرناک مہم پر جا رہے ہیں تو میں یقیناً آپ کو روکنے کی کوشش کرتا لیکن یہ میری ایک اور غلطی ہوتی۔

سلمان نے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں! اس مہم کا نتیجہ میری توقع کے خلاف بھی ہو سکتا تھا لیکن یہ باتیں ماضی سے تعلق رکھتی ہیں۔۔۔میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ مستقبل کے بارے آپ نے کیا سوچا ہے؟

یوسف نے مغموم لہجے میں جواب دیا کاش ہمیں سوچنے اور فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا لیکن آپ کو میں زیادہ دیر پریشان نہیں کروں گا۔۔۔اب ہمارا اولین مسئلہ یہ ہے کہ آپ جلد از جلد یہاں سے روانہ ہو جائیں۔

جن قبائلی رہنماؤں کو آپ غرناطہ میں جمع کر رہے تھے، انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے؟

وہ صرف اسی صورت میں کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں، جب انہیں فوج کی طرف سے کوئی یقین دہانی ہو اور فوج کی یہ حالت ہے کہ وہ کبھی غرناطہ کے عوام کی طرف دیکھتی ہے اور کبھی ابو القاسم کو ہی اپنا آخری سہارا سمجھ لیتی ہے۔

ابو القاسم کو؟

ہاں! جب کسی قوم کے ذہنی اور جسمانی قویٰ مفلوج ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی

اجتماعی قوت کو از سر نو بروئے کار لانے کی بجائے کسی ہوشیار آدمی کا سہارا لیتی ہے ابو القاسم نے اپنے سابقہ کردار کے باوجود دلوں میں یہ تاثر پیدا کر دیا ہے کہ وہ اندلس کا ہوشیار ترین آدمی ہے اور یہ ایک عام آدمی کے ہی تاثرات نہیں بلکہ اب بعض سنجیدہ لوگ بھی یہ سوچتے ہیں کہ وہی ایک آخری دیوار ہے جو ہمارے اور ہلاکت خیز طوفان کے درمیان حائل ہے۔ اس کے بغیر ہمارے قیدی واپس نہیں آسکتے اور اس نے سینٹا فے کا راستہ کھلوا کر ہمیں بھوکوں مرنے سے بچالیا ہے۔

حامد بن زہرہ کی آمد پر اس کے خلاف اضطراب کی ایک لہر اٹھی تھی۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ جو لوگ اسے جانتے اور سمجھتے ہیں، ان میں سے بھی کئی ایسے ہیں جنہیں آپ یہ کہتے ہوئے سنیں گے کہ ہمارے پاس دشمن کی فوجی طاقت کا جواب اور کون ہے! یہ لوگ ابو عبداللہ کو تو کھلے بندوں گالیاں دیتے ہیں لیکن ابو القاسم پر نکتہ چینی کی جرأت نہیں کرتے۔

لیکن میرا خیال ہے کہ قبائل کے مجاہد ابو القاسم کے متعلق خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہو سکتے!

یوسف نے جواب دیا قبائل کے تمیں سردار غرناطہ پہنچ چکے ہیں اور ان کی اکثریت ہمارے ساتھ متفق ہے لیکن ابو القاسم بھی ان سے غافل نہیں تھا۔۔۔اس نے بھی چند سر کردہ لوگوں کو یہاں بلا کر حریت پسندوں کا اثر زائل کرنے کی مہم شروع کر دی ہے یہ ہماری ایک اور غلطی تھی کہ ہم نے قبائلی نمائندوں کے اجتماع کے لیے غرناطہ کی بجائے پہاڑوں میں کوئی جگہ منتخب نہیں کی اور یہاں بلا کر غداروں کو ان کے دلوں میں شکوک اور شبہات پیدا کرنے کا موقع مہیا کر دیا۔

پرسوں رات حکومت کے جاسوس الحجارہ کے چار سادہ دل سرداروں کو ورغلا کر ابو القاسم کے پاس لے گئے تھے۔ ان کی نیت بری نہ تھی۔ وہ اپنے ساتھیوں کو یہ بتا کر گئے تھے کہ ہم ابو القاسم کو راہ راست پر لانے کی کوشش کریں گے لیکن اس ملاقات کا

نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے واپس آ کر کئی اور ساتھیوں کو تذبذب میں ڈال دیا ہے۔

اس کی منطق ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ میں اپنی قوم کا دشمن کیونکر ہوسکتا ہوں۔ آپ نے یہ کیسے سمجھ لیا ہے کہ جب آپ جنگ کے لیے تیار ہو جائیں گے تو میں آپ کو روکنے کی کوشش کروں گا لیکن کوئی قدم اٹھانے سے پہلے آپ کو پوری حقیقت پسندی کے ساتھ اپنی کامیابی کے امکانات کا جائزہ لینا ہوگا

میرے دوست! یوسف نے چند ثانیے سوچنے کے بعد کہا آج میں آندھی کے ابتدائی جھونکے محسوس کر رہا ہوں۔ اس لیے میں نے غرناطہ کے اکابر اور چند قبائلی سرداروں سے براہ راست گفتگو کی ضرورت محسوس کی ہے۔ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ غدار ہماری توقع سے پہلے غرناطہ کی قسمت کا فیصلہ کر دیں گے۔ ان میں سے چند آدمی یہاں آ چکے ہیں اور باقی تھوڑی دیر تک پہنچ جائیں گے۔

ان لوگوں سے میری گفتگو بہت مختصر ہوگی۔۔۔۔۔ پہلے میری خواہش یہ تھی کہ وہ غرناطہ میں جمع ہو جائیں لیکن اب میری کوشش یہ ہے کہ وہ فوراً اپنے اپنے علاقے میں پہنچ جائیں۔

میں نے اسی امید پر آپ کو یہاں روکنے کی کوشش کی تھی کہ آپ ترکوں کی طرف سے انہیں کوئی امید افزا پیغام دے سکیں گے، لیکن حکومت اس قدر چوکس ہے کہ اب میں کسی اجتماع میں بھی آپ کی شرکت مناسب نہیں سمجھتا۔۔۔۔۔ میں جو باتیں آپ سے کہلوانا چاہتا تھا، اب وہ مجھے اپنی طرف سے کہنی پڑیں گی۔

خوش قسمتی سے المریہ کا ایک ذہین اور بہادر سپاہی یہاں پہنچ گیا ہے اور میں نے اسے آپ کے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ آپ ایک دوسرے سے اچھی طرح متعارف ہو جائیں۔ اس نے ہماری بحری فوج کے تجربہ کار افسروں کا ایک گروہ اپنے علاقے سے جمع کر کے آپ کے ساتھ روانہ کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ یہاں سے جو چند آدمی روانہ ہوں گے وہ مختلف راستوں سے جائیں گے۔ عبدالملک دوسرے

کمرے میں بیٹھا ان کے لیے ضروری ہدایات لکھ رہا ہے۔اس کے بعد آپ کے ساتھ اس کی تفصیلی گفتگو ہوگی۔

لیکن! سلمان نے قدرے مضطرب ہو کر کہا آپ نے سعید کے متعلق کیا سوچا ہے؟

یوسف نے اطمینان سے جواب دیا میرے بھائی! آپ اس وقت جن الجھنوں کا سامنا کر رہے ہیں۔میں ان سے غافل نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔۔مجھے معلوم ہے کہ آپ سعید عاتکہ اور حامد بن زہرہ کے نواسے کو چھوڑ کر یہاں سے نہیں جا سکتے۔انہیں واقعی یہاں بہت خطرہ ہے لیکن سعید ابھی سفر کے قابل نہیں ہوا۔

سلمان نے کہا لیکن میرا خیال ہے کہ وہ غرناطہ کے سوا ہر جگہ زیادہ محفوظ ہوگا۔اگر اسے جلدی بھیج دیا جائے تو راستے میں اس کے لیے کوئی موزوں جائے پناہ تلاش کی جا سکتی ہے۔

یوسف نے کہا مسئلہ اس کے لیے جائے پناہ تلاش کرنا نہیں، بلکہ وفد کے ساتھ باہر بھیجنا ہے۔اب ہم غرناطہ میں اس سے کوئی کام لینے کا موقع کھو چکے ہیں لیکن وفد میں اہل غرناطہ کے ترجمان کی حیثیت سے اس کی شرکت بہت موثر ثابت ہو سکتی ہے۔میں عبدالملک اور ولید سے اس موضوع پر گفتگو کر چکا ہوں۔میری رائے بھی یہی ہے کہ آپ کو ان کے ساتھ یہاں سے روانہ ہونے کی بجائے ساحل کے قریب کسی محفوظ جگہ پہنچ کر ان کا انتظار کرنا چاہیے۔ہم کوشش کریں گے کہ وہ جلد از جلد آپ سے جا ملیں۔

سلمان نے کہا اگر آپ ان کی حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہیں تو پھر مجھے یہاں سے روانہ ہونے میں دیر نہیں لگنی چاہیے!

یوسف نے کہا میں وفد کے ارکان کو آپ سے متعارف کرانے کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا! اور پھر اس نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا میرے بھائی! میرا دل

گواہی دیتا ہے کہ میں عنقریب کوئی بری خبر سننے والا ہوں۔ گزشتہ دو دن سے مجھے اپنے گھر میں قدم رکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ میں اپنے فوجی دوستوں اور بعض سرداروں کے ساتھ خفیہ ملاقاتوں میں مصروف رہا ہوں۔

مجھے ایک دوست کے ہاں اطلاع ملی تھی کہ آپ ایک خطرناک مہم پر جا چکے ہیں اس لیے مجھے ساری رات آنکھوں میں کاٹنی پڑی۔ اگر صبح چند اہم شخصیتوں سے ملاقات کرنا ضروری نہ ہوتا تو جمیل اور عبدالملک کو عبیداللہ کے گھر بھیجنے کی بجائے میں بذات خود وہاں پہنچ جاتا۔ اب گھر پہنچتے ہی مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری غیر حاضری میں الحمراء سے دو پیغامات آ چکے ہیں۔ صبح شاہی محل کے ناظم کا پیغام آیا تھا اور بیگم صاحبہ وہاں چلی گئی تھیں۔ انہوں نے یہ پیغام بھیجا تھا کہ میں گھر آتے ہی الحمراء پہنچ جاؤں۔ سلطان کی والدہ مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔ زندگی میں یہ پہلا موقع ہے کہ مجھے ان کے پاس جانے سے گھبراہٹ محسوس ہو رہی ہے۔ اگر وہ میری بیوی کو ان کی والدہ کی معرفت الحمراء بلوا کر خط لکھوانے کی بجائے مجھے براہ راست حکم بھیج دیتیں تو میں اس قدر پریشان نہ ہوتا۔۔۔ اب وہاں جانے سے پہلے میں یہ اطمینان چاہتا ہوں کہ اگر مجھے دیر ہو جائے یا کسی وجہ سے مجھے وہاں روک لیا جائے تو ہمارے ساتھی اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کریں گے۔ اس لیے میں نے اپنی بیوی کو یہ جواب لکھ دیا ہے کہ میں شام تک حاضر ہو جاؤں گا۔

☆☆☆

عبدالملک کمرے میں داخل ہوا اور اس نے یوسف کے سامنے میز پر چند کاغذات رکھتے ہوئے کہا

جناب! میں نے غرناطہ سے المریہ تک تمام راستوں کے تین نقشے بنا دیے ہیں۔ جہاں تک مجھ سے ممکن ہو سکا میں نے اپنی یادداشت کے مطابق ان سب مقامات پر نشانات لگا دیے ہیں جہاں کوئی خطرہ پیش آ سکتا ہے یا آس پاس کی بستیوں سے کوئی

اعانت مل سکتی ہے۔ چوتھا نقشہ جو میں نے آپ کے حکم کے مطابق سلمان کے لیے تیار کیا ہے، زیادہ مفصل ہے اور اس کے ساتھ میں نے راستے کے تمام مراحل کی تفصیلات کے علاوہ ان باا ثر لوگوں کے نام بھی لکھ دیے ہیں جنہیں ان کی روانگی سے پہلے آگاہ کرنے کی ضرورتی ہے۔

یوسف نے تین نقشے اور ان کے ساتھ منسلک کاغذات دیکھ کر ایک طرف رکھ دیے۔ پھر چوتھا نقشہ سامنے رکھ کر قلم اٹھایا اور اس میں کچھ ردو بدل کرنے کے بعد سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا

یہ نقشہ آپ اچھی طرح دیکھ لیں! ہوسکتا ہے کہ آپ کو اس نقشے کی ضرورت پیش نہ آئے اور غرناطہ سے آگے دوسری یا تیسری منزل پر آپ سب ایک ہی راستے پر جمع ہو جائیں، لیکن خطرے کی صورت میں آپ کو اس نقشے سے مدد لینے کی ضرورت پیش آئے گی۔ یہ راستہ طویل بھی ہے اور دشوار گزار بھی، لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ دشمن کے جاسوس آپ پر شک بھی نہ کریں اور کسی غیر متوقع خطرے کی صورت میں آپ کو مدد بھی مل سکے۔ آپ کے ساتھ جانے والے تھوڑی دیر تک یہاں پہنچ جائیں گے، اگر میں ان کی موجودگی میں الحمراء سے واپس آ گیا تو انہیں مزید ہدایات دے سکوں گا۔ بصورت دیگر کسی اور تجربہ کار افسر کو بھیج دیا جائے گا۔

عبدالملک نے سلمان سے مخاطب ہو کر کہا اس نقشے میں صرف المریہ کا راستہ دکھایا گیا ہے لیکن اگر آپ مجھے یہ بتا سکیں کہ آپ ساحل کے کس مقام سے جہاز پر سوار ہوں گے تو میں آپ کے لیے آس پاس کے علاقے کا نشیب وفراز اور دشمن کی ساحلی چوکیوں کا نقشہ بھی تیار کرا سکتا ہوں۔

سلمان مسکرایا المریہ سے لے کر مالقہ تک کے تمام ساحلی علاقے کو میں اپنے ہاتھ کی لکیروں کی طرح جانتا ہوں لیکن اگر آپ ساحل پر دشمن کی نئی چوکیوں اور اڈوں کی نشاندہی کر دیں تو ہم ان سے بہت فائدہ اٹھا سکیں گے۔

عبید کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا جناب وہ سب آ گئے ہیں اور قلعے سے ایک افسر بھی آپ سے فوراً ملنا چاہتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں سالار کی طرف سے ایک ضروری پیغام لایا ہوں۔

اسے لے آؤ

تشریف لائیے ولید نے کمرے سے باہر نکل کر آواز دی

☆☆☆

چند ثانیے بعد ایک فوجی افسر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے سلام کرنے کے بعد کہا جناب! سالار کی یہ خواہش ہے کہ آپ تھوڑی دیر کے لیے قلعے میں تشریف لے آئیں انہیں یہ اطلاع مل چکی ہے کہ معززین شہر اور قبائلی شیوخ آپ کے ہاں جمع ہو رہے ہیں لیکن وہ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کتنی دیر تک فارغ ہو جائیں گے تاکہ آپ کے لیے سرکاری بگھی بھیج دی جائے۔

یوسف چند ثانیے اضطراب کی حالت میں نووارد کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بڑی مشکل سے سنبھل کر کہا۔ میں جلد فارغ ہونے کی کوشش کروں گا لیکن اگر کوئی خاص بات ہے تو تم بلا جھجک مجھے بتا سکتے ہو۔ یہ ہمارے ساتھی ہیں

جناب! میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے آپ کو کیوں بلایا ہے، لیکن جو نئی بات ہم نے سنی ہے وہ یہ ہے کہ وزیر اعظم عنقریب اپنے گھر سے قلعے میں منتقل ہو جائیں گے۔ سلطان نے ان کی عارضی رہائش کے لیے ایک مکان خالی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کے علاوہ قلعے سے فوج کا ایک اور دستہ ان کے گھر کی حفاظت کے لیے بھیج دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج انہوں نے اچانک کوئی خطرہ محسوس کیا ہے اور وہ دو مرتبہ سلطان سے ملاقات کر چکے ہیں۔ پہلی ملاقات کے دوران غرناطہ کے ان علماء اور با اثر لوگوں کا ایک گروہ بھی الحمراء میں موجود تھا۔ جو ابو القاسم کے اشاروں پر چلتے ہیں لیکن دوسری ملاقات میں صرف سلطان کی والدہ نے حصہ لیا تھا۔

یوسف نے کہا مجھے ان باتوں کا علم ہے میرے لیے صرف یہ بات نئی ہے کہ وزیر اعظم قلعے میں منتقل ہونا چاہتے ہیں۔

تھوڑی دیر قبل شہر کے کوتوال کے علاوہ چند اہل کار ان کی نئی قیام گاہ دیکھنے آئے تھے اور ہمارے کماندار نے ان سے اس اچانک فیصلے کی وجہ پوچھی تو کوتوال نے جواب دیا اب ہر لمحہ سلطان کو وزیر اعظم کے مشوروں کی اور فوج کو ان کی ہدایات کی ضرورت پیش آئے گی۔

یوسف نے سلمان کی طرف دیکھ کر مغموم لہجے میں کہا۔ میرے خدشات صحیح ثابت ہوئے ہیں۔ ابوالقاسم یقیناً کوئی خطرناک قدم اٹھا چکا ہے!

پھر وہ کماندار کے ایلچی سے مخاطب ہوا۔ تم فوراً واپس آجاؤ! اور انہیں کہو کہ میں بہت جلد قلعے میں پہنچ جاؤں گا۔ لیکن ٹھہرو! میں انہیں ایک رقعہ لکھ دیتا ہوں

یوسف نے جلدی سے قلم اٹھا کر چند سطور لکھیں اور کاغذ لپیٹ کر افسر کو دیتے ہوئے کہا یہ انہیں دینا۔

ولید نے کہا جناب! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم وقت سے پہلے کوئی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے۔ مکان سے باہر ہمارے ساتھی بہت پریشان ہیں۔ ابھی مجھے ایک رضا کار نے اطلاع دی تھی کہ آس پاس سڑکوں پر پولیس گشت کر رہی ہے۔

کماندار کے ایلچی نے کہا۔ جناب پولیس خاصی پریشان معلوم ہوتی ہے۔ مجھے ڈیوڑھی سے تھوڑی دور چند افسروں کے علاوہ نائب کوتوال بھی ملا تھا اور بگھی روک کر مجھے اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد یہ پوچھنے پر مصر تھا کہ میں کہاں جا رہا ہوں اور جب میں نے اسے جواب دیا کہ میں اپنے سابق سالار کو سلام کرنے جا رہا ہوں تو اس نے ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ یہ کہا تھا کہ آپ بے وقت آئے ہیں۔ اندر اتنے لوگ جمع ہو گئے ہیں کہ آپ کو آسانی سے سلام کرنے کا موقع نہیں ملے گا!

وہ مسکرا رہا تھا؟ اور تم نے اس کے دانت توڑنے کی کوشش نہ کی؟ غرناطہ کے سپاہیوں کو کیا ہو گیا ہے اب جاؤ اور بگھی کے پردے گرا کر یہاں سے روانہ ہو جاؤ! اگر کوتوال کا نائب کہیں چلا نہیں گیا تو ممکن ہے کہ دوبارہ تمہاری ملاقات ہو جائے

افسر نے کہا جناب! اگر آپ مجھے ماندار کے عتاب سے بچانے کی ذمہ داری لے سکیں تو کوتوال کو میری دوسری ملاقات دیر تک یاد رہے گی۔

فوجی افسر کو رخصت کرنے کے بعد یوسف نے اٹھتے ہوئے سلمان سے کہا آپ میرے ساتھ آئیں!

وہ اس کے پیچھے دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ ایک چھوٹا سا اسلحہ خانہ معلوم ہوتا تھا۔ دیواروں کے ساتھ تلواریں، ڈھالیں، خنجر، نیزے، طمنچے اور دوسرے ہتھیار سجے ہوئے تھے۔ یوسف نے ایک صندوق کا ڈھکنا اٹھاتے ہوئے کہا

ہو سکتا ہے کہ ہنگامی حالات میں یہاں سے نکلنے کے لیے آپ کو فوجی لباس کی ضرورت پیش آئے۔ فوری ضرورت کے لیے یہاں سے آپ موزوں ہتھیار بھی اٹھا سکتے ہیں۔ اب آپ یہیں بیٹھ کر میرا انتظار کریں۔ میں دیوان خانے میں مہمانوں سے گفتگو کرتے ہی الحمراء چلا جاؤں گا اور انشاءاللہ جلد ہی واپس جاؤں گا۔ اور ہاں! شام تک وفد کے ارکان جو بیشتر فوج کے سابق عہدیدار ہیں یہاں پہنچ جائیں گے۔

☆☆☆

تھوڑی دیر بعد یوسف دیوان خانے کے ایک وسیع کمرے میں سرداران قبائل اور معززین غرناطہ سے گفتگو کر رہا تھا

حاضرین کی اکثریت پہلی بار اسے ایک مجلس میں دیکھ رہی تھی اور کئی ایسے بھی تھے جنہیں اس کی خاموش سرگرمیوں کا کوئی صحیح علم نہ تھا۔ اہل غرناطہ اس گئی گزری حالت میں بھی فصاحت و بلاغت کے دلدادہ تھے۔ بالخصوص ایسے موقع پر جب کہ ان کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا، انہیں موسیٰ بن ابی غسان کے ایک نامور ساتھی سے

انتہائی پر جوش اور ولولہ انگیز تقریر کی توقع تھی لیکن یوسف کی حالت اس آدمی کی سی تھی جو ہر ثانیے کسی نئے حادثے کا منتظر ہو۔

بھائیو! اس نے کسی تمہید کے بغیر اداس لہجے میں کہا احتیاط کا تقاضا یہی تھا کہ میں کچھ عرصہ اور قوم کے ایک گمنام رضا کار کی حیثیت سے اپنے حصے کا کام کرتا رہوں اور جب مجھے یہ اطمینان ہو جائے کہ میری کوششوں سے کچھ مفید نتائج پیدا ہو سکتے ہیں اور مجھے عوام کی نگاہوں سے پوشیدہ رہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی تو البسین کے چوراہے میں کھڑا ہو کر یہ اعلان کروں کہ اگر فرزندان قوم آزادی کی زندگی اور شہادت کی موت کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ منتخب نہیں کر چکے تو موسیٰ بن ابی غسان کے ساتھی انہیں مایوس نہیں کریں گے میں آپ سے بعض حضرات کے ساتھ ملاقاتیں کر چکا ہوں اور کل تک میری انتہائی کوشش یہی تھی کہ سرداران قبائل کو آئندہ جنگ کے متعلق کوئی متفقہ فیصلہ کرنے سے پہلے واپس نہیں جانا چاہیے لیکن آج حالات ایسے ہیں کہ میں انہیں ایک دن کے لیے بھی یہاں ٹھہرنے کا مشورہ نہیں دے سکتا۔ اس لیے نہیں کہ میں نے یا میرے ساتھیوں نے ذہنی طور پر شکست قبول کر لی ہے۔ غلامی کی ذلت اور رسوائی ان لوگوں کا مقدر نہیں ہو سکتی جنہیں حق کے لیے جینا اور مرنا سکھایا گیا ہے۔ ہم لڑیں گے اور اس وقت تک لڑیں گے، جب تک ہماری رگوں سے خون کا آخری قطرہ بہہ نہیں جاتا لیکن اب شاید غرناطہ ہمارا مستقر نہیں ہوگا ــــــ ہمیں پہاڑوں میں نئے مستقر تلاش کرنا پڑیں گے۔

کمرے میں تھوڑی دیر کے لیے سناٹا چھا گیا۔ پھر فوج کے ایک سابق عہدیدار نے کہا

جناب! اگر آپ کو کوئی ایسی بات معلوم ہوئی ہے جس کا ہمیں علم نہیں تو ہمارے صبر کا امتحان لینے کی کوشش نہ کیجئے۔ ہم ہر آن بری خبریں سننے کے عادی ہو چکے ہیں۔ ابھی قلعے سے فوج کا ایک افسر آپ کے پاس آیا تھا اور میں نے اسے بگھی سے

اتر کر ولید کے ساتھ اندر جاتے ہوئے دیکھ کر ہی یہ سمجھ لیا تھا کہ ہم کسی نئی پریشانی کا سامنا کرنے والے ہیں

یوسف نے جواب دیا میرا مقصد آپ کو پریشان کرنا نہیں۔ اس وقت قصر الحمراء اور غرناطہ کے قلعے میں میرا انتظار ہو رہا ہے اور وہاں میرے وہ ساتھی بھی کسی بات سے پریشان ہیں جو رات کی تنہائیوں میں غداران وطن کی نگاہوں سے چھپ کر آئندہ جنگ کے نقشے تیار کیا کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میں نے تازہ اطلاع سے غلط نتائج اخذ کیے ہوں اور میرے خدشات بے بنیاد ہوں۔ اس لیے آپ کے کسی سوال کا تسلی بخش جواب دینے کے لیے میرا وہاں جانا ضروری ہے اور میں اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں کہ اگر مجھے کوئی نئی بات معلوم ہوئی یا میں نے کوئی فوری خطرہ محسوس کیا تو آپ کو کسی تاخیر کے بغیر اطلاع مل جائے گی۔ ہمارے رضا کار ایک ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ لیکن سرداران قبائل کے متعلق میری رائے یہی ہے کہ وہ فوراً یہاں سے نکل جائیں اور اپنے مجاہدوں کو تیار کریں وقت کی رفتار بہت تیز ہے۔ غرناطہ کے اندرونی دشمن کسی وقت بھی ایسے حالات پیدا کر سکتے ہیں کہ غرناطہ کے مجاہدوں کو اپنے گھر بار چھوڑ کر پہاڑوں میں پناہ لینی پڑے۔ اس وقت ہمارے معزز مہمان کسی روک ٹوک کے بغیر جا سکتے ہیں۔ رضا کاروں کے علاوہ فوج کو بھی ان کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی جا سکتی ہے۔ غداروں کو ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہیں ہو سکتی لیکن ایک دو دن بعد کیا ہونے والا ہے، اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا اگر ہمارے معزز مہمان میری تجویز سے متفق ہیں تو میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ صبح ہوتے ہی یہاں سے روانہ ہو جائیں۔

اندراش کے ایک بربر سردار نے کہا جناب! ہم سب آپ کی تجویز سے متفق ہیں۔ اس وقت اہل غرناطہ جن خطرات کا سامنا کر رہے ہیں، وہ ہمارے لیے نئے ہیں ہمارے غدار حکمرانوں کا انتہائی خطرناک فیصلہ یہی ہو سکتا ہے کہ وہ اچانک دشمن

کے لیے شہر کے دروازے کھول دیں لیکن ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ ہمارے خدشات درست ثابت ہوئے تو فوج کا ردعمل کیا ہوگا؟

یوسف نے جواب دیا اگر غرناطہ کے عوام نے یہ فیصلہ کیا کہ غلامی اور ذلت کی زندگی سے شہادت کی موت بہتر ہے تو فوج کی بھاری اکثریت ہر حالت میں ان کا ساتھ دے گی۔ اور غرناطہ کے عوام کے حوصلے اس صورت میں قائم رہ سکیں گے جب کہ قبائل میدان میں آجائیں گے۔

غرناطہ کے ایک بوڑھے عالم نے کہا موجودہ حالات میں پہاڑی قبائل اسی صورت میں سر اٹھا سکتے ہیں جب کہ انہیں بیرونی اعانت کی امید ہو۔ ان کے نمائندے جانے سے پہلے یہ جاننا چاہتے ہیں کہ جنگ شروع کرنے کی صورت میں انہیں کتنی دیر ترکوں کے جنگی بیڑے کا انتظار کرنا پڑے گا؟

یوسف نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔ میں اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ ترکوں کو عالم اسلام کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہے اور اندلس کو عالم اسلام سے الگ نہیں سمجھتے، لیکن وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اندلس میں دشمنان اسلام کے خلاف کسی موثر اقدام سے پہلے ان کا عقب محفوظ ہونا چاہیے۔ اس لیے بحیرہ روم میں اطالیہ، جنیوا اور وینس کے جنگی بیڑوں پر فیصلہ کن ضربیں لگانا ضروری سمجھتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ اگر ترکوں کا بیڑہ بحیرہ روم میں موجود نہ ہوتا تو مصر سے لے کر مراکش تک کوئی اسلامی ریاست آزادی کا سانس نہ لے سکتی۔ مجھے یقین ہے کہ ترک اور بربر بہت جلد بحیرہ روم میں اتنے طاقتور ہو جائیں گے کہ دشمن کا ہر ساحلی قلعہ ہماری توپوں کی زد میں ہوگا اور پھر اندلس کے مسلمانوں کو انہیں آواز دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ہماری طرف سے چند ذمہ دار آدمیوں کا ایک وفد بحیرہ روم میں ترکوں کے امیر البحر کے پاس جا چکا ہے اور ایک ایسا مجاہد ان کا رہنما ہے جس نے حامد بن زہرہ کو اندلس کے ساحل پر اتارنے

کے لیے دشمن کے دو جنگی جہاز تباہ کر دیے تھے۔

ایک آدمی نے کہا لیکن ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ ترک بحریہ کا وہ افسر جو حامد بن زہرہ کے ساتھ آیا تھا عنقریب کسی اجتماع میں کوئی اہم خبر سنائے گا۔

سلمان نے جواب دیا حضرات! اسے اندلس سے نکلنے کا موقع دینے کے لیے ہم اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کو یہ تاثر دینا ضروری سمجھتے تھے کہ وہ غرناطہ میں چھپا ہوا ہے۔ اب میں آپ کو یہ خوشخبری سنا سکتا ہوں کہ گذشتہ رات ساحل کے کسی مقام سے وہ اپنے جہاز پر سوار ہو چکا ہے۔ میں اس کی طرف سے آپ کو یہ مژدہ بھی سنا سکتا ہوں کہ جس دن آپ اعلان جہاد کر دیں گے اس سے چند دن بعد آپ یہ خبر بھی سن لیں گے کہ ترکوں کے جنگی جہاز ساحل پر دشمن کی کسی اہم چوکی پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ لیکن اس وقت اہل وطن کو یہ احساس دلانا آپ کی پہلی ذمہ داری ہے کہ قومیں اپنی آزادی اور بقاء کی جنگیں صرف بیرونی اعانت کی امید پر ہی نہیں لڑتیں، یہ وہ مقدس فریضہ ہے جو انہیں ہر حالت میں پورا کرنا پڑتا ہے۔ ترک اور اہل افریقہ آپ کی مدد کے لیے ضرور آئیں گے لیکن کاش! میں اس اطمینان کے ساتھ آپ کو خدا حافظ کہہ سکتا کہ غداران قوم آپ کو سنبھلنے کا موقع دینے سے پہلے دشمن کے لیے غرناطہ کے دروازے نہیں کھول دیں گے۔ اب میں آپ سے اجازت لینا چاہتا ہوں۔ اگر مجھے قلعے سے کوئی اہم بات معلوم ہوئی تو میں آپ کو فوراً اطلاع دینے کی کوشش کروں گا

پھر وہ ولید سے مخاطب ہوا۔ اب معزز مہمانوں کو رخصت کرنا تمہاری ذمہ داری ہے یوسف جلدی سے باہر نکل آیا اور اس کی بگھی پوری رفتار سے سڑک پر بھاگ رہی تھی۔

☆☆☆

ان واقعات سے قبل، یوسف کے مکان سے باہر نائب کوتوال کو ایک غیر متوقع

حادثہ پیش آ چکا تھا۔ وہ دروازے سے چند قدم دور ہر آنے جانے والے کو بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ سات مسلح آدمی، جن میں دو گھوڑوں پر سوار تھے اس کے قریب کھڑے تھے اور وہ اپنے خیال کے مطابق ایک نہایت اہم ذمہ داری پوری کرنے والا تھا

ایک افسر نے اپنا گھوڑا بگھی کے قریب کرتے ہوئے کہا

جناب! یہ جگہ ہمارے لیے موزوں نہیں یوسف جیسے آدمی کو یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ مسلح آدمی اس کے مکان پر پہرا دے رہے ہیں۔ کوتوال نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ انہیں صرف یوسف کے مکان پر جمع ہونے والوں کی فہرست کی ضرورت ہے اور یہ کام ہمارے جاسوس کر سکتے ہیں

میں یہ جانتا ہوں اس نے بے پروائی سے جواب دیا۔ لیکن کوتوال کو ابھی تک یہ اطلاع نہیں ملی کہ ہمارے ہاتھ ایک بہت بڑا شکار آنے والا ہے وہ اجنبی جو مخبروں کی اطلاع کے مطابق نہ تو غرناطہ سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی کسی قبیلے کا سردار ہے۔ یقیناً انہی جاسوسوں میں سے ایک ہو گا جو ہماری اطلاع کے مطابق حامد بن زہرہ کے ساتھ یہاں پہنچے تھے۔

اچانک یوسف کے مکان سے اس فوجی افسر کی بگھی نمودار ہوئی جو ماندار کے ایلچی کا پیغام لایا تھا۔ لیکن چونکہ بگھی کے پردے گرے ہوئے تھے اور نائب کوتوال کے آدمی یہ نہ دیکھ سکے کہ اندر کون ہے، اس لیے انہوں نے آگے بڑھ کر بگھی روک لی۔

کوچوان غصے کی حالت میں چلایا۔ تم میری بگھی نہیں روک سکتے۔ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو ایک طرف ہٹ جاؤ۔ ورنہ یہ گستاخی تمہیں بہت مہنگی پڑے گی۔

کوچوان کی اس جرأت نے دوسرے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور آن کی آن میں کئی آدمی وہاں جمع ہو گئے۔

نائب کوتوال نے اپنی بگھی سے اتر کر آگے بڑھتے ہوئے کہا تم شور نہ کرو۔ ہم صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ بگھی کے اندر کون ہیں؟

پھر اس نے دروازے کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو فوجی افسر نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا

تم لوگ اتنے گستاخ ہو کہ اب تمہارے ہاتھوں فوج کی عزت بھی محفوظ نہیں رہی۔ تم نے دو مرتبہ میری بگھی روکنے کی کوشش کی ہے۔

جناب! اس بے ادبی پر میری معذرت قبول فرمائیے بگھی کے پردے گرے ہوئے تھے اس لیے ہم یہ نہ دیکھ سکے کہ اندر آپ ۔۔۔۔۔۔

فوجی افسر نے نائب کوتوال کو بات ختم کرنے کا موقع نہ دیا اور اس کی ناک پر ایک زوردار مکہ رسید کرتے ہوئے بلند آواز میں بولا کوچوان چلو!

نائب کوتوال جو اپنے منہ پر ایک آہنی ہاتھ کی ضرب کھاتے ہی گر پڑا تھا، اب اپنے ساتھیوں کے سہارے فرش پر بیٹھا کراہ رہا تھا۔

ایک افسر نے گھوڑے سے اتر کر اس کے چہرے سے خون صاف کرتے ہوئے کہا۔ جناب! اگر آپ کا حکم ہو تو اس کا پیچھا کیا جائے

نائب کوتوال نے جھنجھلا کر کہا۔ اب بکواس نہ کرو

پھر وہ کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھا اور اپنی بگھی پر سوار ہو کر چلایا کوچوان کوتوال کے پاس چلو! ایک سپاہی نے آگے بڑھ کر پوچھا جناب! ہمارے لیے کیا حکم ہے؟

تم بھی میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ!

آن کی آن میں اس کی بگھی ہوا سے باتیں کر رہی تھی اور نصف گھنٹے بعد کوتوال کے سامنے فریاد کرتے ہوئے اسے یہ بھی احساس نہ تھا کہ کمرے میں دو اور افسر کھڑے ہیں۔ وہ کہہ رہا تھا۔

جناب! اب پانی سر سے گزر چکا ہے۔ وہ قلعے کے محافظ کا خاص آدمی تھا۔

یوسف سے مل کر آ رہا تھا۔ اس نے میری ناک توڑ ڈالی ہے۔

کوتوال نے اطمینان سے جواب دیا۔ میں یہ دیکھ سکتا ہوں تمہیں یہاں آ کر اپنی مظلومیت کا ثبوت دینے کے لیے اپنے خون آلود کپڑے دکھانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ تم نے برسر عام فوج کے ایک افسر سے الجھنے کی کوشش کیوں کی تھی؟ اور یہ کیوں سمجھ لیا تھا کہ لوگوں کے دلوں سے فوج کا احترام ختم ہو چکا ہے؟

جناب! میں نے اس سے الجھنے کی کوشش نہیں کی۔ میں نے صرف بگھی کے اندر جھانک کر دیکھا تھا۔

کوتوال نے کہا ممکن ہے کہ اس نے تمہیں میرے نائب کی بجائے کوئی اور آدمی سمجھ لیا ہو؟

جناب! وہ مجھے اچھی طرح جانتا تھا۔ جب وہ یوسف کے گھر جا رہا تھا تو میں نے اسے روک کر چند باتیں بھی کی تھیں۔ اس وقت اسے قطعاً غصہ نہیں آیا تھا۔

تمہارا مطلب ہے کہ تم نے فوج کے ایک افسر کو دوبارہ روکنے کی کوشش کی تھی۔ اس صورت میں اگر وہ تمہارے سارے دانت توڑ دیتا تو بھی مجھے تعجب نہ ہوتا۔

جناب دوسری مرتبہ جب سپاہیوں نے اس کا راستہ روکا تو بگھی کا پردہ گرا ہوا تھا۔ اور انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ اندر کون ہے۔

میں فوج کے آدمیوں کو یہ حکم نہیں دے سکتا کہ وہ اپنی بگھیوں کے پردے اٹھا کر چلا کریں تاکہ تمہارے باقی دانت محفوظ رہیں۔

جناب! مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ یوسف کے گھر میں قبائل کے سردار جمع ہو رہے ہیں اور تم بذات خود وہاں پہنچ کر پہرہ دے رہے تھے؟

نہیں جناب! میری مستعدی کی وجہ یہ تھی کہ گشت کرتے ہوئے مجھے اطلاع ملی تھی کہ ایک اجنبی ایک بااثر آدمی کے مکان سے نکل کر بگھی پر سوار ہوا تھا اور اس کے

بعد اسی حلیے کے اجنبی کو ہمارے جاسوسوں نے یوسف کے مکان میں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر میں نے کچھ آدمی اس مکان کی طرف بھیج دیے تھے اور بذات خود یوسف کے مکان کی طرف چلا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ وہ انہی جاسوسوں میں سے ایک ہے جسے ہم کئی دنوں سے تلاش کر رہے ہیں۔ مالک مکان کا بیٹا بھی تک اس کے ساتھ دیکھا گیا تھا اور اس کے متعلق میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ حکومت کو پسند نہیں کرتا۔

کوتوال نے سنجیدہ ہو کر کہا اب اطمینان سے مجھے سارے واقعات سناؤ!

جب نائب نے اپنی ساری سرگزشت پوری تفصیل کے ساتھ سنائی تو کوتوال نے کہا اب تم جاؤ اور یوسف کے گھر کی بجائے عبید اللہ کے گھر کی طرف زیادہ توجہ دو بہر حال ہم پورے وثوق کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن اگر اس کا ٹھکانہ معلوم ہو جائے تو ہم ہر وقت اسے گرفتار کر سکتے ہیں۔ یوسف کے گھر کے آس پاس تمہیں کسی سے الجھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اور دوسری جگہ بھی تمہاری ذمہ داری فی الحال صحیح معلومات حاصل کرنا ہے۔

کوتوال کے نائب نے فاتحانہ انداز سے دوسرے افسروں کی طرف دیکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ دو منٹ بعد کوتوال کا نوکر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے ادب سے سلام کرنے کے بعد ایک خط پیش کیا۔ کوتوال نے خط کھولتے ہی عتبہ کے ہاتھ کی تحریر پہچان لی لکھا ہوا تھا

میں ایک ناقابل یقین اطلاع ملنے پر سینا فے سے اپنے گھر آ گیا ہوں رات میری غیر حاضری میں چند آدمیوں نے جن کے گھوڑوں کے نشان غرناطہ کی طرف جاتے ہیں میرے گھر پر حملہ کیا تھا اور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ سعید کے ساتھ آئے تھے۔

آپ جانتے ہیں کہ میں دو دن اور شہر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے آپ سعید

کاٹھکانا معلوم کریں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ شہر میں داخل ہونے کی بجائے کترا کر اپنے گاؤں کی طرف نکل گیا ہو۔ میں اندلس کی آخری حد تک اس کا پیچھا کروں گا۔ اگر آپ سہ پہر کے قریب مغربی دروازے سے باہر کوئی دو میل دور سینطافے کی سڑک پر میرا انتظار کریں تو ہماری ملاقات ہوسکتی ہے۔ ممکن ہے اس وقت تک مجھے مزید معلومات حاصل ہو جائیں۔

کوتوال نے غضب ناک ہو کر کہا یہ خط کون لایا تھا اور کب لایا تھا؟

جناب! وہ دوپہر کے وقت آیا تھا

اور تم شام کے وقت مجھے یہ خط دے رہے ہو!

جناب! میں اس سے پہلے تین بار یہاں آچکا ہوں لیکن ہر بار مجھے یہی جواب ملا کہ آپ دفتر سے باہر کسی اہم کام میں مصروف ہیں۔

بے وقوف! تم نے یہ خط کسی ذمہ دار افسر کے سپرد کیوں نہیں کیا تھا؟ میں تمہاری کھال ادھیڑ دوں گا۔

جناب! ایلچی نے تاکید کی تھی کہ میں یہ خط آپ کے سوا کسی اور کے ہاتھ میں نہ دوں کوتوال نے کہا تم اسی وقت گھر جاؤ اور کہیں سے کوئی اور پیغام آئے تو مجھے فوراً اطلاع دو۔

نوکر نے کہا جناب! آج کھانے کے لیے بھی آپ گھر نہیں آئے بیگم صاحبہ بہت پریشان تھیں۔

ان سے کہو کہ میں بہت مصروف ہوں اب جاؤ!

☆☆☆

یوسف نے بگھی سے اترتے ہی ماندار کی قیام گاہ کا رخ کیا۔ اچانک سامنے سے ایک نوجوان بھاگتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے کہا جناب! ماندار شاہی محل چلے گئے ہیں اور یہ پیغام دے گئے ہیں کہ آپ سیدھے بڑی ملکہ کے پاس تشریف لے

جائیں

یوسف جلدی سے مڑ کر دوبارہ بگھی پر سوار ہو گیا۔

چند منٹ بعد وہ محل کے ایک کمرے میں اپنے خسر اور الحمراء کے ناظم کے سامنے کھڑا تھا۔ بوڑھے آدمی نے اسے دیکھتے ہی کہا

بیٹا! تم نے بہت دیر لگائی بڑی ملکہ کئی بار تمہارے متعلق پوچھ چکی ہیں۔ یہاں مجھے تلاش کرنے کی بجائے تمہیں سیدھا ان کے پاس جانا چاہیے تھا۔

یوسف نے کہا لیکن میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مجھے کس لیے بلایا ہے۔ قلعے کے محافظ نے بھی یہ پیغام بھیجا تھا لیکن وہ بھی اپنی قیام گاہ پر نہیں ملے

وہ یہیں ہیں اور کسی کام میں بہت مصروف ہیں، اب تم مزید وقت ضائع نہ کرو۔ ملکہ کے پاس جا کر تمہیں ہر سوال کا جواب مل جائے گا۔ میں تمہیں صرف یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ تمہیں اپنا بیٹا سمجھتی ہیں اور انہیں تم سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ مصیبت کے وقت تم ان کا ساتھ نہیں چھوڑو گے اب جاؤ! راستے میں خواجہ سرا تمہارا انتظار کر رہا ہو گا۔

بڑی ملکہ کی سب سے بڑی مصیبت ان کا بیٹا ہے۔ میں ابوالحسن کی بیوہ کا ہر حکم مان سکتا ہوں لیکن ابوعبداللہ کی ماں کو خوش کرنا میرے بس کی بات نہیں

یوسف یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا

تھوڑی دیر بعد وہ خواجہ سرا کی رہنمائی میں ایک کشادہ کمرے کے اندر داخل ہوا۔ ابوعبداللہ کی والدہ جس کے مرجھائے ہوئے چہرے پر غرناطہ کی تاریخ کے آخری باب کا عنوان لکھا ہوا تھا دیوان پر بیٹھی ہوئی تھی۔

یوسف نے ادب سے سلام کیا اور دیوان سے چند قدم دور رک گیا۔ ملکہ چند ثانیے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ پھر اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ آگے بڑھ کر ایک صندلی پر بیٹھ گیا۔

ملکہ نے قدرے توقف کے بعد کہا خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے ہو جب انسان کا آخری وقت آتا ہے تو وہ بعض عزیزوں کو اپنے قریب دیکھنا چاہتا ہے لیکن تمہیں دیکھنے کے لیے میری بے چینی کی چند اور وجوہات بھی تھیں صبح میں تمہیں ناظم الحمراء کے ذریعے ایک ضروری پیغام بھیجنا چاہتی تھی، لیکن یہ ایسا معاملہ تھا کہ اسے براہ راست تم سے بات کرنے کا حوصلہ نہ ہوا اور میں نے خسر اور داماد کے تعلقات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے تمہیں یہاں بلانے کی ضرورت محسوس کی لیکن تم گھر میں نہیں تھے اور تمہاری بیوی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ تم کہاں ہو

اب میں ابوعبداللہ کی ماں کی حیثیت سے نہیں بلکہ سلطان ابوالحسن کی ملکہ کی حیثیت سے چند باتیں کہنا چاہتی ہوں

یوسف نے بوڑھی ملکہ کی طرف دیکھا اور پھر اس کی نگاہوں کے سامنے آنسوؤں کے پردے حائل ہو رہے تھے۔

بیٹا! ملکہ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا اگر مجھے تمہاری سرگرمیوں کا تھوڑا بہت علم نہ ہوتا تو بھی میرے لیے یہ سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ ان دنوں تمہارے دل پر کیا گزر رہی ہے میں تمہارے لیے دعائیں کیا کرتی تھی اور ان ساری مایوسیوں کے باوجود اپنے دل کو یہ فریب دیا کرتی تھی کہ شاید یہ ڈوبتی ہوئی کشتی اچانک کسی کنارے جا لگے۔ لیکن اب میں تمہیں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ ہمیں الحمراء چھوڑنے کی تیاری کرنے کے لیے صرف دو دن کی مہلت ملی ہے اور تیسرے دن وہ سورج جس نے آٹھ صدیاں قبل غازیان اسلام کو جبل الطارق پر پاؤں رکھتے دیکھا تھا، اندلس کے آخری تاجدار کو غرناطہ سے رخصت ہوتے دیکھے گا اور پھر شاید ہمیشہ کے لیے اس سرزمین پر ہمارے ماضی کے کھنڈر اس ماں پر لعنتیں بھیجتے رہیں گے جس نے ابوعبداللہ کو جنم دیا تھا یوسف! میں کتنی بدنصیب ہوں

ملکہ بڑی مشکل سے اپنی سسکیاں ضبط کر رہی تھی اور یوسف کی اتنی ہمت نہ تھی

کہ وہ اس کی طرف دیکھ سکتا۔ وہ گردن جھکائے ان دنوں کا تصور کر رہا تھا جب ابو الحسن کی ملکہ قلعے کے برج پر کھڑی جہاد کے لیے جانے والے اور فتوحات کے میدانوں سے واپس آنے والے مجاہدوں پر پھول برسایا کرتی تھی۔

ملکہ نے سنبھلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ہماری روانگی سے کچھ دیر بعد دشمن کی افواج غرناطہ میں داخل ہو جائیں گی۔ ہمیں اپنے ذاتی ملازموں کے علاوہ فوج سے پانچ ہزار آدمی ساتھ لے جانے کی اجازت دی گئی ہے لیکن ملکہ نے دیوان سے ایک کاغذ اٹھا کر یوسف کی طرف بڑھا دیا۔ پھر چند ثانیے توقف کے بعد بولی یہ ان پچاس آدمیوں کی فہرست ہے جن کے متعلق یہ شرط رکھی گئی تھی کہ اگر ان میں سے کوئی ہمارے ساتھ رہنا چاہے تو اسے ہماری روانگی کے بعد کم از کم دو دن یا زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ اور یہاں رکنا پڑے گا۔ تم اس فہرست میں قلعے کے محافظ کے علاوہ اپنا نام بھی پڑھ سکتے ہو۔

ابوالقاسم نے صبح ابوعبداللہ سے ملاقات کی تھی اور اسے قائل کر لیا تھا کہ غرناطہ کی فوج اور عوام کو پرامن رکھنے کے لیے ان بااثر لوگوں کو یہاں روکنا ضروری ہے لیکن اس کے بعد جب مجھ سے سلطان کی گفتگو ہوئی تو میرے لیے یہ سمجھنا مشکل نہ تھا کہ ابوالقاسم ان پچاس آدمیوں کو جن میں اکثر فوج کے سابق عہدہ دار ہیں اپنے لیے کتنا خطرناک سمجھتا ہے اور جب دشمن کی فوج غرناطہ پر قابض ہو جائے گی تو ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

چنانچہ میرے اصرار پر ابوعبداللہ کو اپنے وزیر سے دوبارہ ملاقات کرنی پڑی۔ میں اس ملاقات میں موجود تھی۔ اس نے بہت حیل وحجت کی، لیکن میری یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی کہ اگر تم نے ایک آدمی کو بھی اس کی مرضی کے بغیر یہاں روکنے کی کوشش کی تو میں یہ مسئلہ فوج کے سامنے پیش کر دوں گی اور تمہیں یہاں سے جانے کی اجازت دینے سے پہلے ان پچاس آدمیوں کو بھی خبردار کر دیا جائے گا کہ ان کے

لیے کوئی پھندا تیار ہو رہا ہے۔

پھر ابو القاسم کو یہ کہنا پڑا کہ یہ محض ایک احتیاط تھی لیکن اگر آپ نے اس سے کوئی اور نتیجہ اخذ کیا ہے تو میں یہ تجویز واپس لیتا ہوں۔

اس نے ہمارا یہ مطالبہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ لشکر سے جو پانچ ہزار آدمی ہمارے ساتھ جائیں گے، ان کا انتخاب بھی ہم خود کریں گے اس کے علاوہ جو لوگ غرناطہ چھوڑ کر کہیں اور جانا چاہیں، ان سے بھی کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

مجھے یہ امید تو نہیں ہو سکتی کہ تم ابو عبداللہ کے پاس رہنا پسند کرو گے لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ تمہیں غرناطہ میں نہیں رہنا چاہیے میں جانتی ہوں کہ تم آخری وقت تک شکست تسلیم نہیں کرو گے لیکن ایک سپاہی کو تلوار اٹھانے سے پہلے کھڑے ہونے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ موجودہ حالات میں جب کہ ابو القاسم کے حامی دشمن کا ہراول دستہ بن چکے ہیں، تمہاری مزاحمت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دشمن کا سامنا کرنے سے پہلے تمہیں خانہ جنگی کا خطرہ مول لینا پڑے گا۔

پھر جب فرڈیننڈ کا لشکر بزور شمشیر شہر میں داخل ہوگا تو یہاں مالقہ اور الحمہ کی تاریخ کہیں زیادہ شدت کے ساتھ دہرائی جائے گی۔ اگر میرے سامنے یہ خطرات نہ ہوتے تو میں گزشتہ رات اپنے بیٹے کے ساتھ ابو القاسم کی گفتگو سنتے ہی اس کو قتل کروا دیتی۔

یوسف! تمہیں یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ قوم کی بیٹیوں کا کیا حشر ہوگا۔ میں جانتی تھی کہ غرناطہ کے سرکردہ لوگ قبائلی سرداروں سے صلاح و مشورہ کر رہے ہیں اور مجھے یہ اطلاع بھی مل چکی ہے کہ جب قلعے کے محافظ کا ایلچی تمہارے پاس گیا تھا تو وہ تمہارے گھر جمع ہو رہے تھے لیکن اب انہیں یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ تمہیں طوفان آنے سے پہلے یہاں سے نکل جانا چاہیے اب آزادی کی جنگ کے لیے تمہیں غرناطہ سے دور نئے قلعے تعمیر کرنے پڑیں گے۔

یوسف نے جواب دیا مجھے اس بات کا احساس تھا اور میں سرداران قبائل کو یہی مشورہ دے آیا ہوں کہ وہ صبح ہوتے ہی یہاں سے روانہ ہو جائیں

ملکہ نے کہا کل فوج کے چند دستوں کے علاوہ ہمارے ملازموں اور ان کے بال بچوں کا پہلا قافلہ یہاں سے روانہ ہو جائے گا اور ناظم کی خواہش ہے کہ اس کے گھر کے باقی افراد کے ساتھ تمہاری بیوی بھی روانہ ہو جائے۔ اب اگر تم اجازت دو تو اسے گھر جا کر تیاری کرنے کی ہدایت کر دی جائے۔ تم اپنے ساتھیوں کو بھی اطلاع بھیج دو۔ وہ اگر صبح نہیں تو اگلے روز دوسرے قافلے کے ساتھ جا سکتے ہیں۔ تم اگر مناسب سمجھو تو دو دن رک جاؤ، ورنہ ان کے ساتھ ہی روانہ ہو جاؤ۔

یوسف نے کہا ان حالات میں میرے لیے اپنی بیوی کو قافلے کے ساتھ بھیجنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں اور بعض ساتھیوں کے متعلق بھی میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ یہاں سے فوراً نکل جائیں اگر انہیں کسی وجہ سے رات کے وقت روانہ نہ کیا جا سکا تو صبح قافلے کے ساتھ روانہ ہو جائیں۔ اپنے متعلق میں چند دوستوں سے مشورہ کرنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کروں گا۔ میں انہیں یہ تاثر نہیں دینا چاہتا کہ میں ذاتی خطرے سے بھاگ رہا ہوں اب مجھے اجازت دیجیے

ٹھہرو! ملکہ نے تالی بجاتے ہوئے کہا اور جب ایک کنیز برابر کے کمرے سے نمودار ہوئی تو اسے حکم دیا یوسف کی بیوی کو اندر بھیج دو

چند ثانیے بعد یوسف کی بیوی کمرے میں داخل ہوئی اور اپنے شوہر کا چہرہ دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے

ابو عبداللہ کی ماں نے کہا بیٹی! تمہارے آنسو غرناطہ کی تقدیر نہیں بدل سکتے۔ اب تم اپنے گھر جاؤ اور سفر کی تیاری کرو تمہیں یوسف کے متعلق اس قدر مضطرب ہونے کی ضرورت نہ تھی۔

لیکن ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا اگر انہوں نے یہاں

رہنے کا فیصلہ کیا ہے تو میں انہیں چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔

بیٹی! میں اس بات کی ذمہ داری لیتی ہوں کہ یوسف یہاں نہیں رہے گا۔ میں اس سے بات کر چکی ہوں۔ اسے یہ سمجھانے کی ضرورت نہیں کہ آج سے دو دن بعد اس کے لیے یہاں ٹھہرنا کتنا دشوار ہو جائے گا اب تم فورا! اپنے گھر پہنچنے کی کوشش کرو یوسف کو کچھ دیر یہاں رہنا پڑے گا۔

وفا شعار بیوی اجازت طلب نگاہوں سے اپنے شوہر کی طرف دیکھنے لگی تو اس نے کہا معلوم نہیں کہ مجھے یہاں کتنی دیر رکنا پڑے گا آپ جائیں، میں گھر میں ولید کے علاوہ چند اور آدمی بٹھا آیا ہوں۔ انہیں یہ بتا دیں کہ ان کو کچھ دیر میرا انتظار کرنا پڑے گا۔

یوسف کی بیوی نے آگے بڑھ کر ملکہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور پھر ملتجی نگاہوں سے اپنے شوہر کو دیکھتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

ملکہ نے یوسف سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں نے تمہیں جس کام سے روکا ہے وہ فوج سے تعلق رکھتا ہے۔ قلعے کا محافظ ہمارے ساتھ جانے پر رضا مند ہے اور فوج کے چند عہدیدار ان لوگوں کی فہرستیں تیار کر رہے ہیں، جنہیں ہم اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں وہ اس معاملے میں تمہارا مشورہ ضروری سمجھتے ہیں۔

یوسف نے جواب دیا۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔ لیکن اگر فوج کو اس فیصلے کا علم ہو چکا ہے تو انہیں یہ سمجھانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ جب کوئی سلطنت ختم ہوتی ہے تو اس کی فوج بھی ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اب میں انہیں کس منہ سے کوئی مشورہ دے سکتا ہوں۔

ملکہ نے جواب دیا میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ جو لوگ رضا کارانہ طور پر ہمارا ساتھ دینا چاہتے ہوں، ان کے انتخاب میں انتہائی احتیاط سے کام لیا جائے کم از کم افسروں میں سے کوئی نہیں ہونا چاہیے جس پر فرڈینینڈ کے جاسوس ہونے کا شبہ ہو۔

میں یہ جانتی ہوں کہ ہمارا ساتھ دینے والوں کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہوگی جن کے گھر بار غرناطہ سے باہر ہیں اور مقامی لوگوں کو ابو عبداللہ کی خاطر جلاوطن ہونے سے پہلے بہت کچھ سوچنا پڑے گا لیکن میں یہ ضرور چاہتی ہوں کہ تم فوج کے جن نامور سالاروں کے لیے فوری خطرہ محسوس کرو۔ ان کے نام غرناطہ چھوڑنے والوں کی فہرست میں شامل کر دیے جائیں۔

اگر مجھے یہ احساس نہ ہوتا کہ ہمارے بعد بہت سے لوگ غرناطہ سے باہر اپنے لیے کوئی جائے تلاش کرنے پر مجبور ہو جائیں گے تو میں پانچ ہزار آدمی ساتھ لے جانے کا مطالبہ نہ کرتی، وہ علاقہ جو دشمن نے میرے بیٹے کو تفویض کیا ہے اس کے انتظام کے لئے پانچ سو آدمی بھی کافی ہیں اور اپنے بیٹے کی تمام خوش فہمیوں اور خود فریبیوں کے باوجود میں یہ سمجھ سکتی ہوں کہ وہاں ہمارا قیام عارضی ہوگا۔ طوفان کی ایک اور لہر ہمیں اندلس سے اٹھا کر افریقہ کے ساحل پر پہنچا دے گی۔ اس کے بعد اگر خدا نے اس بدنصیب قوم کی فریاد سن لی تو ممکن ہے کہ ایک نہ ایک دن کوہستانی قبائل کسی بیرونی اعانت کی امید پر اٹھ کھڑے ہوں اور انہیں تمہارے ساتھیوں میں سے ہی کوئی راہنما مل جائے۔

یوسف! میں خود بھی سلطان ابوالحسن کے نامور سالاروں میں سے کسی کو یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتی کہ اب تمہیں فرڈیننڈ کے ایک ادنیٰ باجگزار کی ملازمت اختیار کر لینا چاہیے۔ میری آخری کوشش یہ ہے کہ جن مجاہدوں کے ساتھ یہ بدنصیب قوم اپنے مستقبل کی امیدیں وابستہ کر سکتی ہے۔ انہیں غرناطہ میں نہیں رہنا چاہیے۔ اب جاؤ! وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور میں اس بات کی ذمہ داری لیتی ہوں کہ ابو عبداللہ تمہارے کام میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا۔

تھوڑی دیر بعد یوسف اپنے دل پر ایک ناقابل برداشت بوجھ لیے دو مسلح آدمیوں کی رہنمائی میں الحمراء میں اس کمرے کا رخ کر رہا تھا جہاں قلعہ دار اور اس

کی ساتھی جمع تھے۔ تاہم سلمان، سعید عاتکہ اور منصورہ کو فوراً غرناطہ سے روانہ کرنے کے متعلق اس کی بے چینی کس حد تک کم ہو چکی تھی۔

☆☆☆

اندھیری رات کے مسافر

یوسف کی روانگی سے تھوڑی دیر بحری فوج کے پانچ سابق عہدہ دار اس کے گھر پہنچ چکے تھے اور قریباً ایک گھنٹے بعد وہ سلمان اور عبدالملک کے ساتھ اپنے سفر کے متعلق ضروری تفصیلات طے کر چکے تھے اب انہیں الحمراء سے یوسف کی واپسی کا انتظار تھا۔

اچانک عبدالمنان اور جمیل گھبرائے ہوئے کمرے میں داخل ہوئے اور عبدالمنان ہانپتا ہوا سلمان سے مخاطب ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ واپس نہیں گئے۔ عبیداللہ کے مکان کے آس پاس حکومت کے آدمی پھر رہے ہیں۔

انہیں سعید کے متعلق معلوم ہو چکا ہے؟ سلمان اضطراب کی حالت میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

عبدالمنان نے جواب دیا نہیں سعید کو کوئی خطرہ نہیں۔ پولیس صرف آپ کی شکل وصورت اور قدو قامت کے آدمی کو تلاش کر رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ کسی مخبر نے آپ کو ابوالحسن کے ساتھ ان کے گھر سے نکلتے دیکھ کر آپ کا پیچھا کیا تھا۔ پولیس کو آپ کے علاوہ اس بگھی اور کوچوان کا حلیہ بھی معلوم ہے جس پر آپ سوار ہوئے تھے۔

ولید نے سوال کیا تمہیں کس نے بتایا؟

میری معلومات کا ذریعہ پولیس کا ہی ایک افسر ہے جو اپنے چند اور ساتھیوں کی طرح در پردہ ہمارے لیے کام کر رہا ہے وہ بچپن سے ابوالحسن کے بڑے بھائی کا دوست تھا اور میرے گھر کے قریب ہی رہتا ہے۔ اس نے مجھے یہ بتایا تھا کہ نائب کوتوال کو ابوالحسن کے گھر سے نکلنے والے اجنبی کے متعلق دو اطلاعات ملی تھیں۔ پہلی یہ کہ وہ سڑک پر مسجد کے قریب بگھی پر سوار ہوا تھا اور دوسری یہ کہ وہ بگھی سے اتر کر یوسف کے گھر چلا گیا تھا جہاں شہر کے کچھ لوگ اور قبائلی سردار جمع ہو رہے تھے۔

نائب کوتوال کو شہر میں گشت کرتے ہوئے یہ اطلاعات ملیں تو وہ خود بھی وہاں پہنچ گیا۔ یہاں اسے ایک غیر متوقع حادثہ پیش آیا۔ اس نے کسی فوجی افسر کی بگھی کی تلاشی لینے کی کوشش کی تو اس نے اسے۔۔۔!

سلمان نے تلملا کر کہا آپ ہمیں پوری داستان سنانے کی بجائے دو لفظوں میں یہ نہیں بتا سکتے کہ موجودہ صورت حال کیا ہے؟

عبدالمنان نے جواب دیا جناب! اس وقت یہ صورت ہے کہ پولیس کے آٹھ دس آدمی سادہ کپڑوں میں عبید اللہ کے مکان کے آس پاس گھوم رہے ہیں اور وہ گلی میں آنے جانے والوں سے ایک اجنبی کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ وہ دوست جس نے مجھے یہ اطلاع دی ہے کوتوال اور اس کے نائب کی گفتگو سن چکا تھا اور اس نے یہ تشویش ظاہر کی تھی کہ ان کو کسی شخص پر ترکوں کے جاسوس ہونے کا شبہ ہے۔

مجھے یہ خطرہ تھا کہ آپ واپس آچکے ہوں گے اس لیے میں نے جمیل اور دوسرے ساتھیوں کو خبردار کیا اور پھر چند رضا کاروں کو آپ کی حفاظت کے لیے روانہ کرنے کے بعد جمیل کے ساتھ ولید کے گھر پہنچا لیکن ولید کے ابا جان کو اس سے پہلے ہی پولیس کی نقل و حرکت کی اطلاع مل چکی تھی اور وہ احتیاطاً سعید اور اس کے ساتھیوں کو اپنے گھر لے آئے تھے۔ پھر جب میں نے انہیں یہ بتایا کہ پولیس سعید کو نہیں بلکہ آپ کو تلاش کر رہی ہے تو انہوں نے فوراً اپنی بگھی تیار کروائی اور ہمیں یہاں پہنچنے کا حکم دیا۔

سلمان نے پوچھا پولیس کے کسی آدمی نے ابوالحسن سے بھی کوئی بات کی ہے؟

نہیں! ابھی تک پولیس نے عبید اللہ کے دروازے پر دستک دینے کی جرأت نہیں کی اور باقی لوگوں کی طرح ابوالحسن بھی ولید کے والد کے گھر آگیا ہے وہ سب یہی تاکید کرتے ہیں کہ آپ بلاتاخیر غرناطہ سے نکل جائیں اور راستے میں کسی محفوظ جگہ چھپ کر اپنے ساتھیوں کا انتظار کریں۔ وہ موقع ملتے ہی آپ کے پاس پہنچ

جائیں گے۔

میں راستے میں اس بات کا انتظام کر آیا ہوں کہ چند سوار شہر کے دروازے سے باہر پہنچ جائیں۔ یہ جانباز پہلی منزل تک آپ کا ساتھ دیں گے اور یہ اطمینان کر کے واپس آئیں گے کہ پہاڑوں کے کسی قبیلے کے سردار نے آپ کی اعانت کے لیے تسلی بخش انتظام کر لیا ہے۔ میں آپ کے لیے گھوڑا نہیں لا سکا۔ لیکن اب آپ کو یہیں سے ایک اچھا گھوڑا مل سکتا ہے اور عثمان یا اس گھر کا کوئی نوکر اسے شہر سے باہر پہنچا دے گا اور ہم آپ کو بگھی پر لے جائیں گے۔

چند لمحات کے لیے سلمان کی قوت فیصلہ جواب دے چکی تھی۔ وہ اضطراب کی حالت میں کبھی عبدالمنان اور کبھی دوسرے آدمیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

عبدالمنان نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا اور سلمان کو پیش کرتے ہوئے کہا معاف کیجیے! میں پریشانی کی وجہ سے آپ کو یہ خط دینا بھول گیا تھا۔

سلمان نے کاغذ کھول کر پڑھا۔ یہ بدریہ کا ایک مختصر سا پیغام تھا اور شکستہ تحریر سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ چند سطور انتہائی عجلت میں لکھی گئی ہیں

اندھیری رات کے مسافر!

اگر میں آپ سے کچھ کہنے کا حق رکھتی ہوں تو میری پہلی اور آخری التجا یہی ہے کہ آپ ماموں جان کا کہا مانیں ----اور مجھے یقین ہے کہ اس مسئلہ میں چچا یوسف بھی ماموں اور سعید کے ہم خیال ہونگے کہ آپ کو اب کسی تاخیر کے بغیر غرناطہ سے نکل جانا چاہیے-----آپ کو الوداع کہنا میرے لیے ہر حالت میں یکساں تکلیف دہ ہوتا۔ لیکن اگر خدانخواستہ غداروں نے آپ کو گرفتار کر لیا تو یہ صدمہ صرف میرے لیے ہی نہیں بلکہ سعید اور عاتکہ کے لیے بھی نا

قابل برداشت ہوگا۔ خدا کے لیے! میرا کہا مانیے!۔۔۔۔

اس دنیا میں کوئی ایسا بھی تو ہونا چاہیے جو آنکھوں سے دور رہ

کر بھی زندگی کا ایک بہت بڑا سہارا ہو۔۔۔۔۔۔ اگر وقت

اجازت دیتا تو میرا یہ خط بہت طویل ہوتا لیکن، باہر۔۔۔

آپ کے دوستوں کے لیے بگھی تیار کھڑی ہے، ماموں جان

مجھے آوازیں دے رہے ہیں اور میں ہمیشہ آپ کی آوازیں

دیتی رہوں گی۔ خدا حافظ سلمان۔۔۔

بدریہ

سلمان کچھ دیر اس شکستہ تحریر پر آنسوؤں کے دھبے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لی اور خط ولید کی طرف بڑھا دیا۔

ولید نے خط پڑھنے کے بعد اسے واپس دیتے ہوئے کہا میں بدریہ سے متفق ہوں لیکن چچا یوسف ابھی تک واپس نہیں آئے اور ہم ان کے مشورے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے۔ بدقسمتی سے یہ وقت ایسا ہے کہ ہم انہیں الحمراء میں آسانی سے کوئی پیغام بھی نہیں بھیج سکتے۔

معاً انہیں صحن میں بگھی کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی۔ سلمان نے کہا شاید وہ آرہے ہیں وہ سب دروازے کی طرف دیکھنے لگے اور ولید اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔

بگھی رک گئی اور پھر چند ثانیے بعد وہ ولید اور یوسف کی بیوی کی گفتگو سن رہے تھے

چچا جان! آپ کے ساتھ نہیں آئے؟

نہیں! وہ اس وقت کسی ضروری کام سے الحمراء میں رک گئے ہیں اور شاید انہیں ابھی وہاں کافی دیر لگ جائے لیکن معزز مہمانوں کے لیے انہوں نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ وہ ان کا انتظار کریں۔

چچی جان! آپ کچھ پریشان معلوم ہوتی ہیں۔انہیں وہاں کوئی خطرہ تو نہیں؟

نہیں! اس نے مغموم لہجے میں جواب دیا کم از کم دو دن اور انہیں کوئی خطرہ نہیں دو دن! ولید کی آواز اس کے حلق میں ڈوب کر رہ گئی اور سلمان اور دوسرے ساتھی پریشانی کی حالت میں کمرے سے نکل کر برآمدے میں آ گئے۔

یوسف کی بیوی انہیں دیکھ کر آگے بڑھی اور اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا مجھے اپنے شوہر کے مہمانوں کو پریشان نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن یہ مسئلہ ایسا ہے کہ میں اپنے مکان کی چھت پر جا کر دہائی دینا چاہتی ہوں کہ غرناطہ کی قسمت کا فیصلہ ہو چکا ہے! دو دن بعد سلطان ابو عبداللہ الحمراء خالی کر دے گا اور اس کے بعد دشمن کی فوجیں شہر میں داخل ہو جائیں گی۔میرے شوہر کو ان حالات میں بھی کسی معجزے کا انتظار تھا لیکن اب شاید معجزات کا وقت گزر چکا ہے۔

وہ آنسو پونچھتی ہوئی بالائی منزل کے زینے کی طرف بڑھی سلمان اور اس کے ساتھی کچھ دیر سکتے کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔بالآخر ولید آگے بڑھا اور اس نے اپنی سسکیاں ضبط کرتے ہوئے کہا

آپ اندر تشریف رکھیں! میں اس بگھی پر الحمراء جا کر انہیں اطلاع دینے کی کوشش کروں گا۔

لیکن اتنی دیر میں سلمان کا مدافعانہ شعور پوری طرح بیدار ہو چکا تھا۔اس نے ایک فیصلہ کن لہجے میں کہا نہیں! اگر وہ الحمراء میں اپنی مرضی سے رک گئے ہیں تو اس کا ایک ہی مطلب ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اہم ذمہ داری کا سامنا کر رہے ہیں کم از کم میں ایسے وقت میں اپنے حصے کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے انہیں پریشان نہیں کروں گا۔

عبدالملک نے کہا میرا بھی یہی مشورہ ہے کہ موجودہ حالات میں آپ کو ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہیے۔جب وہ تشریف لائیں تو ہم انہیں یہ بتا دیں گے کہ آپ

کے لیے غرناطہ سے نکلنا ناگزیر ہو گیا تھا ہو سکتا ہے کہ ان سے ملاقات کے بعد ہم بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑیں ورنہ کل کسی وقت ضرور روانہ ہو جائیں گے۔

سلمان ولید سے مخاطب ہوا۔ ولید! اگر تم بیگم صاحبہ سے اجازت لے سکو تو مجھے ان کی بگھی کے علاوہ سواری کے چار گھوڑوں کی ضرورت ہے۔ بگھی باہر سڑک پر کسی جگہ سے واپس آ جائے گی۔ اس کے بعد گھوڑے بھی واپس بھیج دیے جائیں گے۔

ولید نے جواب دیا بیگم صاحبہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ مجھے اس بات کا پورا اختیار ہے کہ آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو، وہ آپ کے حوالے کر دی جائے میں ابھی گھوڑے تیار کرواتا ہوں ولید باہر نکل گیا

سلمان نے جمیل سے مخاطب ہو کر کہا تم باہر جا کر معلوم کرو! اگر آس پاس رضا کار موجود ہیں تو چار رضا کاروں کو بلا لاؤ وہ فالتو گھوڑے شہر سے باہر لے جائیں گے۔

جناب! اس علاقے کے جانبازوں کو یہ ہدایت مل چکی ہے کہ جب تک انہیں یوسف کی طرف سے اجازت نہ ملے وہ اس وقت تک مکان کے قریب ہی موجود رہیں گے میں انہیں ابھی بلاتا ہوں۔

جمیل یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا۔

عبدالمنان جو ابھی تک خاموش کھڑا تھا۔ سلمان سے مخاطب ہوا جناب! میرے لیے کیا حکم ہے؟

سلمان نے آگے بڑھ کر پیار سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا دوستوں کو حکم نہیں دیا جاتا، ان سے صرف درخواست کی جاتی ہے اور تم ایسے دوست ہو جس سے درخواست کرنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی۔ تم میرے ساتھ باہر آؤ۔

پھر وہ دوسرے آدمیوں سے مخاطب ہوا۔ آپ اندر تشریف رکھیں میں آپ کو خدا

حافظ کہے بغیر نہیں جاؤں گا۔

☆☆☆

تھوڑی دیر بعد سلمان ڈیوڑھی سے باہر نکل کر عبدالمنان سے کہہ رہا تھا عثمان تمہارے ساتھ آیا ہے؟

ہاں! وہ ابونصر کے کوچوان کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے

سلمان نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ جب مجھے کسی ہوشیار ساتھی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو یہ ہونہار لڑکا میرے پاس پہنچ جاتا ہے۔

عثمان کے لیے اس سے بڑا انعام اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ اسے ایک ہونہار لڑکا سمجھتے ہیں اس نے یہ فرض کر لیا ہے کہ آپ اسے ساتھ لے جائیں گے اور میں اس سے وعدہ بھی کر چکا ہوں، اسے سمندر اور جہاز دیکھنے کا بہت شوق ہے!

اور آپ نے اپنے متعلق کیا سوچا ہے؟

عبدالمنان نے جواب دیا جب حشر بپا ہو جائے تو میرے جیسے لوگ صرف دیکھ سکتے ہیں سوچ نہیں سکتے اگر میں آپ کے عزائم اور حوصلوں کا ساتھ دے سکتا تو میرا جواب یہی ہونا چاہیے تھا کہ میں بھی آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں لیکن غرناطہ کے سقوط کے ساتھ میرے عزائم اور حوصلے ختم ہو جائیں گے اور میں صرف زندگی کے سانس پورے کرنے کے لیے زندہ رہوں گا۔

سلمان نے کہا بہر حال تمہیں سوچنے کے لیے کچھ وقت مل جائے گا پھر اگر تمہارے خیالات میں کوئی تبدیلی آجائے تو یوسف تمہیں ساحل کے اس مقام کا پتا دے سکے گا جس کے آس پاس میرا جہاز لنگر انداز ہوگا اور اس جہاز پر تمہارے لیے کافی جگہ ہوگی۔

وہ باتیں کرتے ہوئے اصطبل کے قریب پہنچ چکے تھے جہاں نوکر گھوڑوں پر زینیں کسنے میں مصروف تھے۔ ولید باہر کھڑا تھا۔ اس نے سلمان کی طرف دیکھتے ہی

کہا

جناب! گھوڑے ابھی تیار ہو جائیں گے اور چند منٹ بعد رضا کار بھی یہاں پہنچ جائیں گے۔

ولید! سلمان نے کہا تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں فالتو گھوڑے کیوں لے جانا چاہتا ہوں۔

جناب! مجھے یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں مجھے معلوم ہے کہ آپ سعید اور اس کے ساتھیوں کے بغیر نہیں جائیں گے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آسکی کہ جب ہماری بگھی یہاں موجود ہے تو آپ دوسری بگھی کیوں لے جانا چاہتے ہیں

تمہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا اب تم جاؤ! اور یوسف کے اسلحہ خانے سے دو ترکش، کمانیں، دو طمنچے اور کچھ بارود اٹھا لاؤ۔

ولید نے کہا جناب! اگر آپ ہمارے گھر جا رہے ہیں تو وہاں بھی آپ کو کافی اسلحہ مل سکتا ہے

میں صرف احتیاط کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں تمہارے گھر کے راستے میں ہی ضرورت پیش آجائے۔

سلمان ن چند قدم آگے بڑھ کر عثمان کو آواز دی وہ بگھی سے چھلانگ لگا کر اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا عثمان! تمہیں جہاز دیکھنے کا شوق ہے؟

عثمان نے پہلے اپنے آقا اور پھر سلمان کی طرف دیکھا اگر آقا اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔

سلمان عبدالمنان سے مخاطب ہوا اب آپ کو یہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ ابو نصر کی بگھی پر سوار ہو کر ان کے گھر جائیں اور ان سے کہیں کہ سعید، عاتکہ اور منصور میرے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو جائیں اور جب ہماری بگھی مکان کے قریب پہنچے تو آپ فوراً دروازہ کھلوا دیں۔ شہر کے دروازے تک آپ کو بھی ہمارے

ساتھ چلنا پڑے گا۔ میں عام حالات میں سیدھا جنوب مشرق کا رخ کرتا لیکن سعید کو ابھی آرام کی ضرورت ہے اس لیے ہم بگھی اس کے گاؤں تک لے جائیں گے اور وہاں سے اس کے ساتھ رضا کاروں کو بھی واپس بھیج دیں گے۔ سعید کے گاؤں سے ہمیں کئی مددگار مل جائیں گے۔ دوسری بگھی راستے سے ہی واپس بھیج دی جائے گی۔

عبدالمنان نے کہا شیخ یعقوب نے عثمان کو ایک بہت اچھا گھوڑا دیا تھا۔ آپ کے ساتھ جانے کے لیے گھوڑے کے علاوہ اچھے کپڑوں کی بھی ضرورت ہے۔ اس لیے اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے راستے میں سرائے کے قریب اتار دوں۔ اس کے بعد وہ دروازے پر آپ کا انتظار کرے گا۔

سلمان نے کہا ہاں! عثمان تم ان کے ساتھ جا سکتے ہو لیکن اگر تمہیں تیاری میں زیادہ دیر نہ لگے تو تم ایک کام اور بھی کر سکتے ہو

عثمان نے جواب دیا جناب! جتنی دیر مجھے لباس تبدیل کرنے میں لگے گی، اتنی دیر میں میرا آدمی گھوڑے پر زین کس دے گا آپ حکم دیجیے!

تم سیدھے ابو یعقوب کے پاس جاؤ اور انہیں یہ پیغام دے کر سڑک پر واپس پہنچ جاؤ کہ ہم تھوڑی دیر تک یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ فی الحال ہمارا یہی ارادہ ہے کہ ہم بگھیوں کو سڑک سے تھوڑی دور لے جائیں، اس لیے وہ چند سواروں کو روانہ کر دیں تاکہ اگر آگے کوئی خطرہ ہو تو وہ ہمیں راستے میں خبر کر دیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں سڑک چھوڑ کر ابو یعقوب کی بستی کا رخ کرنا پڑے۔ تم نے راستے میں ایک اجڑا ہوا مکان دیکھا ہو گا جس کے قریب سڑک کا نشیب بارش کے پانی سے ایک نالہ بن جاتا ہے؟

عثمان نے جواب دیا۔ جناب! آپ حکم دیں میں آنکھیں بند کر کے وہاں پہنچ سکتا ہوں

جو رضا کار دروازے سے باہر جا چکے ہیں، ان سے کہو کہ وہ اس مکان کے پیچھے چھپ کر کھڑے رہیں

سلمان یہ کہہ کر عبد المنان سے مخاطب ہوا اس کو شہر سے باہر نکلنے میں کوئی دقت تو نہیں ہو گی؟

نہیں جناب! آپ مطمئن رہیں ہم وہاں پورا پورا انتظام کر کے آئے ہیں آؤ عثمان! وہ بھاگ کر بگھی پر سوار ہو گئے

☆☆☆

غرناطہ کا کوتوال اپنے بستر پر لیٹا دن بھر کے واقعات کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اچانک کسی نے دروازے پر دستک دی

کون؟ وہ غصے میں اٹھ کر بیٹھ گیا

نوکر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اس نے آگے بڑھ کر ایک انگوٹھی پیش کرتے ہوئے کہا جناب! باہر کوئی آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ اس نے نشانی کے طور پر یہ انگوٹھی بھیجی ہے

کوتوال نے شمع کے قریب جا کر انگوٹھی دیکھنے کے بعد کہا وہ باہر کھڑے ہیں؟ تم انہیں اندر کیوں نہیں لے آئے؟

جناب! اس وقت پہریدار آپ کی اجازت کے بغیر دروازہ کھولنے سے جھجکتا تھا اور اس کو بغلی سوراخ سے یہ انگوٹھی دینے والے نے بھی اپنا نام بتانے سے انکار کر دیا تھا وہ یہ کہتا تھا کہ صرف یہ نشانی لے جاؤ، مجھے بہت جلدی ہے اور میں ایک ضروری پیغام دیتے ہی روانہ ہو جاؤں گا۔

وہ گدھا عتبہ کی آواز بھی نہیں پہچان سکا! کوتوال نے کہا اور پھر جلدی سے جوتے پہنے اور ایک بھاری قبا کندھوں پر ڈالنے کے بعد کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد پہریدار اس کی ڈانٹ ڈپٹ سن کر دروازہ کھول رہا تھا

کوتوال جلدی سے باہر نکلا لیکن اتنی دیر میں ایک بگھی جو دروازے سے چند قدم دور سڑک کے کنارے کھڑی تھی حرکت میں آچکی تھی

ٹھہرو! ٹھہرو!! کوچوان! بگھی روکو! وہ پوری رفتار سے پیچھے بھاگ رہا تھا بگھی کوئی تیس قدم آگے جا کر رک گئی بھاری بھرکم آدمی بری طرح ہانپتا ہوا قریب پہنچا اور اس بگھی کے اندر جھانکتے ہوئے کہنے لگا عتبہ! خدا کی قسم! مجھے تمہارا پیغام بہت دیر۔۔۔۔۔۔

وہ اپنا فقرہ پورا نہ کر سکا آنکھ جھپکنے میں اس کی گردن سلمان کے آہنی ہاتھوں کی گرفت میں تھی۔ ولید نے اس کا بازو پکڑ کر اندر کھینچ لیا اور بگھی دوبارہ روانہ ہوگئی۔

جمیل نے اپنا خنجر اس کے سینے پر رکھ کر آہستہ سے دبا دیا اور اس کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی

سلمان نے اس کی گردن سے اپنے ہاتھوں کی گرفت ذرا ڈھیلی کرتے ہوئے کہا دیکھو! اگر تم نے شور مچانے کی کوشش کی تو آواز نکالنے سے پہلے تمہاری گردن مروڑ دی جائے گی۔ ہم خنجر یا طمنچہ استعمال کر کے اس خوب صورت بگھی کو تمہارے خون سے غلیظ کرنا پسند نہیں کریں گے۔

کوتوال نے کھانستے ہوئے بڑی مشکل سے کہا مجھے معلوم ہے کہ آپ کی مرضی کے بغیر میری آواز حلق سے باہر نہیں آسکتی لیکن آپ کون ہیں؟ اور کیا چاہتے ہیں؟ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔

سلمان عقب سے بگھی کا پردہ اٹھا کر چند ثانیے سڑک کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر کوتوال سے مخاطب ہوا

تم سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہو میرا پہلا حکم یہ ہے کہ اگر پولیس کا کوئی آدمی اس بگھی کے قریب آنے کی کوشش کرے تو تم اسے دور سے آواز دے کر روک دینا ضرورت کے وقت شاید تمہیں بگھی سے سر نکال کر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ تم اپنے

دوستوں کے ساتھ سفر کر رہے ہو لیکن تمہاری آواز سن کر کسی کو یہ احساس نہیں ہونا چاہیے کہ تم خوف یا مجبوری کی حالت میں میرے حکم کی تعمیل کر رہے ہو تمہاری غلطی کی سزا صرف تمہاری ذات تک محدود نہیں رہے گی، بلکہ تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس وقت ہمارے ساتھی تمہارے گھر کا محاصرہ کر چکے ہیں اور اگر انہیں کسی وقت یہ اطلاع ملی کہ ہماری بگھی کا پیچھا کیا جا رہا ہے تو وہ تمہارے گھر کے کسی فرد کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

جناب مجھ پر رحم کیجئے! میں وعدہ کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی غلطی نہیں ہو گی

سلمان نے اٹھ کر دروازے سے سر نکالتے ہوئے آواز دی۔ کوچوان بگھی کو آرام سے چلنے دو!

پھر اس نے دوبارہ اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہ انشاء اللہ ہم تمہیں کسی غلطی کا موقع ہی نہیں دے گے۔ اب تم بیٹھو اور اطمیان سے میرے ساتھ بیٹھ جاؤ! جمیل! تم اس کے ہاتھ پاؤں جکڑ دو۔ لیکن اسے زیادہ تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔

کوتوال نے کسی حیل وحجت کے بغیر حکم کی تعمیل کی اور سلمان نے قدرے توقف کے بعد طنچہ نکال کر اس کی کنپٹی پر رکھتے ہوئے کہا اب میں تم سے ایک اور بات پوچھنا چاہتا ہوں اگر تم نے ذرا سی بھی غلط بیانی سے کام لیا تو مجھے تمہارے سر میں ایک سوراخ کرنے کے بعد صرف اس بات کا افسوس ہو گا کہ میرا قیمتی بارود ضائع ہوا ہے۔

جناب! اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا

سلمان نے پوچھا عتبہ کہاں ہے؟

جناب! وہ ویگا میں ہو گا

تمہیں اس نے کیا پیغام بھیجا تھا؟

وہ سہ پہر کے وقت شہر سے باہر مجھ سے ملنا چاہتا تھا لیکن اس کا پیغام مجھے چند

گھنٹے بعد ملا۔

تمہیں یقین ہے کہ وہ شہر میں نہیں آیا؟

جناب! مجھے یقین ہے اگر وہ یہاں آنے میں خطرہ محسوس نہ کرتا تو وہ مجھے ملاقات کے لیے باہر نہ بلواتا

لیکن اس کی نشانی ملنے پر تم نے جس بے قراری کا مظاہرہ کیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم اس کے منتظر تھے!

جناب! میں نے یہ سمجھا تھا کہ اگر وہ خطرے سے بے پرواہ ہو کر یہاں آ گیا ہے تو یقیناً کوئی اہم معاملہ ہو گا

تمہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ تم سے کیوں ملنا چاہتا ہے؟

جناب! اس نے اپنے خط میں صرف اتنا لکھا تھا کہ اس کے گھر میں کوئی غیر متوقع حادثہ پیش آ چکا ہے۔

بہت اچھا اب تم خاموش بیٹھے رہو اور اس بات کا خیال رکھو کہ کہیں تمہارے گھر کو بھی کوئی حادثہ پیش نہ آ جائے۔

☆☆☆

دس منٹ بعد طبیب ابو نصر کے مکان کی عالیشان ڈیوڑھی کا دروازہ کھلا بگھی اندر داخل ہوئی اور نوکروں نے جلدی سے کواڑ بند کر دیے۔

پھر کوئی پانچ منٹ بعد دروازہ دوبارہ کھلا اور دو بگھیاں یکے بعد دیگرے باہر نکل رہی تھیں۔ اگلی بگھی پر جو یوسف کے گھر سے آئی تھی، ایک طرف سعید، عاتکہ کے سامنے سلمان کے پہلو میں کوتوال بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پیچھے دوسری بگھی پر ولید، جمیل اور عبدالمنان سوار تھے۔

وہ لمحات کتنی جلدی گزر گئے جب تاریک رات کے مسافر اپنے میزبانوں اور دوستوں سے رخصت ہو رہے تھے وہ داستان کتنی طویل تھی جو صرف خدا کے الفاظ پر

ختم ہو چکی تھی اور پھر وہ سکوت، جب سلمان نے ایک پاؤں بگھی کے پائیدان پر رکھتے ہوئے بدریہ پر آخری نظر ڈالی تھی، زندگی کے کتنے نغموں اور سپنوں کے کتنے جزیروں کو اپنے دامن میں سمیٹ چکا تھا۔

بدریہ! بدریہ! بدریہ! وہ تصور میں آوازیں دے رہا تھا۔ اسے تیز رفتار گھوڑوں کی ٹاپ اور بگھی کے پہیوں کی کھڑکھڑاہٹ میں بھی اس کی دبی دبی سسکیاں سنائی دے رہی تھیں پھر اسے یوں محسوس ہوا جیسے سعید اسے پکار رہا ہے وہ چونکا اور خواب و خیال کی دنیا اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔ بھائی جان! وہ کہہ رہا تھا اگر شہر سے باہر سواری کے لیے گھوڑے موجود ہیں تو ہمیں بگھیاں واپس کر دینی چاہئیں۔ میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں اور آپ کے ساتھ گھوڑے پر سفر کرتے ہوئے مجھے کوئی تکلیف نہیں ہو گی۔ ولید اور جمیل کو فوراً یوسف کے گھر پہنچ جانا چاہیے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ ہمارے محسنوں کو ان بگھیوں کی وجہ سے کسی الجھن کا سامنا کرنا پڑے۔

سلمان نے جواب دیا میرا خیال تھا کہ جہاں تک سڑک جاتی ہے، تمہارے لی بگھی پر سفر کرنا زیادہ آرام دہ ہو گا لیکن اگر تم سواری کی تکلیف برداشت کر سکتے ہو تو ہم کئی الجھنوں سے بچ جائیں گے۔

بھائی جان! آج مجھے یہ بھی محسوس نہیں ہوتا کہ میں کبھی بیمار رہا ہوں۔ آج میں کچھ گھر سے اندر تیر اندازی کی مشق بھی کر چکا ہوں اور مجھے یہ اطمینان محسوس ہوا ہے کہ میں بھاگتے ہوئے گھوڑے سے بھی تیر چلا سکتا ہوں۔

میں آپ کے لیے دو طمنچے اور سامان بھی لے آیا ہوں۔ مجھے یہ اطمینان نہیں تھا کہ آپ عبید اللہ کے گھر سے میرا سامان بھی لے آئیں گے

سعید نے کہا اور اس آدمی کے متعلق آپ نے کیا سوچا ہے؟

یہ آدمی اب اتنا کچھ جان گیا ہے کہ ہم اسے چھوڑنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے! ہم شہر سے باہر نکل کر کوئی فیصلہ کریں گے

کوتوال نے کہا خدا کے لیے مجھ پر رحم کیجیے!

خاموش! سلمان نے گرج کر کہا تمہارے منہ سے رحم کا لفظ سن کر حامد بن زہرہ کی روح کو تکلیف ہوگی

کوتوال نے سہمی ہوئی آواز میں کہا جناب! حامد بن زہرہ کے قاتلوں سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ میں آپ کو ان سب کے نام بتا سکتا ہوں اور خدا کی قسم! میں جھوٹ نہیں بولوں گا!

سلمان نے کہا دنیا میں ہر برے آدمی کی زندگی میں ایسا وقت آتا ہے جب اسے جھوٹ کہنے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا لیکن تم میری توقع سے زیادہ بدباطن ہو تم یحییٰ کو جانتے ہو، وہ تمہاری پولیس میں کام کرتا تھا؟

جی ہاں! لیکن وہ لاپتا ہے!

اگر اسے تمہارے سامنے پیش کر دیا جائے تو تم اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ کہہ سکو گے کہ حامد بن زہرہ کے قاتلوں کے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں؟

کوتوال کی نگاہوں کے سامنے پھر ایک بار موت کے اندھیرے چھا گئے

تھوڑی دیر بعد بگھی کی رفتار کم ہوگئی۔ سلمان نے باہر جھانک کر دیکھا دوسری بگھی دروازے کے سامنے کھڑی تھی عبدالمنان نیچے اتر کر اطمینان سے چند پہریداروں کے درمیان کھڑے ایک افسر سے باتیں کر رہا تھا اور دو آدمی دروازہ کھول رہے تھے چند ثانیے بعد عبدالمنان بگھی پر بیٹھ گیا تو افسر بھاگتا ہوا سلمان کی بگھی کے قریب پہنچا اور اس نے کہا جناب! آپ اطمینان سے جا سکتے ہیں اب آپ کو دروازے کے آس پاس پولیس کا کوئی آدمی نظر نہیں آئے گا ہماری طرح انہیں بھی یہ اطلاع مل چکی ہے کہ دو دن بعد نہ غرناطہ کی سلطنت ہوگی اور نہ اس سلطنت کی فوج اور پولیس ہوگی۔ آپ کے ساتھی سڑک پر انتظار کر رہے ہیں لیکن آپ کو دشمن سے محتاط رہنا چاہیے۔

سلمان نے دروازے سے باہر سر نکالتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا اور پھر بگھی چل پڑی۔

☆☆☆

بگھیاں سڑک کے نشیب میں رک گئیں اور رضا کار شکستہ مکان کی اوٹ سے نکل کر ان کے گرد جمع ہو گئے سلمان نے کوتوال کو دھکا دے کر نیچے پھینک دیا اور خود بگھی سے باہر نکل آیا اتنی دیر میں اگلی بگھی کے سوار بھی نیچے اتر چکے تھے۔

عثمان جو اپنی کارگزاری ظاہر کرنے کے لیے سخت بے چین تھا، آگے بڑھ کر بولا میں آپ سے آدھ گھنٹہ پہلے شیخ ابو یعقوب کی بستی سے واپس آ گیا تھا، وہ یہ کہتے تھے کہ میرے آدمی اگلے گاؤں کے لوگوں کو خبردار کرنے کے بعد آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور سعید کے گھر تک آپ کا ساتھ دیں گے۔

دوسرے آدمی نے کہا جناب! ہم آپ کے لیے گھوڑے یہیں لے آئے ہیں۔

سلمان نے ولید سے مخاطب ہو کر کہا یحییٰ کی روح اس اجڑے ہوئے مکان میں غرناطہ کے کوتوال کا انتظار کر رہی ہے۔ اسے وہاں لے جائیے!

جمیل نے خنجر سے اس کے پاؤں کی رسی کاٹ ڈالی۔ دو آدمیوں نے اس کا بازو پکڑ کر اٹھایا اور ولید اسے ننگی تلوار سے ہانکنے لگا۔

کوتوال جو اب تک موہوم امیدوں کا سہارا لے رہا تھا، اپنا آخری وقت قریب دیکھ کر بلبلا اٹھا خدا کے لئے! مجھ پر رحم کرو میں آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔ میں حامد بن زہرہ کے تمام قاتلوں کے نام بتا سکتا ہوں۔ آپ کو ابھی تک ابو القاسم کی آخری سازش کا علم نہیں۔ خدا کے لیے! میری بات سنو! پرسوں دشمن کی فوج غرناطہ میں داخل ہو جائے گی۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں عتبہ کو گرفتار کر کے آپ کے حوالے کر دوں گا، مجھے معاف کرو مجھ پر رحم کرو!

کوتوال کی ٹانگوں نے اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا تھا اور اس کے گھٹنے

زمین سے رگڑ کھا رہے تھے پھر شکستہ مکان کے ایک تاریک کمرے سے اس کی آخری چیخ سنائی دی اور اس کے بعد فضا میں سکوت طاری ہو گیا۔

سلمان نے عبدالمنان سے مخاطب ہو کر کہا اب آپ بگھیوں پر واپس پہنچنے کی کوشش کریں اور ہمارے لیے گھوڑے لانے والے رضا کاروں کو بھی ساتھ لے جائیں پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ بھی فوراً اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جائیں۔ میں اور عثمان آپ سے پچاس ساٹھ قدم آگے رہیں گے۔ بظاہر ہمیں کوئی خطرہ نہیں تاہم احتیاط ضروری ہے۔

پانچ منٹ کے بعد بگھیوں اور گھوڑوں کے سوار مختلف سمتوں کا رخ کر رہے تھے۔

☆☆☆

تعاقب

جب وہ سڑک سے شیخ ابو یعقوب کی بستی کی طرف نکلنے والے راستے کے قریب پہنچے تو انہیں سامنے سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی اور سلمان نے گھوڑا روک لیا۔

عثمان نے کہا تم فوراً پیچھے جا کر انہیں یہ کہو کہ وہ سڑک سے ایک طرف ہٹ جائیں عثمان نے ایک گھوڑا موڑ لیا۔ آن کی آن میں سواروں نے سلمان کے قریب پہنچ کر اپنے گھوڑوں کی باگیں کھینچ لیں اور ایک آدمی پوری قوت سے چلایا۔ ٹھہریئے! ٹھہریئے! آپ کو آگے جانے میں خطرہ ہے۔

عثمان کو یہ آواز مانوس محسوس ہوئی اور اس نے کہا یونس! کیا بات ہے؟

جناب آپ کے دشمن اگلی بستی میں پہنچ چکے ہیں یونس یہ کہہ کر جلدی سے دوسرے سوار کی طرف متوجہ ہوا۔ تم واپس جا کر اپنے ساتھیوں کو اطلاع دو۔ میں ان کے ساتھ جاتا ہوں۔

جب اس نے گھوڑوں کی باگ موڑ لی تو یونس نے سلمان سے مخاطب ہو کر کہا جناب! آپ ابو یعقوب کی بستی کی طرف مڑ جائیں۔ ہم عتبہ کے آدمیوں کو زیادہ سے زیادہ دیر روکنے کی کوشش کریں گے۔ جلدی کیجیے میں سڑک سے کچھ دور جا کر آپ کو سارے حالات بتا دوں گا۔

سلمان نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور وہ گھوڑے بھگاتے ہوئے اس کے قریب آ گئے پھر اس نے کہا ہمیں اپنا راستہ تبدیل کرنا پڑے گا۔ تم ہمارے پیچھے پیچھے آؤ! تھوڑی دیر بعد جب وہ سڑک سے تھوڑی دور اجڑی ہوئی بستی کے مکانات کی اوٹ میں کھڑے تھے۔ یونس سلمان کو اپنی سرگزشت سنا رہا تھا۔

ہم ابو یعقوب کی بستی سے دوسرے راستے اگلے گاؤں کی طرف آئے تھے۔

جب ہم گاؤں کے قریب پہنچے تو ہمیں راستے میں دو آدمی ملے جو شیخ ابو یعقوب کو یہ اطلاع دینے کے لیے جا رہے تھے کہ مسلح سواروں کا ایک گروہ ان کے گاؤں میں

داخل ہو چکا ہے اور وہ باقی رات وہیں گزارنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے گاؤں کے ایک اجڑے ہوئے مکان پر قبضہ بھی کر لیا ہے۔ ان سے چند سوال پوچھنے پر ہمیں یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ جنوب کی طرف سے آئے تھے اور چونکہ شام کے وقت سواروں کے ایک بڑے گروہ کو جو مغرب کی سمت سے نمودار ہوا تھا۔ نالے کا پل عبور کرنے کے بعد اجڑے ہوئے قلعے کی طرف جاتے دیکھا گیا تھا۔ اس لیے گاؤں کے لوگوں کو یہ خدشہ تھا کہ ڈاکوؤں کی کوئی بڑی جماعت اس علاقے میں لوٹ مار کرنا چاہتی ہے۔

اس کے بعد ہم گاؤں کے اوپر چکر لگا کر سڑک کے قریب پہنچے تو ہمیں گھوڑوں کی ہنہناہٹ سنائی دی اور ہم احتیاطاً باہر ہی ایک باغ میں چلے گئے۔ پھر ہمیں چند سوار آہستہ آہستہ غرناطہ کا رخ کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ آپ کو فوراً اطلاع دینا ضروری تھا لیکن ضحاک نے یہ خدشہ ظاہر کیا کہ اگر ہم نے ان سے آگے بھاگنے کی کوشش کی تو وہ ہمارا پیچھا کریں گے۔ اس لیے ہم نے انہیں آگے نکلنے کا موقع دیا اور پھر سڑک پر پہنچ کر ان کے پیچھے پوری رفتار سے گھوڑے چھوڑ دیے۔ وہ شاید ہمیں اپنے ساتھی سمجھ کر بھاگنے کی بجائے رک گئے تھے۔ اس لیے ہم نے آن کی آن میں تین آدمیوں کو سڑک پر ہی ڈھیر کر دیا۔ پھر ہم نے بائیں جانب کھیتوں میں کچھ دور باقی آدمیوں کا تعاقب کیا اور ایک کو ضحاک نے نیزہ مار کر گرا دیا جب ہم سڑک پر واپس آئے تو ایک زخمی قسطلہ کی زبان میں اپنے ساتھیوں کو آوازیں دے رہا تھا لیکن ہمیں اس سے پہلے ہی یقین ہو چکا تھا کہ وہ عتبہ کے آدمی ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم باقی دو آدمیوں کو بھی موت کے گھاٹ نہیں اتار سکے۔ اب وہ گاؤں میں اپنے ساتھیوں کو خبردار کر دیں گے۔ ضحاک کے ساتھ شیخ ابو یعقوب کے پانچ اور آدمی آپ کو اس راستے سے نکل جانے کے لیے زیادہ سے زیادہ وقت دینے کے لیے رک گئے ہیں۔ ضحاک نے ایک آدمی کو میرے ساتھ روانہ کرتے ہوئے یہ کہا تھا

کہ دشمن کو آپ تک پہنچنے کے لیے ہماری لاشوں سے گزرنا پڑے گا۔

سلمان نے سعید سے کہا سعید تم عاتکہ اور منصور کے ساتھ فوراً نکل جاؤ اور ابو یعقوب کی بستی میں ہمارا انتظار کرو۔ عثمان تمہاری رہنمائی کرے گا۔

اور سعید تذبذب کی حالت میں کبھی سلمان اور کبھی عاتکہ کی طرف دیکھ رہا تھا۔

جاؤ سعید میرا کہا مانو! اس نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا اور عاتکہ! تم کیا سوچ رہی ہو! یہاں کوئی قلعہ نہیں اور تمہیں اس بات کا بھی ثبوت دینے کی ضرورت نہیں کہ تم ایک بہادر لڑکی ہو جب میرا ترکش خالی ہو جائے گا تو میں تمہیں لڑائی میں حصہ لینے سے منع نہیں کروں گا۔ تھوڑی دیر میں ضحاک اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ گئے اور مجھے یقین ہے کہ عتبہ کے آدمی اس کا پیچھا کر رہے ہوں گے پھر مجھے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تمہاری اعانت سے زیادہ اس اطمینان کی ضرورت ہو گی کہ تم ان کے ہاتھ نہیں آ جاؤ گی خدا کے لیے جاؤ! تمہارے اس تذبذب کی وجہ سے کئی جانیں ضائع ہو جائیں گی انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگا دی۔

سلمان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا ساتھیو اپنے گھوڑے آس پاس کے مکانات کے اندر باندھ دو ہو سکتا ہے کہ دشمن کی تعداد ہم سے بہت زیادہ ہو اس لیے تمہاری فتح کا انحصار اس بات پر ہے کہ تمہارا کوئی تیر رائیگاں نہ جائے جو مکان راستے سے زیادہ قریب ہیں ان کی چھتوں پر چڑھ جاؤ اور تیر چلانے سے پہلے میرے طبلچے کی آواز کا انتظار کرو۔ یونس تم سڑک پر جا کر اپنے بھائی اور اس کے ساتھیوں کا انتظار کرو اور انہیں اس طرف لے آؤ۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ اس خیال سے آگے نہ نکل جائیں کہ ہم ابو یعقوب کی بستی کی طرف روانہ ہو چکے ہیں اور ہمیں مزید وقت دینے کے لیے دشمن کی توجہ دوسری طرف مبذول کرنے کی ضرورت ہے اب ہم جتنی جلدی دشمن سے نبٹ لیں اسی قدر باقی سفر میں ہماری مشکلات کم ہو جائیں گی۔ اس لیے ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ عتبہ کے آدمی تمہارے پیچھے پیچھے یہاں

پہنچ جائیں اور یہ ضروری ہے کہ تم ہمارے پیچھے رکنے کی بجائے بستی کے آخری مکان کے پیچھے پہنچ جاؤ۔

جناب میں سمجھ گیا ہوں۔انھیں یہاں لانے کے لیے ہم بستی تک جانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔یونس نے یہ کہہ کر اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی۔وہ کوئی دس منٹ تک ان کا انتظار کرتے رہے۔بالآخر یونس چھ آدمیوں کے ساتھ واپس پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی سلمان کو ان کا تعاقب کرنے والوں کے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دینے لگی۔

بالآخر سات سوار نمودار ہوئے اور پوری رفتار سے بستی کے آخری مکان کی اوٹ میں چلے گئے اور اس کے ساتھ ہی انہیں سواروں کے ایک بڑے گروہ کے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دینے لگی۔چند ثانیے بعد جب بیس پچیس آدمی ان کے تیروں کی زد میں آ گئے تو سلمان نے طپنچہ چلا دیا اور پھر ان پر تیروں کی بارش ہونے لگی وہ بربری، ہسپانوی اور عربی زبانوں میں دہائی مچا رہے تھے، اگلے سواروں نے مڑنے کی کوشش کی اور ان کے گھوڑے تاریکی میں اپنے ساتھیوں کے گھوڑوں سے ٹکرا گئے۔ چند سواروں نے سراسیمگی کی حالت میں آگے نکلنے کی کوشش کی تو ان پر بستی کے آخری مکان میں چھپے ہوئے سواروں نے تیر چلا دیے۔

چند آدمی بچ کر نکل گئے لیکن تاریخی میں ان کی صحیح تعداد کا اندازہ کرنا مشکل نہ تھا۔دو منٹ کے اندر اندر یہ لڑائی ختم ہو چکی تھی اور سلمان اطمینان سے باہر نکل کر اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا تمھیں لاشیں گننے کی ضرورت نہیں۔صرف زخمیوں کو ٹھکانے لگا دو

ایک آدمی اپنے گھوڑے کی باگ تھامے سلمان کے قریب پہنچا اور اس نے کہا جناب میں ضحاک ہوں چند سواروں نے آگے نکلنے کی کوشش کی تھی۔ہم نے ان میں سے تین کو ٹھکانے لگا دیا لیکن میرا خیال ہے کہ ان میں سے بھی ایک زخمی ہو چکا تھا۔

اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں احتیاطاً آگے چلا جاؤں۔

سلمان نے جواب دیا ہمارے ساتھی ابو یعقوب کی بستی میں پہنچ چکے ہوں گے۔ اس لیے ہمیں ایک یا دو آدمیوں کے متعلق فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ یقیناً راستے سے ادھر ادھر بھاگنے کی کوشش کریں گے۔

معاً انہیں دور سے یکے بعد دیگرے دو دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور سلمان نے جلدی سے اپنے گھوڑے پر کودتے ہوئے کہا۔ ضحاک تم میرے ساتھ آسکتے ہو لیکن باقی ساتھیوں کو اپنا کام ختم کر کے اطمینان سے ہمارے پیچھے آنا چاہیے۔ یہ دھماکے ہمارے ساتھیوں کا کارنامہ معلوم ہوتے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں غلط فہمی میں ہم پر تیر نہ چلا دیں۔

پھر وہ قدم قدم پر عثمان کو آوازیں دیتا ہوا بستی سے آگے بڑھا

کچھ دور جا کر انہیں عثمان کی آواز سنائی دی جناب ہم یہاں ہیں اور پھر آن کی آن میں وہ ایک ٹیلے کے قریب عاتکہ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا دو لاشیں ان کے قریب پڑی ہوئی تھیں وہ چند ثانیے خاموش رہا۔

عاتکہ نے قدرے سہمی ہوئی آواز میں کہا بھائی جان! آپ ہمیں بے وقوف کہہ سکتے ہیں لیکن آپ کے سوا کہاں جا سکتے ہیں؟ ہمیں یہ اطمینان کیسے ہو سکتا تھا کہ آنے والی صبح کا اجالا ہمارے لیے اس رات کی تاریکی سے زیادہ بھیانک نہیں ہوگا اور پھر میں حامد بن زہرہ کے بیٹے اور نواسے کو یہ کیسے سمجھا سکتی تھی کہ انہیں اپنے محسن کا انتظار کرنے کی بجائے اس کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے دختر غرناطہ اپنی زندگی میں پہلی بار ایک کمسن بچی کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

عاتکہ! سلمان نے گھٹی ہوئی آواز میں کہا میں تمہیں بے وقوف نہیں کہہ سکتا کاش ان آنسوؤں سے اس بدنصیب قوم کے اعمال کی سیاہی دھل سکتی۔ سعید! میں تم سے بھی خفا نہیں ہو سکتا لیکن تم میری بے چینی کی وجہ سمجھ سکتے ہو۔

سعید نے کہا بھائی جان! ہمارے لیے ابو یعقوب کی بستی میں پہنچ جانا یا راستے میں چھپ جانا ایک جیسا تھا۔ ہم ٹیلے کے پیچھے چلے گئے تھے اور شاید اس میں بھی کوئی مصلحت تھی کہ منصور نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان دو سواروں کی آہٹ پا کر ہم نے اپنے گھوڑے عثمان کے سپرد کر دیے اور راستے کے قریب پہنچ کر پتھروں کی آڑ میں چھپ گئے۔ طمنچے چلانے سے پہلے ہمارے لیے یہ اطمینان کرنا ضروری تھا کہ وہ کہیں ہمارے آدمی نہ ہوں۔ پھر ان میں سے ایک آدمی جو پہلے سے زخمی معلوم ہوتا تھا۔ گھوڑے سے اتر کر قسطلہ کی زبان میں اپنے ساتھی سے کچھ کہہ رہا تھا۔ وہ اتنے قریب تھے کہ ہم انہیں پتھر مار کر بھی گرا سکتے تھے۔

سلمان نے کہا سعید! ہم ایک بڑی فتح حاصل کر چکے ہیں اور ہماری کامیابی کی ایک وجہ یہ نوجوان ہے پھر وہ اپنے ساتھی سے مخاطب ہوا ضحاک میں تمہارا شکر گزار ہوں لیکن مجھے تم سے اتنی امید نہ تھی۔

ضحاک نے جواب دیا جناب یہ میرا فرض تھا ایک آدمی برا ہو سکتا ہے لیکن آپ جیسے محسن کا ناشکر گزار نہیں ہو سکتا۔

لیکن اب میں تمہارا مقروض ہو چکا ہوں

جناب! اگر آپ چاہیں تو یہ قرض ابھی اتار سکتے ہیں صرف میری چھوٹی سی درخواست قبول کر لیجیے!

اور وہ چھوٹی سی درخواست کیا ہے؟

جناب! میں یونس اور میری بیوی آپ کے ساتھ جانا چاہتے ہیں

تمہیں معلوم ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟

جناب! مجھے یہ جاننے کی ضرورت نہیں

اور تمہارا باپ؟

جناب! یہ انہی کی خواہش ہے کہ ہم آپ کے ساتھ چلے جائیں

لیکن وہ ابو یعقوب کی بستی میں نہیں رہ سکتے

جناب! وہ پہاڑوں میں اپنے آقا کے کسی عزیز کے پاس پناہ لے سکیں گے اگر وہ سفر کے قابل ہوتے تو ہم انہیں بھی ساتھ لے جاتے۔

بہت اچھا میں تمہاری کوئی درخواست رد نہیں کر سکتا تم جاؤ! اور اپنی بیوی سے کہو کہ وہ تیار رہو جائے عثمان! تم بھی اس کے ساتھ جاؤ اور شیخ ابو یعقوب کو میرا پیغام دو کہ ہم رات ختم ہونے سے پہلے ایک منزل طے کر لینا چاہتے ہیں۔ ہمارا فوری خطرہ دور ہو چکا ہے اور اب میں رضا کاروں کو آگے لے جانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

☆☆☆

جب سلمان کے باقی ساتھی بھی پہنچ گئے تو وہ ابو یعقوب کی بستی کی طرف روانہ ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ابو یعقوب چند آدمیوں کے ساتھ گاؤں سے باہر ان کا استقبال کر رہا تھا۔ سلمان نے گھوڑے سے اتر کر ابو یعقوب سے مصافحہ کیا اور غرناطہ کے رضا کاروں سے مخاطب ہوا۔ اب ہم سعید کے گاؤں جانے کی بجائے یہاں سے سیدھے پہاڑوں کی طرف نکل جائیں گے اس لیے آپ یہیں سے لوٹ جائیں اور فوراً غرناطہ پہنچنے کی کوشش کریں اور جو لوگ بگھی پر ہمارے ساتھ آئے تھے انہیں یہ بتا دیں کہ اب ہم دوسرے راستے سے جا رہے ہیں۔ جو لوگ ہمارے پیچھے آئیں گے انہیں شیخ ابو یعقوب سے ہماری اگلی منازل کی اطلاع مل جائے گی اب وقت ضائع نہ کیجیے!

انہوں نے خدا حافظ کہہ کر گھوڑوں کی باگیں موڑ لیں اور وہ کچھ دیر رات کی تاریکی میں ان کے گھوڑوں کی ٹاپ سنتا رہا۔

ابو یعقوب نے سلمان کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا بیٹا! بعض مہمان ایسے ہوتے ہیں جنہیں الوداع کہتے ہوئے بہت تکلیف ہوتی ہے لیکن میں آپ

سے چند منٹ بھی باتیں نہیں کر سکتا میں نے آپ کی اطلاع ملتے ہی ایک آدمی آگے روانہ کر دیا ہے تاکہ اگلی بستیوں کے لوگوں کو اطلاع مل جائے۔ ضحاک اور یونس کے علاوہ بستی سے چار سوار آپ کے ساتھ جائیں گے آگے پہاڑی کی چڑھائی بہت سخت ہے اور آپ کو بہت احتیاط سے چلنا پڑے گا۔ سعید کی صحت کے متعلق میں بہت فکر مند تھا لیکن یہ ایک مجبوری ہے اگلی منزل پر آپ کو آرام کے لیے کافی وقت مل جائے گا اور انشاء اللہ وہاں سے آگے بھی کسی گھر کے دروازے حامد بن زہرہ کے بیٹے نصیر کی بیٹی کو دوبارہ آواز دینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

سلمان بوڑھے سردار کو خدا حافظ کہہ کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

☆☆☆

عتبہ اور اس کے ساتھی ویران قلعے کے صحن میں الاؤ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کونے کے برج کی طرف سے آواز آئی جناب! ایک سوار آرہا ہے

اسے آنے دو!

چند ثانیے بعد سوار اندر داخل ہوا اور اس نے بلند آواز میں کہا جناب! ہمارے آدمی اس گاؤں سے کہیں جا چکے ہیں اور میں نے باقی تین سواروں کو آگے بھیج دیا ہے۔ تم نے گاؤں کے لوگوں سے معلوم کیا تھا؟

جناب! گاؤں کے لوگ اس قدر خوفزدہ تھے کہ کسی نے باہر آکر ہم سے بات کرنے کی بھی جرأت نہیں کی

یہ کیسے ہو سکتا ہے! میں نے انہیں سختی سے ہدایت کی تھی کہ سڑک پر گشت کرنے کے لیے چھ سات سے زیادہ سواروں کی ضرورت نہیں

ایک آدمی نے کہا جناب! وہ کسی اجڑے ہوئے مکان کے اندر دبک کر سو گئے ہوں گے۔

سوار بولا تمہارا خیال ہے کہ تمہارے سوا ساری دنیا بیوقوف ہے؟ میں نے ایک

ایک مکان کے آگے جا کر انہیں آوازیں دی تھیں

ایک اور آدمی نے قسطلہ کی زبان میں کہا کیا یہ ضروری ہے کہ جن لوگوں کو آپ تلاش کر رہے ہیں وہ اسی طرف آئے ہوں؟

عتبہ نے تلملا کر کہا میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ اب تک غرناطہ کے گوشے گوشے میں یہ خبر پہنچ چکی ہو گی کہ ہماری فوجیں شہر میں داخل ہونے والی ہیں اور اس کے بعد وہ لوگ جنہوں نے میرے گھر ڈاکہ ڈالنے کی جرأت کی تھی یہاں ایک لمحہ بھی ٹھہرنے کی جرأت نہیں کریں گے

لیکن غرناطہ سے بھاگنے کے اور بھی تو راستے ہو سکتے ہیں

اگر انہوں نے فوراً بھاگنے کی کوشش کی ہے تو رات کے وقت وہ اپنی بستی کے سوا کسی اور طرف نہیں جائیں گے۔

اس صورت میں کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ ہم ان کی بستی پر قبضہ کر لیتے؟

اگر یہ کام تم اپنے ذمے لینے کے لیے تیار ہو تو میں خوشی سے تمہیں اجازت دیتا ہوں لیکن وہاں ان کی ایک آواز پر آس پاس کی بستیوں سے سینکڑوں آدمی جمع ہو جائیں گے

ہاں! دو دن بعد یہ سارا علاقہ ہمارے رحم و کرم پر ہو گا اور میں تمہیں اس وقت اس بستی کے سردار کے گھر ٹھہرا سکوں گ۔ اب خاموشی سے بیٹھے رہو!

عتبہ نے اضطراب کی حالت میں ٹہلنا شروع کر دیا۔

ایک گھنٹہ بعد ایک اور سوار چیختا چلاتا وہاں پہنچا اور پھر عتبہ جو اپنے ساتھیوں کو کوچ کی تیاری کا حکم دینے والا تھا، انتہائی سراسیمگی کی حالت میں اس کی سرگزشت سن رہا تھا

جناب! ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہ علاقہ دشمن سے بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے ہمارے کئی ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اور میرے علاوہ صرف تین یا چار

آدمی ہی اپنی جانیں بچانے میں کامیاب ہوئے ہیں

عتبہ نے غصے کی حالت میں اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا کیا تم پر اس گاؤں میں حملہ ہوا تھا؟

نہیں! انہوں نے ہم پر گاؤں سے کچھ دور باہر حملہ کیا تھا

بیوقوف! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ سب گاؤں چھوڑ کر چلے گئے ہوں

نہیں جناب! ہم نے آپ کے حکم کے مطابق گشت پر سواروں کی ایک ٹولی بھیجی تھی لیکن دشمن کے ایک گروہ نے جو گاؤں سے تھوڑی دور گھات لگائے ہوئے تھا ان پر حملہ کر کے چار آدمیوں کو قتل کر دیا تھا۔ دو آدمیوں نے واپس آ کر ہمیں اطلاع دی کہ حملہ کرنے والوں کی تعداد سات آٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھی پھر ہم نے ان کا تعاقب کیا اس کے بعد وہ ہمیں اپنے پیچھے لگا کر اس جگہ لے گئے جہاں اب لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔

میں نے دشمن کے گھیرے سے نکلتے ہوئے صرف دو سواروں کو مغرب کی طرف غائب ہوتے دیکھا تھا۔ ان میں سے ایک سوار جو زخمی تھا میرے ساتھ آ رہا تھا سڑک سے پیچھے دور وہ اپنے گھوڑے سے گر پڑا۔ آپ کو فوراً اطلاع دینا ضروری تھا۔ لیکن میرے لیے اسے جان کنی کی حالت میں چھوڑنا ممکن نہ تھا۔ میں اسے اپنے گھوڑے پر لاد کر کچھ دور درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے لے گیا اور اس امید پر اس کے پاس بیٹھا رہا کہ شاید کوئی ساتھی اس طرف آ نکلے اور میں زخمی کو اس کے سپرد کر کے آپ کے پاس پہنچنے کی کوشش کروں۔ مگر جب میں دوبارہ اسے اپنے گھوڑے پر ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ ٹھنڈا ہو چکا ہے۔ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے ہی مجھے دور سے دشمن کے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی۔

عتبہ نے پوچھا رات کے وقت تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ دشمن کے آدمی ہیں

اس نے قدرے تلخ ہو کر جواب دیا جناب! ہمارے ساتھی دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتے

تھے اور گھوڑوں کی ٹاپ سے میرے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ انہیں قتل کرنے والے غرناطہ کا رخ کر رہے ہیں۔

تم نے واپس آتے ہوئے کسی کو دیکھا تھا؟

نہیں! میں سڑک کی طرف جانے کی بجائے ایک طویل چکر کاٹنے کے بعد نالے کے پل پر پہنچا تھا

وہ کچھ دیر خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے بالآخر عتبہ نے کہا میں نے تم میں سے ہر آدمی کو تین ڈوکٹ دینے کی پیش کش کی تھی۔ اب میں ساٹھ ڈوکٹ دینے کا وعدہ کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ جن لوگوں کو ہم تلاش کر رہے ہیں ۔وہ واپس نہیں گئے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ہماری آمد سے پہلے اس سے آگے نکل گئے ہوں۔

ڈوکٹ اسپین کے ایک سکے کا نام ہے

☆☆☆

طلوع آفتاب کے وقت سلمان اور اس کے ساتھی پہاڑ کے دامن میں ایک دشوار گزار راستہ طے کر رہے تھے۔ ان کے پیچھے حد نگاہ تک پہاڑیوں اور وادیوں کے نشیب و فراز ہر کے دھندلکوں میں ڈوبے ہوئے تھے تھکے ہوئے گھوڑے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہے تھے۔ سوار سخت سردی کے باعث ٹھٹھر رہے تھے۔ سعید اپنے گھوڑے کی زین پر سر جھکائے بیٹھا تھا۔

سلمان نے مڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا سعید! تم ٹھیک تو ہو؟

میں بالکل ٹھیک ہوں سعید نے سر اٹھا کر جواب دیا

سلمان دوسری طرف متوجہ ہوا ضحاک! یہ راستہ بہت خراب ہے تم اتر کر ان کے

گھوڑے کی باگ پکڑ لو

ضحاک نے جلدی سے اتر کر اپنا گھوڑا یونس کے سپرد کیا اور آگے بڑھ کر سعید کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔

سمیعہ عاتکہ کے پیچھے آ رہی تھی اس نے گھوڑا آگے کرتے ہوئے کہا دیکھیے! سردی بہت زیادہ ہے آپ میری شال بھی لے لیں!

وہ سفر کے دوران دوسری بار یہ پیش کش کر رہی تھی

عاتکہ نے جواب دیا نہیں سمیعہ! تم اپنی شال اپنے پاس رکھو مجھے دو شالوں کی ضرورت نہیں

کچھ دور آگے جا کر وہ بل کھاتی پگڈنڈی کے ایک موڑ سے ایک تنگ وادی کی طرف اترنے لگے اور ایک گھنٹہ بعد بربر چرواہوں اور کسانوں کی ایک بستی سے باہر چند آدمی ان کا خیر مقدم کر رہے تھے۔

بستی کے رئیس کو دو گھنٹے قبل ان کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی شدید سردی اور تھکاوٹ کے باعث سعید کا برا حال تھا۔ گھوڑے سے اتر کر اپنے میزبان کے گھر جاتے ہوئے اس کے پاؤں ڈگمگا رہے تھے۔ سلمان نے اس کا سہارا دیتے ہوئے کہا۔ سعید! ہمارے سفر کا مشکل حصہ ختم ہو چکا ہے، اب اس بستی میں تمہیں آرام کے لیے کافی وقت مل جائے گا۔ انشاءاللہ اس کے بعد ہم اطمینان سے سفر کر سکیں گے۔

بستی کے رئیس نے پوچھا۔ حامد بن زہرہ کے صاحبزادے کون ہیں؟

وہ یہی ہیں! مگر ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئے! سلمان نے سعید کی طرف اشارہ کیا بوڑھے آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر سعید کو گلے لگا لیا

تھوڑی دیر بعد عاتکہ اور سمیعہ گھر کی عورتوں کے ساتھ کھانا کھا رہی تھیں اور دوسرے کمرے میں ایک وسیع دستر خوان پر باقی مہمانوں کے علاوہ بستی کے چند آدمی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

منصور جو سب سے زیادہ بشاش نظر آتا تھا اپنے ماموں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

کھانے سے فارغ ہوتے ہی میزبان نے اپنے ساتھیوں سے کہا مہمان بہت تھکے ہوئے ہیں انہیں آرام کرنے دیں۔

انہوں نے خشک گھاس پر بچھی ہوئی چٹائیوں کے اوپر بستر لگا دیے اور سعید نے ایک بستر پر لیٹتے ہوئے سلمان سے کہا۔ تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد میں تازہ دم ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ ہم رات ہونے سے پہلے چند کوس اور آگے نکل جائیں۔

رئیس نے کہا ابھی آپ کو کافی دیر آرام کرنا پڑے گا! آپ اطمینان سے سو جائیں یہاں آپ کو کوئی خطرہ نہیں ہمارے آدمی بستی کے باہر تمام راستوں پر پہرا دے رہے ہیں۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں۔ ممکن ہے کہ آج بارش یا برف باری بھی شروع ہو جائے۔

سلمان، ابو یعقوب کی بستی سے آنے والے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ بھی دوپہر تک آرام کرلیں اور اس کے بعد بے شک یہاں سے واپس روانہ ہو جائیں۔

ایک آدمی نے جواب دیا جناب! ہمارے سردار یہ سننے کے لیے بے چین ہوں گے کہ آپ بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اجازت دیجئے!

سلمان انہیں رخصت کرنے کے لیے رئیس کے ساتھ باہر نکلا تو ضحاک اور یونس بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب ابو یعقوب کے آدمی گھوڑوں پر سوار ہو چکے تھے تو ضحاک نے بستی کے رئیس سے کہا جناب! ہم باہر نوکروں کے ساتھ ہی ٹھہر جائیں گے۔

سلمان نے کہا ضحاک! وہ کمرہ ہم سب کے لیے کافی ہے

اس نے جواب دیا نہیں جناب! میں یہ گستاخی نہیں کرسکتا اور پھر ہم میں سے کسی

نہ کسی کو جاگتے رہنا بھی تو ضروری ہے۔

بستی کے رئیس نے انہیں ایک آدمی کے ساتھ باہر ہی دوسرے مکان میں بھیج دیا۔ تھوڑی دیر بعد سلمان واپس آیا تو سعید اور عثمان بھی گہری نیند سو رہے تھے۔

منصور نے کہا چچا جان! طبیب نے ماموں کو سونے سے پہلے ایک دوا کھانے کی تاکید کی تھی دوا کی تھیلی خالہ عاتکہ کے پاس ہے میں لے آؤں؟

نہیں! اب انہیں جگانا مناسب نہیں اور تم بھی سو جاؤ! سلمان یہ کہہ کر لیٹ گیا

چچا جان! منصور نے اس کے قریب دوسرے بستر پر لیٹتے ہوئے کہا میں نے اسماء سے کہا تھا کہ جب میں بڑا ہو جاؤں گا تو آپ مجھے جہاز لے دیں گے اور پھر میں کسی دن غرناطہ آؤں گا اس نے کہا تھا کہ اگر نصرانی ہمیں پکڑ کر لے گئے تو تم کیا کرو گے؟ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ میں چچا جان کی طرح ایک بہت بڑا جہاز ران بنوں گا اور دشمن کے تمام جہاز تباہ کر دوں گا لیکن وہ رو رہی تھی اور اس کی امی جان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے تھے۔ خالہ عاتکہ کہتی تھیں کہ اسماء کی امی جان ایک فرشتہ ہیں انہوں نے ماموں سعید کی جان بچائی ہے۔ چچا جان! انہیں غرناطہ میں کوئی خطرہ تو نہیں؟

سلمان کے دل سے ایک ہوک اٹھی اور اس نے گھٹی ہوئی آواز میں جواب دیا مجھے یقین ہے کہ تم ایک دن بہت بڑے جہاز ران بنو گے اور اسماء تم پر فخر کیا کرے گی۔

لیکن اب تم سو جاؤ!

منصور خاموش ہو گیا سلمان کچھ دیر بے چینی کی حالت میں کروٹیں بدلتا رہا بالآخر اسے نیند آ گئی۔

ساتھ ہی دوسرے کمرے میں آمنہ عاتکہ کے قریب لیٹی آہستہ آہستہ باتیں کر رہی تھیں بہن! میں آپ کے پاؤں دبا دوں؟

نہیں سمیعہ! تم آرام سے سو جاؤ ہماری اگلی منزل بھی بہت کٹھن ہو گی

خدا کی قسم! مجھے آپ کی وجہ سے محسوس بھی نہیں ہوا کہ میں کتنا سفر کر چکی ہوں آپ کو معلوم ہے کہ جب ضحاک نے یہ اطلاع دی تھی کہ ہم آپ کے ساتھ ہی جا رہے ہیں تو میں نے گھر کی عورتوں سے کیا کہا تھا؟

کیا کہا تھا تم نے؟

میں نے کہا تھا کہ میں اپنی شہزادی کی کنیز بن کر جا رہی ہوں

عاتکہ کے دل پر ایک دھچکا سا لگا اور اس نے بڑی مشکل سے کہا سمیعہ! تمہیں تو ان سے یہ کہنا چاہیے تھا کہ اندلس کی ایک بدنصیب بیٹی کے لیے اپنے وطن کی زمین تنگ ہو گئی اور تم اس کی دلجوئی کے لیے ساتھ جا رہی ہو

سمیعہ کو کچھ اور کہنے کا حوصلہ نہ ہوا

☆☆☆

سلمان گہری نیند سے بیدار ہوا تو باہر بارش کا شور سنائی دے رہا تھا۔ سعید اور منصور ابھی تک سو رہے تھے۔ اس نے آگے بڑھ کر سعید کی پیشانی پر رکھ کر دیکھا تو اس کا جسم قدرے گرم محسوس ہوا، تاہم آرام سے سوتے دیکھ کر وہ اپنے دل میں یہ اطمینان محسوس کر رہا تھا کہ بارش کی وجہ سے وہ باقی دن اور اگلی رات بھی آرام کر سکے گا اور اگر برف گرنی شروع ہو گئی تو ان کے رہے سہے خدشات بھی ختم ہو جائیں گے۔

اس نے ڈیوڑھی میں جا کر نوکر کو وضو کے لیے پانی لانے کا اشارہ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد واپس آ کر کمرے کے ایک کونے میں عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد دوبارہ اپنے بستر پر لیٹ گیا۔

سعید نے کروٹ بدل کر آنکھیں کھول دیں اور جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گیا

میرا خیال ہے کہ میں بہت دیر تک سویا ہوں آپ مجھے جگا کیوں نہ دیا؟ ہمیں

شام ہونے سے پہلے چند کوس آگے نکل جانا چاہیے تھا

سلمان نے کہا سعید تم آرام سے لیٹے رہو! باہر بارش ہو رہی ہے اور شاید برف باری بھی شروع ہو جائے۔ تمہاری طبیعت کیسی ہے؟

میری تھکاوٹ دور ہو چکی ہے اور اب مجھے برف اور بارش میں چند میل سفر کرتے ہوئے تکلیف نہیں ہو گی

سلمان نے کہا لیکن میں بلاوجہ تمہیں زحمت نہیں دینا چاہتا

برابر کے کمرے کا دروازہ کھلا اور عاتکہ نے آگے بڑھ کر سعید کے ہاتھ میں دوا کی ایک پڑیا دیتے ہوئے کہا مجھے اچانک دوا کا خیال آیا تھا لیکن آپ سو رہے تھے۔ طبیعت نے سختی سے ہدایت کی تھی کہ آپ کو ناغہ نہیں کرنا چاہیے۔ میں ابھی دودھ لاتی ہوں! یہ کہہ کر وہ واپس چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی اور سعید کو گرم دودھ کا پیالا پیش کر دیا۔ دوا کھانے کے بعد ابھی وہ دودھ پی ہی رہا تھا کہ بستی رئیس نے ڈیوڑھی کی طرف کھلنے والے دروازے پر دستک دی۔

سلمان نے دروازہ کھولا تو بوڑھے آدمی نے کھڑے کھڑے کہا

میں آپ کو یہ بتانے آیا تھا کہ اس موسم میں آپ سفر نہیں کر سکیں گے۔ کل اگر موسم ٹھیک ہو گیا تو میں آپ کو روکنے کی کوشش نہیں کروں گا لیکن آج آپ کسی صورت میں آگے نہیں جا سکتے۔

سلمان نے کہا آپ کا شکریہ! لیکن ہم پہلے ہی یہی فیصلہ کر چکے ہیں بوڑھا سردار واپس چلا گیا اور سعید نے سلمان سے مخاطب ہو کر کہا مجھے بار بار ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں موت سے بھاگ رہا ہوں

نہیں سعید! قدرت ہماری مدد کر رہی ہے مجھے یقین ہے کہ اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں

سعید نے جواب دیا جب ایک قوم پر تباہی نازل ہوتی ہے تو کسی ایک فرد کا زندہ رہنا کوئی معنی نہیں رکھتا

وہ کچھ دیر خاموشی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے، پھر سلمان نے کہا سعید! کچھ روز قبل میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چند افراد کے گناہ پوری قوم کو ہلاکت کے دروازے تک لے آئیں گے!

یہ چند افراد ہمارے اجتماعی گناہوں کی سزا ہیں سعید نے جواب دیا ہر راستے کی ایک آخری منزل ہوتی ہے ہم جس راستے پر صدیوں سے گامزن تھے اس کی آخری منزل یہی ہو سکتی تھی ہم پر بے خبری کی حالت میں اچانک یہ مصیبت نہیں آئی بلکہ ہم ایک ایک قدم چل کر اس منزل پر پہنچے ہیں ہم نے اس آگ کے لیے اپنے ہاتھوں سے ہی ایندھن جمع کیا تھا۔

اندلس میں ہمارے عروج وزوال کی داستان آٹھ صدیوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جب ہم صراط مستقیم پر گامزن تھے تو ہمیں کس طرح نوازا گیا تھا اور ہم نے اجتماعی سلامتی کے تقاضوں سے منہ پھیر لیا تو ہم پر کتنی قیامتیں آ ٹوٹی ہیں۔

جب ہم ایک قوم تھے، ہمارا ایک مرکز اور ایک پرچم تھا۔ ہم جبل الطارق سے لے کر اندلس کی آخری حدود تک ہر رزم گاہ میں اللہ کی نصرت کے معجزات دیکھا کرتے تھے لیکن جو شاخیں ایک تن آور درخت سے کٹ جاتی ہیں۔ انہیں بالآخر تند و تیز آندھیاں اڑا کر لے جاتی ہیں جس عمارت کی بنیادیں اکھڑ جاتی ہیں انہیں پیوند زمین ہونے کے لیے صرف ایک ہلکے سے زلزلے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہماری سعی اتحاد کی واحد بنیاد ہمارا دین تھا اور ہم یہ سمجھ سکتے تھے کہ جس قدر ہمارے نظریاتی حصار کی بنیادیں کمزور ہوتی جائیں گی اسی قدر ہم انتشار اور لا مرکزیت کا شکار ہوتے جائیں گے۔ قرطبہ ہمارا سیاسی اور روحانی مرکز تھا اور ہم اسی

دن تباہی کے راستے پر گامزن ہو چکے تھے جب ہم نے اس عظیم ملی حصار کو قبائلی اور نسلی عصبیتوں کی رزم گاہ بنالیا تھا۔

مجھے آپ کے سامنے ان دنوں کی داستانیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں جب اہل عرب نے اپنے اسلاف کے وطن سے ہزاروں میل دور یہ جاننے اور سمجھتے ہوئے دور جاہلیت کی قبائلی عصبیتوں کو از سر نو زندہ کیا تھا کہ اندلس کے سوا ان کے لیے کوئی اور جائے پناہ نہیں اور آپ ان ادوار کی تاریخ سے بھی واقف ہیں جب عرب، بربر اور اسپینی مسلمان ایک دوسرے سے برسر پیکار تھے۔

ہم پر لامرکزیت اور انتشار کا ایک ایسا دور بھی آیا تھا جب اس ملک میں تین خلافتیں قائم ہو گئی تھیں۔ اس کے بعد ملوک الطوائف قوم کی ہڈیوں پر اپنے عشرت کدے تعمیر کر رہے تھے تو ہم یہ دیکھ سکتے تھے کہ شمال میں عیسائی ریاستوں کے اتحاد سے کلیسا کی وہ قوت جنم لے رہی تھی جس کا پہلا اور آخری ہدف اندلس کے مسلمانوں کو بننا تھا، لیکن ہماری قسمت ان طالع آزماؤں کے ہاتھوں میں تھی جن کے نزدیک اندلس ایک وطن نہیں ایک شکارگاہ تھی جسے وہ کئی حصوں میں تقسیم کر چکے تھے پھر ان کی چھوٹی چھوٹی شکارگاہوں میں باہر کے وہ قد آور درندے گھس آئے جن کے دانت زیادہ تیز تھے۔ چنانچہ انہوں نے پسپائی اختیار کی۔

پھر دو صدیوں کی فوجی، سیاسی، ذہنی اور اخلاقی پسپائی کے بعد غرناطہ ہماری آخری جائے پناہ تھی لیکن ماضی کی تاریکیوں نے یہاں بھی ہمارا پیچھا نہ چھوڑا، ہم اپنے پروردگار سے یہ شکوہ نہیں کر سکتے کہ اس گئی گزری حالت حالت میں بھی جب کبھی ہم نے جادہ مستقیم کی طرف قدم اٹھایا تھا تو اس میں ہمیں اپنے انعام کا مستحق نہیں سمجھا تھا۔

سعید یہاں تک کہہ خاموش ہو گیا اور سلمان اس کی طرف دیر تک دیکھتا رہا۔ اسے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حامد بن زہرہ کی روح اچانک اس خاموش طبع انسان کے

وجود میں آ چکی ہے۔

☆☆☆

رات کے پچھلے پہر بارش تھم گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ روانہ ہو چکے تھے۔ بستی کے تین آدمی گھوڑوں پر اور چار پیدل ان کے ساتھ جا رہے تھے۔ بستی کے سردار نے سعید کو سردی سے بچنے کے لیے ایک پوستین نذر کرنے کے علاوہ اپنے مہمانوں کے لیے صبح کا کھانا بھی ایک سوار کے سپرد کر دیا تھا۔

کوئی میل بھر آگے دوسری پہاڑی کی چڑھائی شروع ہوگئی ان کے گھوڑے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہے تھے۔ پیادہ آدمیوں نے سعید اور منصور کے گھوڑوں کی باگیں پکڑ رکھی تھیں۔

کوئی دو گھنٹے سفر کرنے کے بعد وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ چکے تھے جہاں سے ایک گہرا کھڈا دو پہاڑوں کو جدا کرتا تھا اور بلندی کے ساتھ ساتھ بتدریج تنگ ہوتا جا رہا تھا۔ چڑھائی بہت سخت تھی۔ ہر آن کسی گھوڑے کے کھڈ کی طرف پھسل جانے کا اندیشہ تھا۔

قریباً تین میل سفر کرنے کے بعد کھڈ کی چوڑائی صرف پچاس فٹ رہ گئی تھی اور سامنے تھوڑی دور رسوں کا پل صاف دکھائی دیتا تھا۔ آگے راستہ نسبتاً کشادہ تھا اور کھڈ کی گہرائی میں وہ ندی کا شور سن سکتے تھے۔

پل کے قریب کے پہنچ کر سلمان نے اپنے راہنما سے سوال کیا۔ وہ بستی اب کتنی دور ہے؟

جناب! آپ کو پہاڑ عبور کرنے کے بعد کچھ دور نیچے جانا پڑے گا۔ آگے راستہ ٹھیک ہے۔ اگر اس پل سے آپ کے گھوڑے گزر سکتے تو آپ کا اتنا چکر کاٹنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ کھڈ کے پار تین چار میل کے فاصلے پر وہ بستی ہے جہاں آپ کل پہنچیں گے۔

تین میل چلنے کے بعد سلمان کو کھڈ کے آخری کونے کے اوپر پہاڑ کی چوٹی کے قریب سواروں کی ایک دھندلی سی جھلک دکھائی دی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو گھوڑے موڑنے کا حکم دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ رسوں کے پل کے قریب پہنچ چکے تھے۔

سلمان نے گھوڑے سے کودتے ہوئے کہا۔ سعید! تم گھوڑے یہاں چھوڑ کر پل کے پار پہنچ جاؤ! میں نے پہاڑ کی چوٹی کے قریب چند سواروں کی ایک جھلک دیکھی ہے۔ اگر وہ اس طرف آئے تو ہمیں بہت جلد یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون لوگ ہیں اور کیا چاہتے

بہر حال جب تک میں آواز نہ دوں تمہارا چھپ کر بیٹھنا ضروری ہے۔ عثمان! تم بھی ان کے ساتھ جاؤ! اور عاتکہ! میں شاید زندگی میں پہلی اور آخری بار تمہیں بھی یہی حکم دے رہا ہوں۔

عاتکہ آؤ! سعید نے پل کی طرف بڑھتے ہوئے کہا

دختر غرناطہ نے بے بسی کی حالت میں سلمان کی طرف دیکھا اور منصور کا ہاتھ پکڑ کر اس کے پیچھے چل پڑی۔ چند ثانیے بعد ان کے پیچھے سمیعہ اور عثمان بھی پل عبور کر رہے تھے۔

پچھلی بستی کے ایک نوجوان نے سلمان کے قریب ہو کر کہا جناب! کھڈ کے اس پار اس چٹان سے ذرا آگے ایک غار ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے ساتھیوں کو وہاں پہنچا دوں گا؟

کتنی دور؟ سلمان نے جلدی سے سوال کیا نوجوان نے سامنے ایک بلندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ جناب! اس چٹان سے بالکل قریب گھنی جھاڑیوں کے باعث آپ کو یہاں سے اس کا راستہ نظر نہیں آئے گا۔ آپ کے ساتھی وہاں چھپ کر دشمن کی نگاہوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

سلمان نے کہا بہت اچھا تم وہاں جاؤ! اور انہیں پہنچا کر واپس آنے کی بجائے اگلی بستی میں اطلاع دینے کی کوشش کرو انشاءاللہ! ہم چند گھنٹے دشمن کی توجہ اپنی طرف مبذول رکھیں گے اور سعید کو تاکید کرتے جاؤ کہ وہ غار سے باہر آنے کی کوشش نہ کرے۔

نوجوان نے پوری رفتار سے بھاگتے ہوئے پل عبور کیا اور آن کی آن میں سعید کے ساتھیوں سے جاملا۔

سلمان نے بستی کے دوسرے آدمی کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اب تم میں سے دو آدمی گھوڑوں کو کچھ دور پیچھے لے جائیں۔ گھوڑے تنگ راستے پر ادھر ادھر نہیں بھاگ سکتے اس لیے ایک آدمی انہیں آگے اور دوسرا پیچھے سے روک سکتا ہے۔ باقی میرے ساتھ آئیں!

☆☆☆

پھر سلمان، یونس اور بستی کے باقی چار آدمی پل سے کچھ دور آگے جا کر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور راستے سے تیس چالیس فٹ کی بلندی پر پتھروں اور جھاڑیوں کی آڑ میں چھپ گئے۔ ضحاک ان سے ذرا آگے جا کر کوئی ڈیڑھ سو فٹ کی بلندی پر ایک چٹان پر لیٹ گیا۔

کوئی گھنٹہ بھر وہاں سکوت طاری رہا۔ پھر ضحاک نے چٹان سے ایک پتھر لڑھکاتے ہوئے آواز دی وہ آرہے ہیں

دس منٹ بعد وہ گھوڑوں کی ٹاپ سن رہے تھے اور پھر آن کی آن میں وہ ان کے تیروں کی زد میں آچکے تھے۔ چار سوار زخمی ہو کر گر پڑے اور دو زخمیوں نے اپنے ساتھیوں کے پیچھے گھوڑے موڑ لیے۔ ایک سوار کا گھوڑا بدحواس ہو کر اچھلا اور پھسل کر کھڈ میں جا گرا اس کے بعد باقی سواروں کو آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ وہ کچھ دور جا کر زور زور سے آوازیں دے رہے تھے

ضحاک چلایا جناب! وہ کھڈ کی دوسری طرف منہ کر کے اشارے کر رہے ہیں

سلمان نے کھڈ کے پار نظر دوڑائی اور اچانک ایک ثانیہ کے لیے اس کا خون منجمند ہو کر رہ گیا۔ چٹان سے دائیں طرف کچھ فاصلے پر چند آدمی جھاڑیوں کی آڑ لیتے ہوئے نیچے اتر رہے تھے۔

وہ بھی پہاڑ سے اترنے لگا اور پوری قوت سے چلایا پل کے پار چلو! پل کے پار چلو!

آن کی آن میں وہ نیچے اتر کر پل کی طرف بھاگ رہا تھا معاً اسے ٹھیچے چلنے کی آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد جب وہ پل عبور کر رہا تھا تو چار آدمی جو پہاڑ سے کھڈ کی طرف اتر رہے تھے واپس مڑ کر دوبارہ پہاڑ پر چڑھنے کی کوشش کرتے دکھائی دیے۔

سلمان نے ان میں سے ایک آدمی کو تیر مار کر گرا دیا۔ اور اپنے ساتھیوں کو باقی تین آدمیوں کا تعاقب کرتے چھوڑ کر سعید اور عاتکہ کو آوازیں دیتا ہوا چٹان کی طرف بڑھا۔

وہ اس طرف ہیں۔ ادھر دیکھیے! سمیعہ جھاڑیوں سے سر نکال کر چلانے لگی وہ سب عتبہ کا پیچھا کر رہے ہیں

سلمان نے اوپر کی طرف دیکھا عتبہ کوئی تیس گز اوپر چٹان پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اور سعید اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ پھر ذرا نیچے اسے عثمان اور ساتھ ہی منصور دکھائی دیا۔

سلمان کے لیے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ عتبہ اور سعید دونوں زخمی ہیں۔

عاتکہ! عاتکہ!! وہ پتھروں اور جھاڑیوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھا اور سمیعہ نے چیخیں مارتے ہوئے کہا عاتکہ یہاں ہے عاتکہ زخمی ہے۔

سلمان نے ایک نظر عاتکہ کی طرف دیکھا وہ ایک جھاڑی کے پیچھے پڑی ہوئی

تھی اور اس کا لباس خون میں تر بہ تر تھا ایک ثانیے کے لیے سلمان کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا گیا پھر وہ ایک جنوں کی سی حالت میں چٹان کے اوپر چڑھ رہا تھا۔ اس کے دل سے چیخیں نکل رہی تھیں لیکن اس کے ہونٹ سلے ہوئے تھے

چٹان پر کوئی چالیس گز اوپر ان کی ہمت جواب دے چکی تھی وہ سیدھی چڑھائی بڑی مشکل سے ایک ایک قدم گھسٹ رہے تھے سلمان چلایا

عتبہ! عتبہ!! اب تم بچ کر نہیں جا سکتے عثمان! تم منصور کو نیچے لے چلو! اور پھر وہ تیزی سے اوپر چڑھتے ہوئے آوازیں دے رہا تھا سعید ٹھہر جاؤ! میں آ رہا ہوں عتبہ اب بچ کر نہیں جا سکتا تم نیچے آ جاؤ!

لیکن سعید نے کوئی جواب نہ دیا وہ اپنی ساری قوت چٹان پر چڑھنے میں صرف کر رہا تھا

سلمان ابھی کوئی پندرہ فٹ نیچے تھا کہ سعید نے عتبہ کی ٹانگ پکڑ لی۔ اس نے ٹانگ کو جھٹکا دے کر سعید کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کی، اس کشمکش میں عتبہ کے ہاتھ سے پتھر چھوٹ گیا اور پھر آنکھ جھپکنے میں وہ دونوں پچاس ساٹھ گز نیچے آ گرے۔

تھوڑی دیر بعد سلمان سعید کی لاش کو عاتکہ کے پاس لٹا رہا تھا اس کے سینے اور بازو پر تلوار کے تین زخموں کے نشان پہلے سے موجود تھے اور اب چٹان سے گرنے کے باعث اس کی کوئی ہڈی سلامت نہ رہی تھی۔

عاتکہ ابھی تک سسک رہی تھی۔ اس کے پہلو میں ایک تیر اور سینے میں ایک خنجر پیوست تھا۔ اس نے سعید کی لاش دیکھی اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

سلمان نے قریب بیٹھ کر اس کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا

عاتکہ نے آنکھیں کھول کر ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا مجھے معلوم تھا وہ زندہ واپس نہیں آئے گا سعید میرے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا تھا اب کوئی ہمارا پیچھا نہیں کرے گا

اور کسی کو ہمارا بوجھ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہوگی

وہ مسکرانے کی کوشش کررہی تھی مگراس کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے عتبہ بھاگ تو نہیں گیا؟ میرے طمنچے کی گولی نشانے پر لگی تھی لیکن ظالم بہت سخت جان ہوتے ہیں

وہ مر چکا ہے عاتکہ! میں اسے اچھی طرح دیکھ آیا ہوں اس کے کان پر تمہارے تیر کی پرانی نشانی موجود تھی

سلمان! میرے بھائی! اس نے سلمان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا آپ اتنے اچھے کیوں ہیں؟ سعید کہتا تھا کہ اب میرے لیے سلمان کے احسانات کا بوجھ نا قابل برداشت ہوتا جارہا ہے۔ پھر اس نے دوسرے ہاتھ سے سعید کا بے جان ہاتھ پکڑلیا۔

سعید! اب تم اپنے دوست سے یہ کہہ سکتے ہو کہ میں زندگی کے ہر بوجھ سے آزاد ہو چکا ہوں اس کی نگاہیں منصور کے چہرے پر مرکوز ہو کر رہ گئیں، سمیعہ نے اسے اپنی ٹانگوں سے چمٹا رکھا تھا۔

چند ثانیے بعد وہ دوبارہ سلمان کی طرف متوجہ ہوئی بھائی جان! بھائی جان!! اب اس دنیا میں آپ کے سوا منصور کا کوئی نہیں جتنی جلدی ہو سکے اسے لے کر آپ یہاں سے نکل جائیں! اور ہمیں اسی جگہ دفن کردیجیے

سلمان خاموش تھا اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے

عاتکہ نے اکھڑے اکھڑے چند سانس لینے کے بعد کہا آپ کو معلوم ہے کہ میری آخری خواہش کیا ہے؟

عاتکہ! سلمان نے کرب انگیز لہجے میں کہا میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا

میں چاہتی ہوں جب ترکوں کا جنگی بیڑا آئے تو میری روح اندلس کے ساحل پر اس کا استقبال کررہی ہو

اور بدر یہ

آپ کے لیے پھولوں کے ہار اٹھائے کھڑی ہو وہ ایک عظیم عورت ہے پروقار اور عظیم! آپ اسے بھول تو نہیں جائیں گے؟

نہیں! ہرگز نہیں!! اس نے کانپتی ہوئی آواز میں جواب دیا

نقاہت کے باعث عاتکہ کی آواز آہستہ آہستہ ڈوب رہی تھی وہ کچھ دیر آنکھیں بند کیے بے حس وحرکت پڑی رہی۔ پھر اچانک اسے کھانسی آئی اس نے آنکھیں کھولیں اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے خون کی دھار بہہ نکلی اور اس نے اپنا سر سعید کے سینے پر رکھ دیا۔

سعید! سعید!! میں تمہارے پاس ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔سعید! سعید!! سعید!!!

اس نے آخری بار جھرجھری لی اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈوبتی ہوئی آواز ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئی

عاتکہ! عاتکہ!!

سلمان بے چارگی کی حالت میں ان کی نبضیں ٹٹول رہا تھا، مگر اندھیری رات کے دونوں مسافر اپنا اپنا سفر ختم کر چکے تھے!

وہ اٹھا، اپنی قبا نوچی اور ان کے سرد جسموں پر ڈال کر تاریکیوں کے گہرے بادلوں میں ڈوب گیا!

☆☆☆

سیرا نوادا کے دامنے میں بکھرنے والے اجالے، شب تاریک کی آمد سے پہلے رخت سفر باندھ رہے تھے

مگر، وہ بدستور اپنے خیالوں میں گم تھا ماضی اور حال کے دریچوں میں جھانک رہا تھا کہ اس کے کانوں میں ایک مانوس آواز ٹکرانے لگی

آقا! آقا!!

سلمان کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اسے خواب سے بیدار کر رہا ہے وہ سنبھلا تو اسے عثمان جھنجھوڑ رہا تھا یہ دیکھیں دو لاشیں!

وہ کس طرف سے آئے تھے؟

اس نے کرب انگیز لہجے میں عثمان سے پوچھا

عثمان نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے جواب دیا جناب! ہمیں معلوم نہیں ہم غار کے اندر چلے گئے تھے اور انہوں نے ہمیں ایک کونے میں بٹھا دیا تھا۔

پھر وہ اچانک غار کے سامنے آگئے

منصور کی خالہ اور ماموں جان نے ان پر تیز چلا دیے اس کے بعد وہ جھاڑیوں کی آڑ میں رینگتے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے تو خالہ عاتکہ نے منصور کے ماموں سے کہا کہ میرے باپ کا قاتل زندہ نہیں جا سکتا اور وہ تیر چلاتے ہوئے غار سے باہر نکل آئے۔

اب عتبہ نے اپنے ساتھیوں کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ سعید کے ماموں نے کمان پھینک کر تلوار نکال لی اور ان پر ٹوٹ پڑا۔ یہ دو آدمی انہوں نے ہی قتل کیے تھے۔ لیکن وہ خود بھی بری طرح زخمی ہو چکے تھے عتبہ کو منصور کی خالہ کے طمنچے کی گولی لگی تھی لیکن اس نے جھاڑی کی اوٹ سے تیر چلا دیا اور دوسرے آدمی نے انہیں خنجر مار کر گرا دیا میں اور منصور بھی غار سے نکل آئے اور ہم نے خالہ عاتکہ کے قاتل کو تیروں سے گھائل کر دیا تھا۔ ان دو آدمیوں میں سے بھی، ایک زخمی ہونے کے بعد اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن سمیعہ نے اس کے سر پر پتھر مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ پھر عتبہ جو طمنچے کی گولی لگنے سے زخمی ہوا تھا اچانک جھاڑیوں سے نکل کر بھاگا تو منصور کے ماموں لہولہان ہونے کے باوجود اس کے پیچھے ہو لیے

سلمان کچھ دیر خاموش کھڑا رہا، پھر اس نے جلدی سے منصور کو اٹھا کر گلے لگا لیا اور وہ سیلاب جو اب تک اس کی آنکھوں میں رکا ہوا تھا اچانک بہہ نکلا۔

کچھ دیر بعد پڑوس کی بستی سے تیس چالیس آدمی وہاں پہنچ چکے تھے اور سہ پہر کے وقت سعید اور عاتکہ کی قبروں پر مٹی ڈالی جا رہی تھی

اور پھر جب سورج مغرب کی طرف بلند پہاڑ کی اوٹ میں روپوش ہو چکا تھا تو وہ شہیدوں کو اپنی آخری دعاؤں اور آنسوؤں کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے۔

☆☆☆

دوسرے روز وہ سیرا نوادا کی برفانی چوٹیوں سے کترا کر اس سلسلہ کوہ میں سفر کر رہے تھے، جس کی ڈھلوانیں ساحل سے جا ملتی ہیں

ایک دن بعد دوپہر کے وقت انہیں ساحل سے آٹھ میل دور ایک بستی میں داخل ہوتے ہی دوسرے لوگوں کے ساتھ عبدالملک اور اس کے ساتھی دکھائی دیے اور سلمان کو معلوم ہوا کہ وہ ابو یعقوب کی بستی میں ان کا انتظار کرنے کی بجائے، جدا جدا راستوں سے وہاں پہنچ گئے تھے۔

عبدالملک نے اس عرصے میں نہ صرف پندرہ بیس ساحلی علاقوں میں دشمن کے جہازوں کی نقل و حرکت کے متعلق تمام معلومات مہیا کر رکھی تھیں بلکہ آس پاس کے علاقے سے از خود پچیس تجربہ کار ملاحوں کو بھی جمع کر لیا تھا یہ نوجوان ملاح بڑے تپاک سے آگے بڑھ بڑھ کر سلمان سے مصافحہ کر رہے تھے اور اس کے ہاتھ چوم رہے تھے۔

کھانا کھانے کے بعد سلمان نے تنہائی میں عبدالملک سے گفتگو کرتے ہوئے کہا

ہمیں زیادہ سے زیادہ تین دن اور اپنے جہاز کا انتظار کرنا پڑے گا۔ تم چند قابل اعتماد آدمیوں سے لکڑی اور سوکھی گھاس کے گٹھے اٹھوا کر مشرق کی طرف بستی سے کچھ دور لے جاؤ اور وہاں بلند ترین پہاڑیوں پر ایک قطار میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چار الاؤ جلا دو

ایک الاؤ رات کا پہلا پہر ختم ہونے کے بعد بجھ جانا چاہیے اس کے بعد تمہیں دوسرا الاؤ آدھی رات، تیسرا پچھلے پہر اور چوتھا صبح ہوتے ہی بجھا دینا چاہیے اگلی رات الاؤ جلانے اور بجھانے کی ترتیب اس سے مختلف ہوگی۔ لیکن روشنی کسی ایسی ڈھلوان میں نہیں ہونی چاہیے کہ ساحل کے آس پاس سے نظر آ سکے۔ انشاء اللہ تیسری شب اگر موسم خراب نہ ہوا یا اور کوئی وجہ نہ ہوگئی تو آدھی رات اور پچھلے پہر کے درمیان کسی وقت بھی ہمارا جہاز اس ساحل پر پہنچ جائے گا۔

یہ پورا ہفتہ ہمارے دو جہاز سمندر میں گشت کرتے رہیں گے۔

☆☆☆

عثمان بھاگتا ہوا آیا اور اس نے کہا جناب! جمیل کے ساتھ دو سوار آ رہے ہیں وہ اٹھ کر باہر نکلے تو جمیل اور اس کے ساتھی بستی کے سردار کے مکان کے سامنے گھوڑوں سے اتر رہے تھے۔

سلمان نے کہا میرا خیال تھا کہ تم یوسف کے ساتھ رہو گے

ہمیں انہوں نے تاکید کی تھی کہ جب پہلا قافلہ الحجارہ کے قریب پہنچے تو ہم دوسرے راستے سے عورتوں اور بچوں کو لے کر آپ کے پاس پہنچ جائیں، چنانچہ پانچ خواتین اور گیارہ بچوں کے علاوہ سات آدمی بھی ہمارے پیچھے آ رہے ہیں

ولید تمہارے ساتھ نہیں آیا؟

نہیں! وہ اپنے والدین اور عزیزوں کو دوسرے قافلے کے ساتھ الحجارہ پہنچانے کے بعد کوئی فیصلہ کرے گا ہاں! یوسف کی بیوی قافلے کے ساتھ آ رہی ہیں

سلمان نے پوچھا قافلہ کب تک پہنچ جائے گا؟

جناب! انشاء اللہ وہ پرسوں صبح تک یہاں پہنچ جائیں گے ہمیں یہ ڈر تھا کہ کہیں آپ کا جہاز ہم سے پہلے ہی روانہ نہ ہو جائے۔ اس لیے میں آپ کو اطلاع دینے چلا آیا ہوں۔

سلمان نے کہا انہیں اب یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔تم اسی وقت واپس چلے جاؤ! اور میری طرف سے یہ پیغام دے دو کہ وہ راستے ہی میں ساحل سے کچھ دور کسی محفوظ جگہ رک جائیں اور کل سے آدھی رات کے بعد پہاڑی کی چوٹی پر الاؤ جلاتے رہے۔ہمارے پاس وقت بہت تھوڑا ہوگا۔اس لیے تمہیں ساحل سے بالکل قریب رہنا چاہیے اب تم جاؤ! اور اپنے تھکے ہوئے گھوڑوں کی جگہ ہمارے گھوڑے لے جاؤ۔وہ نسبتاً تازہ دم ہیں

تھوڑی دیر بعد جمیل روانہ ہو چکا تھا

☆☆☆

واپسی

تیسرے روز آدھی رات کے قریب ایک جنگی جہاز ساحل سے کچھ دور لنگر ڈالے کھڑا تھا اور ایک کشتی سلمان کو لانے کے لیے ساحل کی طرف روانہ ہو چکی تھی۔

ایک گھنٹہ بعد جہاز کے افسر اور ملاح اپنے کپتان اور اس کے ساتھیوں کا مسرت کے نعروں سے استقبال کر رہے تھے۔

سلمان کچھ دیر خاموشی سے اپنے ان جانثاروں کو دیکھتا رہا اور یہ سکوت اس وقت ٹوٹا جب جہاز کے نائب کپتان نے سوال کیا

جناب! آپ غرناطہ سے کیا خبر لائے ہیں؟

سلمان کے دل پر ایک چرکا سا لگا اور اس نے گفتگو کا موضوع بدلنے کے لیے منصور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

میرے دوستو! میں آپ لوگوں کو جو اہم ترین خبر سنانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مجھے جس بزرگ کو غرناطہ پہنچانے کے لیے بھیجا گیا تھا، ان کا نواسہ آپ سے جہاز رانی سیکھنے کا عزم لے کر آیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اسے مایوس نہیں کریں گے۔

اور یہ معزز حضرات جو آپ میرے ساتھ دیکھ رہے ہیں، اہل غرناطہ کی طرف سے امیر البحر کے لیے ایک اہم پیغام لے کر جا رہے ہیں

غرناطہ کا ایک اور چھوٹا سا قافلہ جس میں چند معزز خواتین اور ان کے بچے شامل ہیں یہاں سے چند میل دور ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جہاز کا ایک حصہ خواتین اور بچوں کے لیے مخصوص کر دیا جائے اور باقی دوسرے مہمانوں کے لیے اور ان کو آرام پہنچانے میں بھی کسی بخل سے کام نہ لیا جائے۔

مجھے معلوم ہے کہ تم غرناطہ کے حالات معلوم کرنے کے لیے سخت بے چین ہو، لیکن تھکے ہوئے مسافروں کو جہاز پر سوار ہوتے ہی آرام کی ضرورت ہو گی۔ اس وقت تم ان سے کوئی اور سوال پوچھو گے تو تمہیں آنسوؤں کے سوا کوئی جواب نہیں

ملے گا اور شاید میری حالت بھی ان سے مختلف نہیں

اس وقت میں آپ کو تاریخ کے ایک عظیم ترین المیے کی ساری تفصیلات نہیں سنا سکتا صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ غرناطہ پر دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے

یہ کہتے ہوئے سلمان کی آواز بیٹھ گئی اور اس کے ساتھی اضطراب کی حالت میں اپنے اولوالعزم راہنما کی طرف دیکھ رہے تھے کسی کو اس سے کچھ اور پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی

سلمان نے اپنے نائب کو چند ہدایات دیں اور عرشے پر آہستہ آہستہ ٹہلنا شروع کر دیا جہاز کھلے ساحل کے ساتھ ساتھ مغرب کا رخ کر رہا تھا اور تین گھنٹے بعد ملاح دوبارہ لنگر ڈال رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد مسافروں کو لانے کے لیے دو کشتیاں روانہ ہو چکی تھیں۔

☆☆☆

طلوع سحر کے وقت سلمان ساحل سے چند میل دور عرشے کے جنگلے کے ساتھ کھڑا جنوب کے پہاڑوں کی طرف دیکھ رہا تھا جن کے پیچھے کوسوں دور ایک ویرانے میں وہ عاتکہ اور سعید کی قبریں چھوڑ آیا تھا۔

گزشتہ چند دنوں میں وہ کتنی بار سوتے جاگتے ان قبروں کا طواف کر چکا تھا۔ کتنے آنسو تھے جو وہ اپنے ساتھیوں سے چھپ چھپ کر بہا چکا تھا۔

پھر ان ویرانوں سے آگے وہ غرناطہ کے پر شکوہ ایوانوں، بارونق بازاروں اور گلیوں کو دیکھ رہا تھا اندلس کی تاریخ کے کتنے ہی اجالے اور اندھیرے تھے جو ایک ایک کر کے اس کی نگاہوں کے سامنے گزر رہے تھے۔

وہ ساحل کی ان سنگلاخ چٹانوں سے دور مجاہدین اندلس کے ان قافلوں کو بھی دیکھ رہا تھا جن کی راہوں کے گرد و غبار میں فرزندان اسلام کے ماضی کی عظمتیں پوشیدہ تھیں اور پھر وہ ان لمحات کا تصور کر رہا تھا جب فرڈیننڈ کی افواج غرناطہ میں

داخل ہو رہی تھیں۔

وہ طارق اور عبدالرحمن کی بیٹیوں کی آہ و بکا سن سکتا تھا وہ غرناطہ کے ان بوڑھوں اور جوانوں کی ذلت و رسوائی کے لرزہ خیز مناظر دیکھ سکتا تھا، جن پر رحم اور رنجش کے سارے دروازے بند ہو چکے تھے اور پھر وہ ان غداروں کے قہقہے بھی سن سکتا تھا، جو ایک مدت سے دشمن کے استقبال کی تیاریاں کر رہے تھے۔

اندلس کے پرشکوہ ماضی اور اندوہناک حال کی ساری داستانیں سے ایک خواب اور ایک وہم محسوس ہو رہی تھیں۔

اور پھر جیسے کوئی ڈوبتا ہوا انسان تنکوں کا سہارا لے رہا ہو، اسے بدریہ کا خیال آیا اور چند ثانیے اس کی حالت اس مسافر کی سی تھی جو رات کے اندھیرے میں ایک لق و دق صحرا میں بھٹکنے کے بعد اچانک افق پر صبح کا تارا دیکھ رہا ہو۔ اس کے کانوں میں دیر تک عاتکہ کے آخری الفاظ گونجتے رہے۔

میں چاہتی ہوں کہ جب ترکوں کا جنگی بیڑا آئے تو میری روح اندلس کے ساحل پر ان کا استقبال کر رہی ہو اور بدریہ آپ کے لیے پھولوں کے ہار اٹھائے کھڑی ہو وہ ایک عظیم عورت ہے پروقار اور عظیم آپ اسے بھول تو نہیں جائیں گے؟

اس کا دل بے طرح دھڑک رہا تھا بدریہ! بدریہ!! میں تمہیں کیسے بھول سکتا ہوں!

اور پھر وہ اپنی زندگی کی دو تاریک راتوں کا تصور کر رہا تھا ایک وہ رات تھی جب اس نے پہلی بار بدریہ کے گھر میں قدم رکھا تھا اور دوسری وہ جب ابونصر کے گھر میں اسے خدا حافظ کہہ رہا تھا اور ان دو راتوں کے درمیان کتنے ہی واقعات تھے جو اب داستان ماضی بن چکے تھے۔

سلمان کو دیر تک اپنے گردوپیش کا کوئی احساس نہ تھا

اور پھر کسی نے اس کے کندھے پر آہستہ سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا سلمان!

وہ چونکا

اور بدریہ کی آواز اس کی روح کی گہرائیوں تک اترتی چلی گئی

اس نے مڑ کر دیکھا اور دونوں کی نگاہوں کے درمیان آنسوؤں کے پردے حائل ہو گئے

اسماء اس کے پیچھے کھڑی تھی

سلمان نے جلدی سے اسے اٹھا کر گلے لگا لیا

چچا جان! اس نے سسکیاں لیتے ہوئے پوچھا منصور کہاں ہے؟

میری بیٹی! وہ سو رہا ہے سلمان یہ کہہ کر بدریہ کی طرف متوجہ ہوا کیا آپ کو پتا چل گیا ہے کہ ہم پر کیا بیتی ہے؟

اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا مجھے عثمان نے جہاز پر سوار ہوتے ہی تمام واقعات سنا دیے تھے

وہ کچھ دیر خاموش رہے دونوں کی نمناک آنکھیں جنوب کے پہاڑوں میں کوئی چیز تلاش کر رہی تھیں

پھر عثمان نے اطلاع دی جناب! ایک خاتون آپ کو یاد فرما رہی ہیں وہ کہتی ہیں کہ میں آپ کو کوئی ضروری پیغام دینا چاہتی ہوں

بدریہ نے کہا وہ خاتون چچی خالدہ ہوں گی ٹھہریے! میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں

چچی خالدہ؟

وہ یوسف کی بیوی ہیں

پھر وہ جہاز کے ایک کمرے میں داخل ہوئے جہاں ایک معمر اور باوقار خاتون ان کا انتظار کر رہی تھیں

خالدہ نے کہا انہوں نے مجھے تاکید کی تھی کہ میں یہ خط بذات خود آپ کے ہاتھ میں دوں لیجئے!

سلمان خط کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ یوسف نے لکھا تھا:

میرے ساتھی! اس سے پہلے کہ میرا خط آپ کو ملے ابو عبداللہ غرناطہ کی کنجیاں فرڈینینڈ کو پیش کر چکا ہو گا

اور اس کے بعد ہمارا کوئی وطن نہیں ہو گا

فرزندان غرناطہ دھاڑیں مار مار کر رو رہے ہوں گے بزرگان دین کی سفید داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوں گی اور دختران اندلس اپنے سر کے بال نوچ رہی ہوں گی

میں نے دیکھا ہے کہ جب طوفان آ رہا ہو تو پرندے اچانک خاموش ہو جاتے ہیں یہی حالت آج اہل غرناطہ کی ہے آج میں نے ان لوگوں کو بھی گم سم دیکھا ہے جو سینٹا فے کا راستہ کھل جانے پر مسرت کے نعرے لگایا کرتے تھے آج غرناطہ کا ہر آدمی دوسرے آدمی سے یہی سوال کرتا ہے کہ اب کیا ہو گا؟

میں بھی آخری قافلے کے ساتھ نکل جاؤں گا وہ لخراش مناظر نہیں دیکھ سکوں گا جن کے تصور سے میری روح لرزتی ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ جو لوگ آپ کے ساتھ جا رہے ہیں، وہ اپنے مقاصد میں کس حد تک کامیاب ہوں گے۔ لیکن ایک بات واضح ہے کہ ان کے جلد یا بدیر لوٹنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا اور اگر آپ یہاں پہنچتے ہی واپس چلے جاتے تو بھی شاید کوئی فرق نہ پڑتا اب غرناطہ ہمارے ہاتھوں سے جا چکا ہے۔

اور اس کے بعد ہماری تمام امیدیں کوہستانی جنگجو قبائل کے

ساتھ وابستہ ہیں۔ اس لیے میں آپ کے ساتھیوں کو یہ پیغام دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک زمانہ ایک نئی کروٹ نہیں لے لیتا اور قبائل منظم اور متحد ہو کر اجتماعی جدوجہد کے قابل نہیں ہو جاتے، اس وقت تک انہیں واپس آنے کی بجائے وہیں رہنا چاہیے

میرے عزیز!

ہم پر ایک ایسا وقت بھی آ سکتا ہے جب اندلس کے مقہور و مجبور مسلمانوں کے لیے ہجرت کے سوا کوئی چارہ نہ ہو، ایسی صورت میں اگر ہمارے لیے ہجرت کے راستے بھی کھلے رہ سکیں تو یہ بھی آپ لوگوں کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔

سر دست میں اندلس نہیں چھوڑ سکتا، اس لیے آپ میری بیوی کو مراکش تک پہنچانے کا انتظام کر دیں۔ وہاں اس کے رشتے دار موجود ہیں۔ باقی لوگ بھی مراکش یا الجزائر میں اپنے عزیزوں کو تلاش کر لیں گے۔

زمانے کے طوفانوں میں ہمیں بعض اوقات یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ زندگی کی کتنی راحتیں تھیں جو ہم وقت کے بے رحم ہاتھوں سے چھین سکتے تھے

میرے دوست! ولید سے ملاقات کے بعد مجھے اس بات پر حیرت ہوئی تھی کہ تم بدریہ کو غرناطہ چھوڑ آئے ہو کیا تمہیں یہ کہنے کی ضرورت تھی کہ مستقبل کی آندھیوں کا سامنا کرنے کے لیے تمہیں ایک دوسرے کے سہارے کی ضرورت ہے!

یوسف

سلمان نے خط پڑھ کر بدریہ کے ہاتھ میں دے دیا

چند ثانیے اس کے چہرے پر سرخ و سپید لہریں دوڑتی رہیں پھر اس کی آنکھوں میں آنسو امنڈ آئے۔

------------اختتام--------The End--------